الله
جویائے حق جل شانہ
احوال ومقامات وملفوظات
حضرت الصوفی محمد نذیر غوری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
مؤلف
سید اویس علی سہروردی
ادارہ معارف سہروردیہ

والذین جهدوا فینا لنهدینهم سبلنا وان الله لمع المحسنین ○

اور جو (بلند ہمت) مصروفِ جہاد رہتے ہیں ہمیں راضی کرنے کے لئے ہم ضرور دکھاویں گے انہیں اپنا راستہ اور بلاشبہ اللہ تعالیٰ (ہر وقت) محسنین کے ساتھ ہے

احوال و مقامات و ملفوظات

حق بہ حقدار رسید

از سید اویس علی سہروردی

۳۰-۷-۲۰۰۳

سندُ الواصلین حجۃ الکاملین فردالافراد

حضرت الصوفی **محمّد نذیر غوری سہروردی** رحمۃ اللہ علیہ

١٣٢٧ھ — ١٤١٦ھ

مؤلف

سیّد اویس علی سہروردی

ادارۂ معارفِ سہروردیۃ

جویائے حق

احوال، مقامات و ملفوظات حضرت صوفی محمد نذیر غوری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

از سید اویس علی سہروردی

بر موقع عرس چہارم دسمبر ۱۹۹۹ء بمطابق شعبان ۱۴۲۰ھ

ادارہ معارف سہروردیہ

۳۵ ۔ رائل پارک لاہور ۔ فون : ۶۳۶۳۰۰۹

ادارہ سہروردیہ فی مخزن علوم اسلامیہ

جہانگیر پارک نیو شاد باغ لاہور

سہروردیہ فاؤنڈیشن

۵۰۔ سی سی موٹل شاہراہ قائداعظم لاہور ۔ فون : ۶۳۷۱۸۰۲ ۔ ۶۳۷۱۵۸۲

انتساب

سلطان الرّشدین، ماواء العابدین، مخدوم العارفین، برہان الحق والدین

ہمت و مروّت میں درجہ بلند اور خوارق و کرامات میں پایۂ ارجمند رکھنے والے

سلطان الملّتہ اولیاء حضرت خواجہ میاں **غلام محمد سُہرَوَردی** قدس سرۂ العزیز

اور

مظہر جمال و جلال، کاشف العلم والکمال، شیخ الشیوخ طریقت، اصل الاصول حقیقت

عجوبہ رموز و اشارات، کوہ حلم و ثبات، اکبر السادات

قلندر رسول نما، غوث الزماں، امام اہل تصوف و عرفان

حضرت سیدنا **ابوالفیض قلندر علی سُہرَوَردی** قدس سرۂ العزیز

کی ذات باصفات کے نام

بمہر آں کہ غیرش نیست موجود

بخود آغاز و ہم انجام کردند

آپ کی نگاہِ محبت کے سوا جہاں میں اور کچھ بھی تو نہیں ہے۔ آغاز و انجام پر آپ خود ہی تو ہیں۔

زُرْحَضْرَةَ السُّهْرَوَرْدِیَ الْفَتٰی عُمَرَا

جواں مرد (صاحبِ فتوت) حضرت سہروردی کی زیارت کا شرف حاصل کر

فَاِنَّ مَنْ زَارَہٗ بِالْفَیْضِ قَدْ غُمِرَا

کہ جس نے آپ کی زیارت کا شرف حاصل کیا وہ فیوضِ (الٰہی) سے سرشار ہو گیا

تَرَی الْعَوَارِفَ تَبْدُوْا مِنْ مَّعَارِفِہٖ

ہر لحظہ تم ان کے علوم سے ظاہر ہونے والے بیشمار عوارف دیکھتے ہو

فَمَا لَهَا اَحَدٌ فِی الْکَوْنِ قَدْ نَکَرَا

کہ عالم کائنات میں کسی کو ان (معارف) سے انکار کی گنجائش نہیں

فہرست مضامین

جویائے حق
احوال ومقامات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

الحمد اللہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی
سید المرسلین و الہ واصحابہ اجمعین

تیسری صدی ہجری کے جلیل القدر صوفی' سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ نے ایک موقع پر فرمایا کہ ہمارے اس علم طریقت کی بساط مدتوں سے لپٹ کر رہ گئی ہے۔ ہم تو بس اس کے حواشی (کناروں) کے بارے میں گفتگو کرتے رہتے ہیں۔ تقریباً" تین سو سال بعد شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ کتاب عوارف المعارف کے دیباچہ میں اسی امر پر بڑے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہمارے عہد میں حالت یہ ہے کہ ارباب طریقت کے بہت سے علوم پوشیدہ ہو چکے ہیں اور ان کے حقائق تو بالکل مٹ ہی چکے ہیں۔

آج پندرہویں صدی ہجری کے بیسویں سال میں ہم ان عشاق کے حقائق کے بارے میں کیا عرض کریں جن کا مشرب جمال الٰہی کی دید اور جن کا علم جمال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی تھا۔ وقت نے ایسی کروٹ بدلی ہے کہ ہمیں جبہ اور لنگوٹ پوشوں کے روپ میں ایسے درویش اور صوفی نظر آ رہے ہیں جو وضو اور نماز سے بھاگ کر بے عملی کی دھونی رمائے روحانیت کے پاکیزہ علم کی بے حرمتی کر رہے ہیں جاہل لوگ ان نام نہاد کاسہ لیسوں کے آستانوں پر ہاتھ باندھے کھڑے نظر آ رہے ہیں جن کی روزی تعویذوں اور فالوں کے زور پر مریدوں کی جیب سے پوری ہو رہی ہے۔

مگر مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ چشم حال ایسے مرد بھی دیکھتی چلی آ رہی ہے جو

ایسے بے مثل و بے مثیل تھے کہ کبھی وہ باقی باللہ ؒ اور حضرت خواجہ بختیار الدین کاکی اوشی ؒ کے روپ میں شیخ سرہندی ؒ اور خسرو کی تربیت کرتے نظر آتے ہیں اور کبھی وہ بہاء الدین زکریا ؒ اور حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر مسعود ؒ کے انداز میں فخر الدین عراقی ؒ اور نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی ؒ کو اپنی توجہ باطنی سے منور کرتے نظر آتے ہیں۔

فقیر نے اپنے مربی و سردار کی خدمت میں ایک موقع پر عرض کیا کہ حضور وہ انداز شیفتگی اور جلالت شان صوفی حلقوں میں اب کیوں نظر نہیں آتی جو حضرت علی ہجویریؒ اور میر ہمدانؒ میں تھی۔ آپ نے فرمایا! بیٹا اللہ تعالیٰ بیج کسی درخت کا ختم نہیں کرتا' کوئی اسے کاشت تو کرے۔ اس کی حفاظت و آبیاری اپنے خون جگر سے کر کے تو دیکھے۔ ہر چیز اسی طرح موجود ہے۔ شاید قدرت کا منشا یا حالات کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے جوانمرد ذرا چشم زمانہ کی نظر سے محفوظ رہیں تا کہ ان کی ناقدری کی سزا زمانے کو ان کے مستور ہو جانے کی صورت میں دی جا سکے۔ اگر ابوالحسن خرقانی ؒ کے جبہ کی قیمت محمود غزنوی کے دور میں لگ سکتی تھی تو آج بھی رب وہی ہے' فرق صرف یہ ہے کہ ہماری ناقدری نے ہمارا خرقانی کہیں کھو دیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے آب دیدہ ہو کر یہ شعر پڑھا۔

در دشت جنوں من جبریلؑ زبوں صیدے
یزداں بہ کمند آور ہے ہمت مردانہ

صاحبو! آئندہ کے چند صفحات میں میں ایک ایسے صوفی کے تذکرے اور معارف کلام میں کچھ تحریر کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس کا انداز اور کلام ویسا ہی تھا جیسا ہمیں متقدمین اور متاخرین صوفیا میں ملتا ہے۔ اس کی فقیری میں سوز صدیقؓ بھی تھا اور بوئے اسد اللہیؓ بھی۔ باخبر جانتے ہیں کہ اس کے وجود مسعود کی برکت سے ایک خطہ عالم فیض یاب ہوتا رہا مگر وہ چشم زمانہ سے کیوں مستور رہا یا کر دیا گیا اس کی کھوج اور فیصلہ میں آنے والا وقت پر چھوڑتا ہوں۔ رب کریم سے دعا گزار ہوں کہ وہ ہماری نیک تمناؤں کو پورا فرمائے اور ہمیں ان کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے جن پر

اس نے انعام کیا ہے۔
آمین۔

نغمہ کجا و من کجا ساز سخن بہانہ ایست
سوئے قطار می کشم ناقہ بے زمام را

سید الطائفہ حضرت جنید بغدادی قدس سرہ' سے کسی نے پوچھا کہ مرید کو بزرگوں کی حکایتوں اور روایتوں سے کیا فائدہ پہنچتا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ خدا تعالیٰ عز و جل کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے جس سے مرید کو مدد پہنچتی ہے اور اگر اس کا دل شکستہ و ضعیف ہو تو قوی ہو جاتا ہے۔

ملفوظات تحریر کرنے کا اپنا ایک الگ اسلوب ہوتا ہے جبکہ صوفیانہ لٹریچر میں تو اس کی اپنی ایک الگ حیثیت بن گئی ہے۔ چونکہ یہ موقع اور محل اس پر بات کرنے کا نہیں اس لئے یہاں صرف اتنا عرض کرنا ضروری خیال کرتا ہوں کہ یہ کسی بھی مرید کے لئے ایک اعزاز ہوتا ہے کہ وہ اپنے شیخ طریقت کی محافل میں طریق تزکیہ کا چشم دید گواہ بن کر اسے دوسروں تک پہنچانے کا باعث بنے۔ یہ سعادت بھی اسی کے حصے میں آتی ہے کہ وہ اس عہد کو بھی قلمبند کر کے آئندہ آنے والی نسلوں کے سپرد کرتا ہے جس عہد میں اس کے شیخ موجود ہوتے ہیں۔ میں اس ضمن میں اپنے آپ کو بڑا خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ میرے حصے یہ سعادت آ رہی ہے ورنہ میری خطا کاری اور بیچمدانی اس کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں مزاحم و مانع نظر آتی تھی۔

میں نے اس کے لئے بارگاہ ایزدی سے پناہ طلب کر کے حسن عمل کی توفیق مانگی اور عطا و کرم نوازیوں کے بل بوتے پر "فاولٰئک یبدل اللہ سیاتہیم حسنات" کی سند کو وسیلہ نجات اخروی بناتے ہوئے اس ذات والا صفات پر بھروسا کیا جو ہر طرح کی توفیق اور کشائش عطا فرمانے والا ہے۔ میں اس توفیق کو حاصل کرنے پر اپنے رب کریم کا نہایت شکر گزار ہوں اللہ تعالیٰ میری اس ادنیٰ کوشش کو شرف قبولیت سے نوازے۔

وجہ تسمیہ تالیف

فقیر چند خاص وجوہ کی بنا پر حضرت تاج العارفین، اہل تصوف کے امام ابو الحسن عثمان بن علی الہجویری الجلابی قدس سرہ، السامی کی بارگاہ اقدس میں ایک خاص وقت میں حاضر ہوا اور التجا کی کہ مجھے ایسا پیشوا عطا فرمایا جائے جیسا کہ آپ نے اپنی تصنیف "کشف المحجوب" میں بیان فرمایا ہے۔ اس عرضداشت پر آپ کی نگاہ مہریہ نے توجہ فرمائی اور اس التجا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ اس قبولیت کو پا لینے کے تین یا چار روز کے درمیان بوسیلہ برادر عزیز و مکرم سید عابد رسول گیلانی سہروردی سلمہ، اللہ تعالیٰ بن حضرت سید فیاض احمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۲۵ محرم ۱۴۰۰ھ/۲۶ دسمبر ۱۹۷۹ء) بارگاہ قبلہ گاہی، سراج العارفین، زین العابدین، پیشوائے اہل طریقت و مقتدائے اصحاب حقیقت مرشد کریم حضرت الصوفی ابو نصیر محمد نذیر غوری سہروردی قدس سرہ، العزیز کی خدمت عالیہ میں شرف باریابی حاصل ہو گیا۔ آپ نے کمال شفقت و مہربانی فرمائی اور اپنی توجہ خاص سے نوازا اور ارشاد فرمایا سید صاحب میں آپ کا درد سمجھ گیا ہوں۔ تشریف لاتے رہیئے گا۔ میں کوشش کروں گا کہ اس کا درماں کر سکوں۔

میں کامل ایک سال تک روزانہ آپ کی مجلس عالیہ میں حاضر ہوتا رہا۔ اس تمام عرصے میں میں نے محسوس کیا کہ آپ نے اپنے کوائف درویشی کو بڑی محنت اور تن دہی سے چھپا رکھا ہے۔ چنانچہ سال بھر گزرنے کے بعد میں نے ارادہ کیا کہ اگلے روز سے حاضری کا سلسلہ منقطع کر دیا جائے کیونکہ یہ انداز ملامیت میرے فہم و فراست سے بہت ورا تھا۔ میں سوچتا تھا کہ کیا آج کے دور میں بھی ایسا ممکن ہے کہ متقدمین و متاخرین جیسا انداز ملامت رکھنے والے درویش اس زمانے میں بھی ہوں۔

اسی شب میری قسمت نے یاوری فرمائی اور دوران بشارت مجھے حضرت قدوۃ السالکین و زبدۃ العارفین مجدد سلسلہ سہروردیہ حضرت سید ابو الفیض قلندر علی سہروردی (م ۱۳۷۸ھ - ۱۹۵۸ء) خلیفہ اکبر، جمال شریعت و طریقت، قطب العالم ابو صالح حضرت میاں غلام محمد سہروردی (م ۱۳۷۱ھ - ۱۹۵۱ء) قدس سرہ، العزیز کی زیارت

نصیب ہوئی، میں نے دیکھا کہ آپ ایک جامع مسجد میں تشریف فرما ہیں جو سفید سنگ مرمریں سے تعمیر شدہ ہے۔ آپ کا لباس اور عمامہ بھی سفید ہے اور آپ کے جسم اطہر کو سفید نور کے ہالے نے گھیر رکھا ہے، آپ نے مجھے اور میرے ساتھ چند دوسرے ساتھیوں کو فرمایا کہ جاؤ وہاں ایک مردہ لیٹا ہوا ہے اس پر پانی پھینکو، تم دیکھو گے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ زندہ ہو جائیں گے۔

خواب کے دوسرے حصہ میں میں نے دیکھا کہ کئی سو گز لمبا ایک شخص لکڑی کی بنی بہت لمبی سرنگ میں لیٹا ہوا ہے اور اس کے اوپر کفن نہیں بلکہ سفید رنگ کی پٹیاں بڑی سختی سے لپٹی ہوئی ہیں، سرنگ بھی قرون اولی کے دور کی معلوم ہوتی ہے جو لکڑی کی بڑی بڑی گیلیوں سے مخروطی شکل میں بنی ہوئی ہے۔ اندر سے وہ سرنگ اہرام مصر کا نقشہ پیش کر رہی تھی۔ میں اور میرے دوسرے ساتھی بڑی ہیبت کی حالت میں ہیں اور اس مردے سے دور رہ کر اس کے اوپر پانی پھینکتے ہیں مگر پانی جو مٹی کے وضو دان کی طرح کے برتن میں سے نکلتا تو ہے مگر اس مردے پر پڑنے کی بجائے ہوا میں تحلیل ہو جاتا ہے۔ وہ سب جب تھک جاتے ہیں تو میں انہیں کہتا ہوں کہ یہ برتن مجھے دو میں بھی ایک کوشش کر دیکھتا ہوں چنانچہ میں سر کی جانب دور کھڑے ہو کر پانی پھینکتا ہوں میں نے دیکھا کہ چہرے اور دائیں کندھے کا کچھ حصہ گیلا ہو جاتا ہے اور فوراً" ایک بہت بڑے قد کاٹھ کا انسان اٹھ کر اکڑوں بیٹھ جاتا ہے، اس کا قد ایک پہاڑ کی مانند ہے جبکہ میں اور میرے دوسرے ساتھی اس کے سامنے ایک دو بالشت کے بچوں کی طرح ہیں۔ ہم سب اوپر چہرے کی طرف دیکھتے ہیں تو میں شور مچا دیتا ہوں کہ یہ تو اپنے "صوفی صاحب" ہیں (حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ، آپ کو صوفی صاحب کہہ کر پکارتے تھے) ڈرنے کی کوئی بات نہیں۔

خواب کے تیسرے حصے میں میں اپنے آپ کو پھر اسی مسجد میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ، کی خدمت اقدس میں پاتا ہوں اور آپ کی توجہ کے اثر سے مجھ پر شدید گریہ طاری ہو جاتا ہے آپ مجھے اپنے سینے سے لگاتے ہیں اور فرماتے ہیں بیٹا پڑھو، اور کلمہ طیبہ پڑھنے کا ارشاد فرماتے ہیں آپ پڑھاتے ہیں اور میں آپ کی اقتدا

میں سینے سے لگے ہوئے اسے دہرائے چلے جاتا ہوں آپ قدس سرہ' نے تین بار مجھے کلمہ شریف پڑھوایا اور اسی حالت گریہ میں میں بیدار ہو گیا۔

خواب کے ختم ہونے کے بعد عجیب طرح کا اطمینان قلب مجھے نصیب ہوا چنانچہ میں نے اپنی سابقہ سوچوں کو بالائے طاق رکھا اور اگلے روز سے نئے ولولے اور خضوع کے ساتھ حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ حسب سابق بڑی محبت اور التفات سے پیش آئے میں قدم بوسی کے بعد آپ کے قریب بیٹھ گیا اور رات والے خواب کے مندرجات بیان کئے آپ پر اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم دراز فرمائے' آپ نے ارشاد فرمایا بیٹا اس کا کسی حوالے سے بھی دوبارہ میرے سامنے ذکر نہ کرنا میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو آپ نے فرمایا "اس سے درویش میں رعونت پیدا ہوتی ہے۔"

قارئین کرام! اپنے قبلہ گاہی قدس سرہ کی خدمت میں خواب عرض کرنے کے بعد میں مطمئن تو ہو گیا مگر ساتھ ہی اس کے مندرجات پر غور کرنا بھی شروع کر دیا چند روز بعد سید الاولیاء و سلطان الاصفیاء حضرت شیخ احمد سرہندی المعروف مجدد الف ثانی قدس سرہ' کی تالیف "مکاشفات عینیہ" میری نظر سے گزری جس میں لکھا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرقہ ملامتیہ اور صاحبان افراد کے صدر نشین ہیں یہ تحریر پڑھ کر اور سابقہ ایک سال میں اپنے قبلہ گاہی قدس سرہ کی درویشی زندگی کو دیکھ کر مجھے یہ سمجھنے کی توفیق حاصل ہوئی کہ

اول: حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ' حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خلافت صدیقی کے حامل ہیں۔

دوم: آپ کا مقام صدق مجھ پر منکشف ہوا ہے۔

سوم: آپ کا طریق متقدمین و متاخرین کی طرح کے ملامتی اسلوب کا حامل ہے۔

چہارم: آپ فرد الوقت ہیں۔ (کئی سال بعد اس کا اظہار آپ نے خود بھی فرمایا ملفوظات میں میں نے پورا واقعہ درج کر دیا ہے۔)

پنجم: غلام سلسلہ سہروردیہ میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی توجہ و عنایات کی

برکت سے بیعت ہو گیا ہے اور اب مجھے حضرت قبلہ شیخ مکرم کی طرف رجوع بلیغ کرنا چاہیے اور آپ کی مجلس میں مستقیم الحال ہو کر حاضر ہونا چاہیے۔

الحمد للہ یہ فقیر سید اویس علی سہروردی عفا اللہ عنہ کامل دس سال آپ کی مجلس میں روزانہ حاضر ہوتا رہا۔ شاید ہی کسی دن ناغہ کیا ہو حتیٰ کہ چھٹی کا دن بھی آپ کی صحبت میں گزارتا۔ بعد ازاں کمزوری طبع کی وجہ سے معمول یہ ہو گیا کہ میں بروز پیر اور جمعرات تو ضرور حاضر خدمت ہوتا باقی الا ماشا اللہ۔

الحمد اللہ یہ سلسلہ ہنوز آپ کے وصال کے بعد بھی تادم تحریر جاری و ساری ہے۔ اس سعادت کے حاصل ہونے پر میں آپ کا اور اپنے رب کریم کا نہایت درجہ شکر گزار ہوں کیونکہ یہ آپ کی توجہ اور رب کریم جل و علا شانہ' کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ علی ذالک۔

وہ تمام عرصہ جو میں نے آپ کی صحبت میں گزارا۔ اس میں گاہے گاہے آپ کے ارشادات عالیہ قلم بند کرتا رہا۔ دسمبر ۱۹۹۵ء میں آپ کے وصال کے بعد میرا ارادہ ہوا کہ اسے مکمل ایک جگہ مرتب کروں اور اس کے ساتھ آپ کے حالات زندگی شامل کر کے ایک کتاب کی صورت میں شائع کردوں مگر آپ کے وصال کے بعد حالات نے ایسا پلٹا کھایا کہ میں بیمار ہو گیا اور اس نے ایک مستقل بیماری کی شکل اختیار کر لی مگر طبیعت جب بھی ذرا سنبھلتی تو میں دوبارہ اپنے اس ارادہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کام شروع کر دیتا جو ہنوز ۱۹۹۹ء آپ کے عرس چہارم تک پھر بھی نامکمل حالت میں تھا۔ اس کی دو وجوہات تھیں ایک تو یہ کہ آپ کے ارشادات پنجابی زبان میں سنے تھے جو ازبر تو تھے یا یادداشتوں کی صورت میں لکھے ہوئے تھے مگر جب انہیں کتابی شکل دینا شروع کی تو کام پھیلتا ہی چلا گیا۔ دوسرا میرا ارادہ یہ تھا کہ آپ کے حالات زندگی والے حصہ میں آپ کے مشائخ جن کا تذکرہ شجرہ عالیہ میں آتا ہے وہ بھی کسی قدر شرح و سط سے کروں مگر اس کے لئے مزید وقت درکار تھا چنانچہ اس کے لئے اپنے شفیق دوستوں سے مشورہ کیا اور ان کی رائے کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ طے پایا کہ جتنا کام میں کر چکا ہوں اسے ایک بار شائع کر دیا جائے اور اگلے ایڈیشن میں کتاب مکمل صورت

میں شائع کی جائے۔ حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جگہ لکھا ہے۔

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق
جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے
موت کے آئینے میں دکھا کر تجھے رخ دوست
زندگی تیرے لئے اور بھی دشوار کرے

مندرجہ بالا اشعار کو اگر آپ ایک جگہ دیکھنا چاہتے ہوں تو میرے قبلہ گاہی قدس سرہ کی حیات طیبہ کا مطالعہ کریں۔ جن خوش نصیبوں نے آپ کی صحبت اٹھائی ہے وہ تو اس پر شاہد ہیں مگر آئندہ صفحات پڑھنے کے بعد آپ بھی اس امر کی تصدیق فرمائیں گے کہ حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ بغیر کشف و کرامات دکھائے بندے کا دل کس قدر خوبصورتی سے تلاش رخ دوست کی طرف پھیر کر اسے جویائے حق بنا دیتے ہیں۔ کتاب کا نام "جویائے حق" آپ قدس سرہ کا ہی پسند کیا ہوا ہے۔ فقیر نے اسے دو حصوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ حصہ اول آپ کے احوال و مقامات کے بارے میں ہے جب کہ دوسرا حصہ آپ کے ملفوظات کے ضمن میں ہے اس کے لئے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں نے آپ کی صحبت میں ہر روز نئے معارف سنے اور سیکھے اور یہ سمجھا کہ سالکین کے لئے یہ معارف ایک جادہ یعنی راستہ کی حیثیت رکھتے ہیں جو سالک کے تزکیہ اور اخلاق و عادات کو سنوارنے کا بہترین راستہ ثابت ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ میں نے اس حصہ کا نام "جویان حق" کی مناسبت سے "جادہ حق" رکھا ہے۔ ہر مجلس کو ایک جادہ سے موسوم کیا ہے۔ اس کی کوئی ترتیب نہیں رکھی مگر انشاء اللہ اگر زندگی نے وفا کی اور صحت نے اجازت دی تو اگلے ایڈیشن میں ترتیب زمانی رکھنے کی کوشش کروں گا۔

ابتدائے کلام میں ہم نے حضرت جنید بغدادی اور حضرت شیخ الشیوخ قدس سرھما کے اقوال نقل کئے ہیں کہ کس طرح دونوں جلیل القدر ہستیوں نے اپنے زمانہ کے صوفی حلقوں کے بارے میں افسوس کا اظہار کیا ہے یہ اقوال اس وقت کے بارے میں ہیں جو علمائے سلف اور قرب رسالت کا زمانہ تھا پھر ہمارا کیا حال ہو گا اب تو علمائے

طریقت کے علوم و معارف جاننے والے اس دور میں بہت کم رہ گئے ہیں مبارک باد کے مستحق ہیں وہ لوگ جو کسی کی زلف کے اسیر ہو کر اتباع کا راستہ اختیار کئے ہوئے ہیں۔ وہ اپنے مشائخ کی مجلس میں پختہ حال اور حاضر باش ہیں اور ان صدری کوائف کے امین ہیں جو صوفیاء نے سید المرسلین علیہ الصلوۃ والسلام سے اخذ کئے تھے۔

آیئے ہم سب مل کر اپنے رب ذوالجلال کی خدمت عالیہ میں دست بستہ عرض کریں کہ وہ ہمیں اپنی اور اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اور قرب عطا فرمائے اور ان کے راستے پر چلنے کی توفیق دے جن پر اس نے انعام فرمائے ہیں۔ یہی "جادہ جویان حق" کی تمنا اور آرزو ہوتی ہے۔

ہیہات من ز کجا و این کار کجا
در خورد من ضعیف این بار کجا

اوصاف بزرگان ز شمار افزوں ست
در طاقت تحریر من ز بار کجا

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

عبد ضعیف و ناتواں ۔ غلام مردان عاشقاں
فقیر سید اویس علی سہروردی عفی عنہ
شب ۲۷ رجب المرجب ۱۴۲۰ھ ۶ نومبر ۱۹۹۹ء

عرض فقیر

میں اپنے رب کریم کا نہایت درجہ شکرگزار ہوں کہ اس کے کرم اور فضل سے مجھے قبلہ گاہی قدس سرہ' کے احوال و مقامات کے بارے کچھ تحریر کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ پڑھنے والوں میں سے جو بھی اس کتاب سے کسی انداز سے فائدہ اٹھائے تو فقیر کے لئے یہ امر اعزاز اور طمانیت کا باعث ہو گا اگر مزید ترقی چاہے تو وہ میرے قبلہ گاہی قدس سرہ' کی روح پر فتوح کی طرف متوجہ ہو انشاء اللہ بامراد ہو گا' فضل کے ان لمحات میں اگر فقیر یاد رہے تو اس کو دعاؤں میں یاد رکھئے۔

احوال سیرت

سلطان الراحمین، دلیل العارفین، زبدۃ الاولیاء و عمدۃ الاصفیاء سید الاوتاد و فرد الافراد، جمال شریعت و طریقت و جلال حقیقت و معرفت، بے کسوں کے قبلہ نما و صدر نشین اوج بقا مربی و سردار میرے مرشد کریم رحمتہ اللہ علیہ کا اسم گرامی محمد نذیر جبکہ کنیت سامی ابو نصیر اور القابات گرامی صوفی و حامد تھے۔ آپ نسباً" مغل پٹھان مذہباً" سنی الحنفی تھے۔ آپ کو چاروں سلاسل سے نسبت و فیض حاصل تھا مگر نسبت سہروردیہ نہایت قوی اور غالب تھی۔

ولادت بہ سعادت

۱۴۰۰ھ بمطابق ۱۹۷۹ء میں غلام کو جب آپ کی خدمت عالیہ میں باریاب ہونے کی سعادت حاصل ہوئی تو اس وقت آپ کی عمر شریف ۷۰ برس کے قریب تھی اگر اس طرح اندازہ مقرر کیا جائے تو آپ کا سال پیدائش ۱۳۲۷ھ بمطابق ۱۹۰۹ء قرار پاتا ہے۔ گو کہ آپ کا آبائی شہر لاہور تھا مگر آپ کی پیدائش اپنے ننھال کے شہر سیالکوٹ میں ہوئی اور بچپنے کا کچھ عرصہ آپ نے سیالکوٹ میں ہی بسر کیا۔

اجداد کرام

آپ کا تعلق افغان پٹھانوں کے مغل خاندان سے تھا چونکہ آپ کے آباء و اجداد افغانستان کے صوبہ غور کے رہنے والے تھے اس لئے آپ اپنے نام کے ساتھ غوری لکھتے تھے۔ آپ کے اجداد کرام غور سے کس وقت لاہور تشریف لائے اس کا تو پتہ نہیں چل سکا مگر جہاں تک حضرت قبلہ گاہی رحمتہ اللہ علیہ کو یاد تھا آپ کے اجداد کرام

ازدواجی زندگی

حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کا پہلا عقد ۱۹۳۸ء کے لگ بھگ اپنے خاندان میں ہوا مگر چند سال بعد آپ کی اہلیہ بیمار رہنے لگیں اور پھر اسی بیماری میں ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلی بیوی کی وفات کے کچھ سالوں کے بعد ایک دن میں اپنے پیر و مرشد حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے مجھے شادی کرنے کا حکم دیا میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ سرکار ایک بیٹا ہے اور مجھے اب شادی کرنے سے زیادہ مطلب نہیں میں چاہتا ہوں کہ اپنے مالک حقیقی کے قرب کے لئے زیادہ سے زیادہ وقت نکالوں۔ اس پر آپ نے سختی سے فرمایا کہ "میں تو تمہاری اولاد دیکھ رہا ہوں اور تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری ہاں میں ہاں ملا کر ان کا قائل بنوں تم فوراً" شادی کا بندوبست کرو بلکہ ایک ہفتے کے اندر اندر شادی کر دو یا پھر میرے پاس آنا چھوڑ دو۔"

اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا اور ایک ہفتہ کے اندر ہی میری موجودہ اہلیہ غلام فاطمہ (اللہ تعالیٰ انہیں صحت، سلامتی اور یمن عطا فرمائے) سے میری نسبت طے ہو گئی۔ شادی کا مرحلہ آیا تو میں نے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ، کی خدمت میں عرض کی کہ سرکار ۱۳ صفرالمظفر کو آپ کے دیئے گئے وقت کے مطابق آخری دن ہے اور سفر کا مہینہ ہے گھر والے کہتے ہیں کہ صفر کے مہینے میں شادی نہیں کرتے یہ منحوس ہوتا ہے اور پھر ۱۳ سفر کا دن تو سب سے زیادہ منحوس ہے کیا شادی اگلے مہینے نہ کر لی جائے آپ نے فرمایا "کوئی دن اور مہینہ منحوس نہیں ہوتا شادی اسی مہینے اور ۱۳ تاریخ کو ہی ہو گی"۔ چنانچہ اس طرح آپ کا عقد ثانی قبلہ اماں جی دامت برکاتہا العالیہ سے ہوا۔

قبلہ اماں جی

حضرت بی بی غلام فاطمہ "اماں جی" مدظلہ العالیہ کا بھی نسباً" تعلق مغل خاندان سے ہے جو جگال پار، ریاست جموں کشمیر میں ایک متقی اور پرہیزگار خاندان کے طور پر مشہور تھا

تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میرے قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں ایک دفعہ اپنے سسرال گیا تو گھر میں کھانا نہیں پکا تھا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ چونکہ ہماری صبح کی نماز رہ گئی ہے اس لئے ظہر کی نماز کے ساتھ جب تک قضا نماز ادا نہ کر لی جائے گی کھانا نہیں پکے گا۔

قبلہ اماں جی دامت برکاتہا کے والد گرامی کا اسم گرامی حضرت محمد دین علیہ الرحمتہ تھا اور والدہ ماجدہ کا نام نامی شاہ بیگم ہے آپ ریاست جموں کشمیر کے گاؤں مغلور کی رہنے والی ہیں تادم تحریر آپ حیات ہیں اور صوم و صلوٰۃ کی پابند پردہ دار خاتون ہیں۔

قبلہ اماں جی دامت برکاتہا تقریباً" ۱۹۳۴ء کے لگ بھگ اپنے آبائی گاؤں جگال پار ریاست جموں کشمیر میں پیدا ہوئیں۔ ابتدائی تعلیم گھر سے حاصل کی اور قرآن مجید کے علاوہ مذہبی کتابیں پڑھیں قرآن کریم کی تلاوت سے آپ کو نہایت درجہ شغف ہے اپنے علاقہ کی سینکڑوں بچیوں کو قرآن مجید پڑھا چکی ہیں۔ ۱۹۴۸ء کی جنگ میں آپ کا خاندان کشمیر سے سرائے عالمگیر منتقل ہو گیا اور بعد ازاں افغان آباد ضلع دینہ میں مستقل رہائش اختیار کر لی۔

حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ درویش کی بیوی اگر راست خیال اور ساتھ دینے والی ہو تو اس کا ۸۰ فیصد راستہ آسان ہو جاتا ہے میں رب کریم کا نہایت شکر گزار ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے نہایت پاکیزہ اور راست خیال بیویاں دی۔ یہ بات راقم السطور کے مشاہدے میں بھی آئی ہے کہ آپ نہایت متقی پرہیزگار خاتون ہونے کے علاوہ پردہ کی نہایت پابند ہیں، پاکیزگی کا یہ عالم ہے کہ آپ حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے کمرے کی خصوصاً" دن میں کئی کئی بار صفائی کرتی ہیں۔ میں حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تقریباً" بیس سال سے حاضر ہو رہا ہوں مجھے نہیں یاد کہ کبھی میں حاضر خدمت ہوا ہوں اور کچھ کھائے پیئے بغیر واپس لوٹا ہوں حالانکہ آپ کو میں نے اکثر سخت بیمار دیکھا ہے۔

حضرت قبلہ اماں جی دامت برکاتہا میرے مرشد کریم رحمۃ اللہ علیہ کے دور ابتلا کی ساتھی ہیں آپ جب بھی اپنے دور ابتلا کا ذکر فرماتے تو قبلہ اماں جی کا ذکر نہایت صابر اور صاحب تقوی خاتون کے طور پر کرتے آئندہ صفحات میں اس کی جزوی تفصیل اپنے مقام پر آئے گی آپ حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ سے شادی کے کچھ عرصہ بعد حضرت شیخ

السلام قدس سرہٗ سے بیعت ہو گئیں۔

سچ تو یہ ہے کہ آپ حضرت قبلہ گاہی رحمتہ اللہ علیہ کی اس قدر مزاج شناس ہیں کہ حضرت کے مزار کی نشاندہی سے لے کر تعمیر مدرسہ تک آپ نے تمام متوسلین کی اتنے بہترین انداز میں رہنمائی فرمائی کہ الجھتے ہوئے معاملات نہایت آسانی سے سلجھ گئے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ خداوند ذوالجلال آپ کو صحت، یمن اور سلامتی سے نوازیں اور آپ کا سایہ ہم پر قائم و دائم رکھیں۔

• • •

سیر و سلوک

مشائخ طریقت

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہٗ کو متعدد شیوخ سے مختلف سلاسل میں توجہ و اجازت حاصل ہوئی مگر سہروردیہ نسبت نہایت قوی اور غالب تھی آپ نے ایک موقع پر فقیر کو ارشاد فرمایا کہ ایک بار جب میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے ساتھ دھرم شالہ (بھارت) میں مقیم تھا تو میں نے وہاں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو خواب میں دیکھا کہ وہ مجھے چار طرح کے مکھن کھلا رہے ہیں خواب کے مندرجات جب حضرت شیخ الاسلام رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کئے گئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ "تمہیں چاروں سلسلوں سے فیض حاصل ہوگا"۔ ذیل میں ہم ان مشائخ کرام کے حالات رقم کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں جن سے آپ کو فیوض و برکات حاصل ہوئیں۔

(۱) شہباز شریعت و طریقت حضرت محمد باقی باللہ نقشبندی قدس سرہ (م ۱۰۱۲ھ/۱۶۰۳ء)

آپ شیخ المشائخ حضرت خواجہ امکنگی علیہ الرحمہ کے اجل خلفاء میں سے تھے حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ آپ سے نسبت رکھتے ہیں آپ خلجی ترک تھے کابل (افغانستان) میں پیدا ہوئے ۴۰ سال کی عمر میں دہلی میں وفات پائی قدم گاہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب دفن کیا گیا۔

(۲) جمال حقیقت و معرفت حضرت قطب الدین کاکی چشتی (م ۶۳۳ھ/۱۲۳۵ء)

آپ شیخ ملت والدین حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری قدس اللہ سرہ کے خلیفہ تھے۔ اکابر اولیاء اور جلیل القدر اصفیاء میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ آپ کے زمانہ میں تمام آپ کے مطیع و فرماں بردار اور معتقد تھے ہمہ گیر مقبولیت رکھتے تھے۔

(۳) فرید الحق حضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر مسعود چشتی (م ۶۶۴ھ/۶۶-۱۲۶۵ء)

آپ سرور اولیاء حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی قدس اللہ سرہ العزیز کے خلفاء میں سے تھے آپ اس قدر عالی ہمت اور رفیع المرتبت تھے کہ عشق ذات باری

تعالیٰ کے سوا کسی دنیوی اور اخروی نعمت کی طرف راغب نہ تھے آپ خاندان چشت کے ایسے رخشندہ ستارے ہیں جس کی مثل و مثیل نہ کوئی ہوا ہے نہ ہوگا۔ صاحب سیر الاولیاء نے آپ کے لئے کسی صاحب قدر کا یہ شعر نقل کیا ہے۔

البدر یطلع من فرید جبینه
والشمس تغرب فی شقائق خده

(چودھویں رات کا چاند اس کی بے مثل پیشانی سے طلوع ہوتا ہے اور سورج اس کے رخساروں کی روشنی میں چھپتا ہے)

(۴) قبلہ عالم غریب نواز حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ (م ۱۳۷۱ھ۔ ۱۹۵۱ء)

آپ خواجہ خواجگان سرورد حضرت بابا جنگو شاہ قلندر سہروردی قدس سرہ (م۱۲۸۱ھ) کے اجل خلفاء میں سے تھے مضافات گجرات میں آپ کے کشف کا بہت شہرہ تھا گجرات کے قریب بنی اسرائیل کے کئی انبیاء کے مزارات آپ کے حکم سے آپ کے مریدین نے تعمیر کروائے جن میں حضرت سائیں گوھر جینڈڑ شریف (جلال پور جٹاں ضلع گجرات) بہت مشہور ہوئے۔

(۵) شیخ الاسلام حضرت سید قلندر علی سہروردی قدس سرہ (م ۱۳۷۸ھ۔ ۱۹۵۸ء)

آپ قبلہ عالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ کے مرید و خلیفہ تھے اعلیٰ حضرت احمد رضا خان قدس سرہ کے جید تلامذہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے چودھویں صدی ہجری میں سلسلہ سہروردیہ کے مجدد سلسلہ تھے آپ کی کوششوں سے سلسلہ سہروردیہ کو بڑی ترویج حاصل ہوئی۔

(۶) قدوۃ السالکین حضرت اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ (۸۰۸ھ - ۱۴۰۵ء)

آپ سمنان کے والی کے بیٹے تھے۔ آپ کی والدہ ساتوں قراتوں کی حافظہ تھیں۔ حضرت علاء الدولہ سمنانیؒ کے مرید تھے۔ ایک خواب میں دی گئی ہدایت کے مطابق ہندوستان میں روح آباد (کچھوچھہ) جو فیض آباد سے ۵۳ میل پر ایک گاؤں ہے، میں مقیم ہو گئے۔ بڑے جلیل القدر اور صاحب تصنیف بزرگ گزرے ہیں۔ آپ سلسلہ سہروردیہ کی ایک شاخ کبرویہ سے متعلق تھے۔ حضرت سید جلال الدین جہانیاں جہاں

گشت سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔

(۷) حضرت چن پیر قادری قدس سرہ

سیالکوٹ کے قادری مشائخ میں آپ کا ذکر بڑی عظمت سے کیا جاتا ہے آپ کی توجہ کا بڑا شہرہ تھا آپ حضرت بہلول دانا قدس سرہ سیالکوٹ کی اولاد میں سے تھے۔

احوال طریقت

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ پنجاب میں سلسلہ سہروردیہ کی اس شاخ کے خواجہ طریقت تھے جس کے سرخیل شہسوار دشت الوہیت حضرت بابا جنگو شاہ قلندر سہروردی ؒ (لہو کھوکھر گجرات) تھے جو منبع البرکات حضرت سید کبیر الدین شاہ دولہ سہروردی ؒ (گجرات) کے اویسی مرید تھے۔ شجرہ طریقت اس طرح ہے۔

آپ کے شیخ مجدد سلسلہ سہروردیہ حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی تھے جو مرید تھے قطب عالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی (حیات گڑھ گجرات) کے اور وہ مرید حضرت بابا جنگو شاہ قلندر سہروردی (لہو کھوکھر گجرات) کے اور وہ مرید تھے حضرت کبیر الدین شاہ دولہ دریائی سہروردی ؒ کے وہ مرید حضرت خواجہ سیدا سرمست سہروردی ؒ کے وہ مرید حضرت خواجہ پیر مونگا سہروردی ؒ، وہ مرید حضرت خواجہ کبیر احمد سہروردی ؒ، وہ مرید حضرت خواجہ شہر اللہ سہروردی ؒ، وہ مرید حضرت خواجہ یوسف ثانی سہروردی ؒ، وہ مرید حضرت خواجہ برہان الدین ثانی سہروردی ؒ، وہ مرید حضرت خواجہ حسین سہروردی ؒ، وہ مرید حضرت خواجہ بہلول سہروردی ؒ، وہ مرید حضرت خواجہ سید حسام الدین سہروردی ؒ، وہ مرید حضرت خواجہ غوث رکن الدین نوری سہروردی ؒ، وہ مرید حضرت خواجہ سید برہان الدین قطب (گجرات کاٹھیا وار) وہ مرید حضرت خواجہ سید ناصر الدین احمد سہروردی ؒ، وہ مرید سید جلال الدین مخدوم جہانیاں جہاں گشت ؒ، وہ مرید حضرت خواجہ رکن الدین شاہ عالم سہروردی ؒ، وہ مرید حضرت خواجہ صدر الدین عارف سہروردی ؒ، وہ مرید حضرت خواجہ خواجگان سلسلہ سہروردیہ در بلاد ہندوستان حضرت خواجہ بہاء الدین زکریا ملتانی سہروردی

رحمۃ اللہ علیہ اور وہ مرید حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہ رحمۃ اللہ علیہ اور وہ مرید حضرت ابو نجیب عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے۔

سلسلہ عالیہ سہروردیہ میں بیعت

قبلہ گاہی قدس سرہ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ میری عمر کوئی دس گیارہ سال کی تھی کہ میں اپنے کسی عزیز کی شادی میں شرکت کے لئے اندرون لاہور کشمیری بازار گیا وہاں میں اپنے چند دوستوں کے ساتھ شرارتیں کر رہا تھا کہ ایک ادھیڑ عمر شخص نے ہمیں اپنے پاس بلایا اور سمجھانے لگا کہ تم آرام سے بیٹھو اور ساتھ ہی کچھ دینی باتیں بھی کرنے لگا۔ باتوں باتوں میں اس نے بزرگوں کی باتیں شروع کر دیں۔ ہم خاموشی سے اس کے پاس بیٹھ گئے۔ اس نے اللہ والوں کے کچھ خصائل و کرامات بھی بیان کئے۔ اس ضمن میں اس نے اپنے علاقے کے ایک بزرگ حضرت میاں غلام محمد سہروردی المعروف بابا جی رحمۃ اللہ علیہ کے کچھ واقعات بھی سنائے۔ اس نے بتایا کہ وہ بڑے پائے کے بزرگ ہیں دل کی باتوں کے علاوہ گزرے ہوئے اور آئندہ آنے والے حالات سے بھی آگاہ کر دیتے ہیں۔ ان کے کشف کا ہمارے علاقے میں بڑا شہرہ ہے۔ انہوں نے اسی طرح ہمارے علاقے میں کئی میتوں کی قبروں کی نشاندہی بھی کی ہے اگر تمہیں موقع ملے تو لاہور میں وہ اپنے ایک مرید جو آپ کے خلفاء میں سے ہیں اور قلعہ گوجر سنگھ (قلعہ شاہ فیصل) میں رہتے ہیں' کے پاس آتے ہیں جب وہ لاہور آئیں تو ان سے ضرور ملنا۔ چند سال بعد جب میں اپنے استاد محترم حضرت مرزا غلام محی الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ سے بیعت ہو گیا اور حضرت قبلہ عالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ کی زیارت سے مشرف ہوا تو اس نعمت حاصل ہونے پر اس زمیندار کا بہت مشکور ہوا وہ عدالت میں اسیسر مقرر تھا چنانچہ اس سے میری دوستی ہو گئی وہ جب بھی گجرات سے لاہور عدالتی کاموں کے سلسلہ میں آتا تو عدالت سے فارغ ہو کر میرے پاس دوکان پر آ جاتا اور دینی باتیں کرنے کے علاوہ بزرگوں کے کئی واقعات مجھے سنا کر اور کچھ سن کر چلا جاتا یہ سلسلہ اس کی وفات تک

جاری رہا۔

وقت گزرتا گیا کچھ ہوش سنبھالا تو میں چھاپہ خانہ میں جلد سازی اور دفتری کا کام سیکھنے کے لئے حضرت مرزا غلام محی الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء) کی دوکان پر جانے لگ گیا۔ آپ حضرت شیخ السلام رحمۃ اللہ علیہ کے مرید خاص اور خلیفہ ہونے کے علاوہ آپ کے بڑے عاشق مرید تھے آپ حضرت شیخ السلام قدس سرہ کی کتابوں کی جلد بندی بڑے شوق و انہماک سے کرتے اور کبھی کبھار مجھے کتابیں دے کر حضرت قبلہ محترم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روانہ فرماتے اس طرح میں جب بھی آپ کی خدمت میں کتابیں پیش کرنے جاتا تو آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا۔

انہی دنوں کلکتہ کے ایک ہندو کتاب فروش بھولا ناتھ سین جس کی دوکان کالج سٹریٹ کلکتہ میں تھی' نے "پراچین کہانیاں" نامی ایک کتاب لکھی جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر بھی تھی اور آپ کی شان میں گستاخانہ باتیں بھی لکھی گئی تھیں یہ کتاب شائع ہوئی تو پورے ہندوستان کے مسلمانوں میں ایک شور برپا ہو گیا اور ہر طرف سے اس ہندو بھولا ناتھ سین کے خلاف جلسے جلوس ہونے لگے۔

آپ نے اپنے دو ساتھیوں حضرت غازی امیر احمد رحمۃ اللہ علیہ (کشمیری بازار لاہور) اور غازی عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ (گڑھی شاہو لاہور) کے ساتھ مل کر بھولا ناتھ سین کو قتل کرنے کا پروگرام بنایا۔ تینوں دوست قبرستان میانی صاحب اکٹھے ہوتے اور مل بیٹھ کر اس کے ہر پہلو پر غور کرتے اس کے ساتھ ساتھ آپ اپنے آپ کو جسمانی اور ذہنی طور پر مضبوط کرنے کے لئے تیاری کرتے۔ مثلاً" آپ کئی دن تک بہت کم کھا کر گزارہ کرتے یا ننگے جسم ٹاٹ کی بوری میں کئی کئی گھنٹے لیٹے رہتے۔ کئی ہفتوں کی تیاری کے بعد غازی امیر احمدؒ اور غازی عبداللہؒ موقع محل دیکھنے روانہ ہوئے تا کہ واپس آ کر ایک ٹھوس پروگرام بنایا جائے مگر انہیں وہاں ایسا موقع ملا کہ اس کی دوکان پر اس وقت اس کے علاوہ چند ملازم تھے اور وہ بھی اس سے قدرے فاصلے پر تھے چنانچہ انہوں نے اس موقع کو غنیمت جان کر کہ مبادا پھر موقع ملے نہ ملے یا کب ملے' انہوں نے اسے اور اس کے دو ملازمین کو قتل کر دیا۔ حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع ملی تو آپ بھی وہاں پہنچ

گئے اور تقریباً" دو ماہ ان کے ساتھ جیل میں رہنے کے بعد لاہور واپس آ گئے۔ (اس کی تفصیل آگے ملفوظات میں درج ہے)

مقدمہ چلا اور ان دونوں کو پھانسی کی سزا ہو گئی۔ پھانسی چڑھنے سے پہلے جو آخری خط انہوں نے اپنے تیسرے ساتھی یعنی حضرت قبلہ گاہی ؒ کو لکھا وہ آپ دکان کے پچھلے کمرے میں بیٹھ کر پڑھ رہے تھے اور یہ سوچ کر رو رہے تھے کہ میرے دو ساتھی تو اپنے مقصد کو پا گئے اور میں پیچھے رہ گیا۔ اتنے میں اچانک کسی کام کے سلسلے میں آپ کے استاد محترم مقدائے اصحاب حقیقت و طریقت حضرت مرزا غلام محی الدین سہروردیؒ (المتوفی ۱۳۷۱ھ۔۱۹۵۲ء) خلیفہ شیخ الاسلام حضرت سید ابو الفیض قلندر علی سہروردی قدس سرہ اس کمرے میں داخل ہوئے تو آپ کو روتے دیکھا۔ آپ کے ہاتھ سے خط لے کر پڑھا کہ مبادا کسی کے مرنے کی اطلاع آ گئی ہے مگر جب خط کے مندرجات پڑھے تو پوچھا کہ تم یہ کیوں کر رہے ہو اور کیا چاہتے ہو؟ حضرت قبلہ گاہی ؒ نے جواب دیا کہ "میں چاہتا ہوں کہ حضور نبی رؤف الرحیم ﷺ مجھے فرما دیں کہ تمہاری جان کی ضرورت ہے۔" استاد محترم ؒ نے یہ جواب سنا اور کہا کہ اگر یہ آرزو قتل ہونے کے بغیر ہی پوری ہو جائے تو پھر کیسا رہے؟ حضرت قبلہ گاہی ؒ نے عرض کیا کہ پھر بھی میری آرزو پوری ہو جائے گی۔

مرزا صاحبؒ حضرت قبلہ گاہیؒ کو ساتھ لے کر شیخ الاسلام قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور حضرت قبلہ گاہیؒ کی تمنا عرض کی۔ آپ نے مختصر گفتگو کے بعد آپ کو بیعت سے مشرف فرمایا اور اسباق دے کر رخصت کی اجازت دے دی۔

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ نے فرمایا کہ میں استاد محترم قبلہ مرزا صاحب ؒ کے ساتھ دوکان پر واپس آیا اور کام میں مشغول ہو گیا۔ قبلہ مرزا صاحب نے اپنے چھوٹے بھائی مرزا غلام مصطفیٰ سہروردی کو میرے متعلق اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ بھئی نذیر سے مٹھائی کھاؤ یہ حضرت صاحب ؒ سے بیعت ہو کر آیا ہے۔ وہ بھی بڑے خوش ہوئے اور انہوں نے مجھے کہا کہ مٹھائی کھلاؤ یہ بڑی سعادت کی بات ہے کہ تم حضرت صاحب قبلہ کی بیعت سے مشرف ہو گئے ہو۔ میں نے فوراً" کہا میں نے تو بیعت نہیں

کی۔ وہ میرے اس جواب پر چونکے اور اپنے بھائی مرزا صاحب کی آواز دی' وہ آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ کہتا ہے کہ بیعت نہیں کی اور آپ کہتے ہیں کہ بیعت ہو آیا ہے اب آپ ہی کہیں مٹھائی کس سے کھائی جائے؟ انہوں نے جب یہ بات سنی تو مجھ سے پوچھنے لگے کیوں برخوردار یہ میں کیا سن رہا ہوں کیا تم ابھی میرے ساتھ حضرت صاحب کے پاس نہیں گئے اور بیعت ہو کر نہیں آئے؟ میں نے جواب دیا جناب میں آپ کے ساتھ گیا ضرور تھا مگر میں نے بیعت نہیں کی۔ وہ میرا جواب سن کر چونکے اور دوبارہ وہی سوال کیا اور میں نے وہی جواب پھر دے دیا۔ آپ بڑے سٹپٹائے اور فوراً" مجھے اپنے تانگے پر بٹھا کر کشمیری بازار سے قلعہ گوجر سنگھ حضرت قبلہ شیخ الاسلام قدس سرہ کی خدمت میں لے آئے اور دوبارہ آنے کی تفصیل بتائی۔ آپ نے بڑی شفقت سے پوچھا کیوں بیٹا تم میرے بیعت نہیں ہوئے؟ اس موقع پر آپ آبدیدہ ہو گئے اور راقم السطور کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا' شاہ صاحب اند اللہ میں سچ کہتا ہوں مجھے نہیں پتہ کہ میں کیا کہہ رہا ہوں میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا "حضور! کیا مجھے کوئی نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کی بیعت کر لوں۔" آپ میرا جواب سن کر مسکرائے اور فرمایا اچھا بیٹا کل صبح نماز فجر کے بعد میرے پاس آنا۔ میں اگلے دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بعد از سلام و دعا آپ نے کل والا سوال دہرایا۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی حضور ابھی بیعت کا حکم نہیں ہوا۔ آپ نے مجھے پیار دیا اور فرمایا بیٹا کل اسی وقت پھر آ جانا۔ اگلے روز پھر فجر کے بعد حاضر ہوا تو آپ نے نہایت شفقت سے پوچھا اور میرے اسی جواب پر پھر اگلے روز آنے کی متعلق حکم دیا۔

تیسری صبح میری زندگی کی وہ صبح تھی جس میں میں وہ پہلے والا نذیر نہ تھا میں وجہ خلق کائنات جس پر عالمین فدا اور کائناتیں قربان کے حکم سے سلسلہ سہروردیہ کے تاجور اکبر السادات و منبع البرکات شیخ الاسلام حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی قدس سرہ العزیز کی غلامی کا قلاوہ اپنے گلے میں ڈال کر مفتخر ہو چکا تھا۔ میں اس غلامی پر جتنا ناز کروں کم ہے کہ میرے شفیع اور ضامن فداء امی و ابی نے میری تربیت روحانی کے لئے کیا شفیق فیصلہ فرمایا تھا اس موقع پر آپ پر رقت طاری ہو گئی اور فرمایا شاہ جی!

میرے پیر نے میرے ساتھ اتنا اچھا سلوک کیا ہے کہ شاید اپنی اولاد سے بھی نہ کیا ہو گا۔ تکلیفیں اور صعوبتیں تو زندگی کا حصہ ہیں مگر آپ میری ہر تکلیف پر بظاہر بے پرواہ نظر آتے مگر باطناً" نہایت رنجیدہ اور پریشان ہوتے۔ کئی بار آپ میرے ایک کمرہ کے گھر میں آتے اور پریشانی میں اپنے بیٹے کو فرماتے کہ اس کا سامان زبردستی یہاں سے لے جاؤ اور میرے گھر کا کھلا حصہ اس کے لئے وقف کر دو یہ یہاں سے نکالنا نہیں چاہتا۔ میں عرض کرتا حضور آپ میری کشائش باطن کے لئے دعا فرمائیں میں دور بہتر ہوں قریب ہو جاؤں گا تو بے ادب ہو جانے کا ڈر ہے۔ میری دوری آپ کی قربت کا بھی تو باعث ہے۔

قارئین! اس واقعہ بیعت سے آپ خود اندازہ لگا لیں کہ کیا یہ وہی جوانمرد نہیں جن کے متعلق عارف باللہ فرماتے ہیں۔

؎ عشق جنہاں دی ہڈیں رچیا قدم رکھن اکھیرے ہو

مجمع البحرین

یہ بات خاص طور پر یہاں عرض کرنے والی ہے کہ حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ محترم حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۷۸ھ - ۱۹۵۸ء) اور ان کے شیخ جامع الکمالات و مخزن الحسنات قطب عالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ' (م ۱۳۷۱ھ-۱۹۵۱ء) کا مشترکہ زمانہ پایا اور دونوں جلیل القدر شیوخ سے توجہ اور فیوض و برکات حاصل کئے۔ اس زمانہ محبت کی کس قدر تفصیل اسی کتاب کے حصہ دوم جو آپ کے ملفوظات کے ضمن میں لکھا گیا ہے' میں آپ پڑھیں گے۔ ایک خاص واقع کے بعد آپ کو اپنے دادا مرشد حضرت میاں غلام محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کا قرب زیادہ میسر آنا شروع ہو گیا اور انہوں نے آپ کو خاص اسباق عطا فرمائے اس طرح آپ کو نسبت سہروردیہ میں مجمع و البحرین کی حیثیت حاصل ہے۔

قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک موقع پر فرمایا کہ برخوردار میں اپنی خوش بختی پر رب کریم کا شکرگزار ہوں کہ مجھے ایسا دور میسر آیا جس میں میں نے آفتاب طریقت سہروردیہ کی

ضیاء پاشیاں اور شمس طریقت سہروردیہ کی تجلیاں ایک ساتھ دیکھی ہیں ابتدا میں حضرت قطب العالم نور اللہ مرقدہ کی دست بوسی سے مشرف ہوتا تو فوراً اجازت لے کر چلا آتا کیونکہ آپ کی روحانیت اس قدر مجھ پر اپنے اثرات مرتب کرتی کہ میں ہیبت زدہ ہو کر رہ جاتا حالانکہ آپ بڑے التفات سے پیش آتے اس موقع پر آپ آبدہ ہوگئے اور ساتھ ہی ہنستے ہوئے فرمایا! شاہ جی ایک دفعہ تو عجیب واقعہ پیش آیا۔

ایک دن میں سہ پہر کو قلعہ گوجر سنگھ پہنچا تو حضور مرشد کریم حضرت ممدوحؒ نے ارشاد فرمایا کہ جاؤ پہلے قبلہ العالم حضرت قبلہ میاں صاحب قدس اللہ سرہ کی دست بوسی کر آؤ وہ گجرات سے تشریف لائے ہوئے ہیں۔ میں آپ کی رہائش گاہ کے بالمقابل آپ کے پیر بھائی حکیم عبدالعزیز کے گھر چلا گیا کیونکہ آپ وہیں ٹھہرا کرتے تھے۔ جونہی میں کمرہ میں داخل ہوا اور میری نظر حضرت قطب العالم قدس سرہ پر پڑی مجھے نہ جانے کیا ہوا کہ میں فوراً پلٹا اور وہاں سے واپس ہو گیا حضرت قبلہ قطب العالم قدس سرہ نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے ایک بزرگ کو جو آپ کے (راقم السطور) کے منہ بولے بھائی بشیر موجد صاحب زاد اللہ عزہ کی اہلیہ کے نانا مرزا قمرالدین صاحب تھے' کو کہا کہ اس لڑکے کو پکڑ کر لاؤ' وہ میرے پیچھے آئے اور آواز دی میں نے آواز سن کر بجائے رکنے کے دوڑنا شروع کر دیا اور بھاگتا ہوا عبدالکریم روڈ کی طرف چلا گیا وہ بھی آوازیں دیتے ہوئے میرے پیچھے لگے۔ بازار والوں نے نہ جانے کیا سمجھ کر مجھے پکڑ لیا جب وہ قریب آئے تو میرا بازو پکڑ کر سب لوگوں کو کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے کوئی ایسی بات نہیں اور بڑے پیار سے باتیں کرتے ہوئے حضرت قبلہ العالم قدس سرہ کی خدمت میں لے آئے۔ آپ نے بڑے پیار سے اپنے پاس بٹھایا اور پوچھا' کیوں بیٹا مجھے دیکھ کر کیوں بھاگ جاتے ہو؟ میں نے عرض کی حضور آپ مجھے ایک ببر شیر کی مانند نظر آتے ہیں اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ ببر شیر مجھے لپک کر پکڑ لے گا۔ آپ یہ سن کر مسکرائے اور اپنے مرید حکیم صاحب کو کہا بھئی حکیم صاحب کھانا تیار ہے تو لے آؤ۔ کھانا آیا تو آپ نے مجھے اپنے ساتھ کھانا کھلایا مجھے نہیں پتہ اس کھانے میں کیا تھا کھانا کھانے کے بعد تو میں نے آپ کے ساتھ بڑی دوستانہ باتیں شروع کردیں وہ ڈر وہ خوف سب جاتا رہا پھر

اگلی ملاقاتوں میں تو میں بے دھڑک ہو کر آپ سے سوال و جواب کر لیتا تھا۔

ایسی ہی ایک ملاقات میں آپ کے قریب بیٹھا آپ کے مواعظ سے مستفیض ہو رہا تھا کہ آپ نے میرے ضمن میں کوئی بات فرمائی میں نے انتہائی عاجزی سے عرض کیا حضور یہ آپ نے ہی کرنا ہے جیسا آپ کریں گے ہو جائے گا۔ بس یہ سننا تھا کہ جمال جلال میں تبدیل ہوا اور آپ نے فرمایا "تم مجھے خدا سمجھتے ہو کہ میں نے کرنا ہے جاؤ میری آنکھوں سے پرے ہٹ جاؤ" میں ہکا بکا غم زدہ اور مایوس وہاں سے اٹھا اور آبدیدہ ہو کر بارگاہ حضرت ممدوح شیخ الاسلام قدس اللہ سرہ میں پہنچا' آپ نے میری جانب نگاہ اٹھائی اور پوچھا کیا ہوا میں نے ساری بات خدمت اقدس میں پیش کر دی۔ آپ نے میرا بازو پکڑا اور فرمایا آؤ میرے ساتھ چلو اور پیش گاہ قبلہ حاجات ہر فقیر و بے نوا کی خدمت میں حاضر ہو گئے حضرت قطب العالم قدس اللہ سرہ نے مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا "قلندر علی اسے کیوں لائے ہو یہ مجھے خدا سمجھتا ہے" آپ اپنے قبلہ گاہی قدس سرہ کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑے تھے اور میں شرم و ندامت سے زمین میں گڑھے جا رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی آنکھیں آبدیدہ ہیں۔ آپ نے بڑے دھیمے اور التجانہ لہجے میں عرض کیا "حضور اسے ابھی رب کا کیا پتہ' اگر تو آپ نے اسے رب سمجھا دیا ہے اور یہ پھر بھی آپ کو ہی خدا سمجھتا ہے تو پھر اس کی غلطی ہے۔ دوسرا اسے یہ بھی بتا دیں کہ یہ اس در کو چھوڑ کر کہاں جائے' اسے دوسرا ٹھکانہ بھی بتا دیں۔"

قبلہ العالم جمال الحق والشرع والدین یہ پیارا استدلال سن کر نرم ہوئے اور فرمایا! "قلندر علی اسے یہاں چھوڑ دو اور تم جاؤ" میں نے دیکھا کہ حضرت قبلہ گاہیؒ کی ریش مبارک آپ کی جلالت شان کے اثر سے آنسوؤں سے تر تھی آپ الٹے قدم واپس تشریف لے گئے۔ کچھ وقفہ گزار تو حضرت قطب العالم قدس سرہ نے مجھے فرمایا! "میرا یہ حقہ اٹھاؤ اور میرے ساتھ چلو" آپ آگے آگے اور میں پیچھے پیچھے قلعہ گوجر سنگھ سے نکل کر پیدل چلتے ہوئے پرانی سبزی منڈی اور اسلامیہ کالج کے قریب سے ہوتے ہوئے برانڈرتھ روڈ جہاں کبھی کراؤن بس کا اڈا ہو کرتا تھا' آ پہنچے۔ سارا راستہ آپ

خاموش رہے وہاں پہنچ کر آپ نے فرمایا "نذیر تم سکلی گروں کی چھری ہو جو سان پر نہیں لگتی"۔ (سکلی گر سکھوں میں ہوتے تھے اور نیلی پگڑیاں باندھا کرتے تھے ان کا کام توے' پراتیں اور چھریاں بنانا تھا وہ چھری کو کسی ایسے عمل سے گزارتے تھے کہ سان پر رگڑنے کا بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا تھا) میرے منہ سے اچانک نکل گیا کہ پھر یہ تو کاریگر کی بدنامی ہو گی کہ اس سے چھری نہیں لگی۔ آپ نے میرا جواب سن کر فرمایا "اچھا ایک تانگہ لاؤ اور مجھے شہر کی سیر کراؤ"۔ میں نے ایک تانگے والے کو کہا کہ ہمیں بھاٹی دروازہ سے کچہری اور براستہ مال روڈ قلعہ گوجر سنگھ لے چلو۔ تانگے کے اگلی طرف آپ بیٹھ گئے اور پیچھے میں حقہ پکڑ کر بیٹھ گیا آپ خاموشی سے حقہ کے کش لگاتے جاتے اور نہ جانے کس سوچ اور توجہ میں مشغول ہو گئے۔ کچہری کے قریب پہنچ کر آپ نے پھر کلام فرمایا اور کہا "لو بھئی میں تمہاری جڑیں زمین سے نیچے تک لے گیا ہوں اب مجھے بڑھ کر دکھاؤ" اس کے علاوہ کچھ اور نصیحتیں بھی فرمائیں میں خاموشی سے سنتا گیا اس دن کے بعد سے مجھے آپ کی طرف سے اسباق ملنے شروع ہو گئے۔ جب آپ سے ملاقات ہوتی تو آپ فرماتے "بھئی تمہیں سبق دیا تھا' پڑھتے ہو؟" میں حسب حال جواب گوش گزار دیتا۔"

سلسلہ قادریہ سے حصول فیض

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے حضرت چن پیرؒ بڑے صاحب قدر بزرگ تھے۔ سیالکوٹ میں آپ کی توجہ کا بڑا شہرہ تھا۔ آپ کی توجہ حضرت قبلہ گاہیؒ کو اس وقت میسر آئی جب آپ ابھی چند ماہ کے تھے۔

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کی پیدائشی کیفیت یہ تھی کہ آپ کے قلب اطہر سے ذکر اسم ذات کی آوازیں مسلسل آتی تھیں۔ آپ کی پیدائش چونکہ ننھیال میں ہوئی اور آپ وہیں پرورش پا رہے تھے اس لئے آپ کے نانا محترم حضرت امام دین رتےؒ جن کا رجوع حضرت چن پیرؒ کی طرف تھا' آپ کے والد حضرت میاں فیض بخشؒ کو ساتھ لے کر حضرت چن پیر صاحبؒ کی خدمت میں

بغرض دعا حاضر ہوئے۔ آپ نے حضرت قبلہ گاہی کو گود میں اٹھایا اور کچھ دیر توجہ دینے کے بعد آپ کے والد ماجد کو فرمایا کہ اس کی فکر چھوڑ کر اپنی دوسری اولاد کی فکر کرو اگر تم نے ۱۲ سال تک اس کی پاکیزگی کا دھیان رکھا تو بہت اچھے حال میں رہو گے ورنہ ایک محلہ میں بھی اکٹھے نہ رہ سکو گے ضمناً" عرض ہے کہ آپ کے ددھیال کا رجوع پیران رتھر چھتر کی طرف تھا۔

سلسلہ نقشبندیہ سے حصول فیض

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کو سلسلہ عالیہ نقشبندیہ سے فیض حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے واسطے سے اوئل عمری میں حاصل ہوا حضرت خواجہ قدس سرہ سے فیض کا سلسلہ کسطرح قائم ہوا اس کا ذکر حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ نے کچھ اسطرح فرمایا کہ ابھی میں چھوٹا ہی تھا کہ میرے والد گرامی رحمتہ اللہ جو بزرگوں کے بڑے عقیدت مند تھے مجھے حضرت خواجہ خواجگان چشت غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے مزار کی زیارت کرانے اجمیر لے گئے۔ راستہ میں دہلی رکے تو وہ مجھے شہر دکھانے کے لئے دہلی کی مختلف عمارات اور مقامات پر بھی لے گئے آخر میں ہم حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ کے مزار اقدس پر پہنچے۔ وہاں وہ تو حسب عادت فاتحہ پڑھ کر باہر چلے آئے اور تانگے پر بیٹھ گئے مگر میں کچھ دیر وہاں ٹھہرا رہا اچانک مجھے بڑی شدید گرمی اور پیاس محسوس ہوئی میں نے پانی کے لئے ادھر ادھر دیکھا تو سامنے مزار کے اوپر ایک آب خورہ پانی سے بھرا ہوا دیکھا میں نے شدت پیاس سے مرعوب ہو کر وہ آب خورہ وہاں سے اٹھایا اور فوراً پی لیا۔ پانی کا پینا تھا کہ مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہو گئی اس کیفیت کا اندازہ آپ اس سے لگالیں کہ خانقاہ سے باہر نکل کر میں اپنے والد صاحب سے جو تانگہ پر میرا انتظار کر رہے تھے' سے پوچھتا ہوں کہ جناب یہاں میرے والد صاحب تھے کہاں گئے ہیں انہوں نے مجھے پیار کیا اور فرمایا بیٹا بیٹھ جاؤ اسی لئے میں تمہیں کہتا ہوں کہ مزاروں پر زیادہ دیر نہ رکا کرو۔ میں ان کے پاس گم سم بیٹھ گیا اور ہم واپس اسٹیشن پر آ گئے گاڑی اجمیر کی طرف چلی تو میں سو گیا۔ سویا ہی تھا کہ حضرت

باقی باللہ قدس سرہ سے ملاقات ہوئی آپ نے نہایت شفقت فرمائی اور سلسلہ سہروردیہ میں خواجہ خواجگان سہرورد قبلہ العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی اور شیخ الاسلام حضرت سید قلندر علی سہروردی قدس سرہما کی طرف رجوع کرنے کا اشارہ فرمایا۔

اجمیر پہنچے تو وہاں کے سجادہ نشین میرے والد گرامی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑے اخلاق سے ملے ہماری رہائش اور طعام کا خوب اچھا بندوبست فرمایا ہم دو تین دن وہاں رہے وہاں بھی خواب میں میری ملاقات حضرت خواجہ غریب نواز قدس سرہ سے ہوئی آپ نے بھی بڑی شفقت فرمائی اور سلسلہ سہروردیہ میں میرے شیوخ کی طرف اشارہ فرماکر رجوع کرنے کا حکم فرمایا۔

سلسلہ چشتیہ میں حصول فیض

۱۹۷۹ء میں فقیر بے نوا (راقم السطور) کو آپ سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ میں روزانہ آپکی خدمت اقدس میں حاضر ہوتا یہ سلسلہ تقریباً نو دس سال جاری رہا بعد ازاں پیر اور جمعرات حاضر ہونا شروع ہو گیا جو الحمدللہ تادم تحریر جاری ہے اس دوران مجھے آپ کی طرف سے دو باتیں سننے کو اکثر ملتیں ایک یہ کہ آپ اکثر فرماتے! شاہ جی میرے لئے دعا کیا کریں کہ میں اپنی پانچویں اور آخری بچی کی شادی کے فرض سے جلد سبکدوش ہو جاؤں باقی راستہ مجھے بہت آسان لگتا ہے اور دوسرا کبھی کبھار آپ یہ بھی فرماتے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے خواب میں مجھے چار طرح کے مکھن کھلائے تھے جس کی تعبیر حضرت قبلہ گاہی شیخ الاسلام قدس سرہ نے یہ دی تھی کہ تمہیں چاروں سلسلے فیض دیں گے سوائے چشتیہ کے' باقی تینوں کے فیض سے تو میں فیض یاب ہوچکا ہوں۔ چشتی سلسلے کی طرف سے خاموشی ہے بہرحال وہ وقت بھی آگیا ۱۹۸۴ء میں آپ نے اپنی آخری بچی کی شادی کردی اس طرح آپ پانچ بچیوں اور ایک بیٹے کی تربیت اور شادیوں سے فارغ ہو گئے۔

۷ جون ۱۹۸۴ء بروز بدھ ۱۷ رمضان المبارک آپ حسب عادت نماز تراویح کی ادائیگی کے لئے حجة العارفين حضرت علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش قدس سرہ

العزیز گئے۔ نماز تراویح سے فارغ ہو کر آپ مزار کے قبلہ رخ اپنی ایک مخصوص جگہ پر تشریف فرما تھے کہ برادر بزرگ محمد سبحان سہروردی زاد اللہ شرفاہ' کے ایک دوست نے ایک پلیٹ پلاؤ تبرک کے طور پر پیش خدمت کیا آپ نے اپنے دوستوں کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا لو بھئی سب تھوڑا تھوڑا چکھ لو اور خود بھی ایک نوالہ پلیٹ سے اٹھا کر منہ میں رکھ لیا مگر جونہی وہ منہ میں ڈالا آپ کو ایک ابکائی سی آئی آپ وہاں سے اٹھے اور گھر تشریف لے گئے ایک دن چھوڑ کر اگلے روز نماز جمعہ پڑھنے میں جامع مسجد داتا صاحب پہنچا۔ بعد از نماز ادھر ادھر دیکھا مگر قبلہ گاہی قدس سرہ سے ملاقات نہ ہو سکی حالانکہ آپ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ نماز جمعہ اگر کوئی ضروری کام نہ ہو تو وہیں ادا فرماتے۔ میں کچھ متفکر کھڑا تھا کہ برادر بزرگ محمد سبحان سہروردی زاد اللہ شرفاہ' مل گئے ہم دونوں وہاں سے نکل کر شادباغ آپ کی رہائش گاہ پر پہنچے حضور قبلہ گاہی قدس سرہ چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے اور آپ کو سخت بخار تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا' پرسوں رات نماز تراویح پڑھنے کے بعد گھر واپس آیا تو بخار شروع ہو گیا ہے یہ فرما کہ آپ خاموش ہوگئے ہم نے عرض کی کہ حضور کسی ڈاکٹر کو لایا جائے آپ نے منع فرمایا اور کہا مجھے ابھی دوا کی ضرورت نہیں۔ ہم دونوں کوئی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ آپ کے پاس بیٹھے رہے اور پھر اجازت لے کر چلے آئے۔

بخار روز بروز بڑھتا چلا گیا اور ٹمپریچر تقریباً ۱۰۴ یا ۱۰۵ درجہ رہنا شروع ہو گیا اس طرح تقریباً ڈیڑھ ماہ سے زیادہ وقت یہی کیفیت رہی اور بعد ازاں بخار کم ہونا شروع ہو گیا اور آپ دوبارہ تندرست ہو گئے ان ایام کی تفصیل تو اپنے مقام پر آئے گی اس موقع پر اللہ تعالیٰ سے غلو اور ناجائز بات کسی سے منسوب کرنے کی پناہ مانگتے ہوئے اس تکلیف کی چند محرکات واضح کرنا ضروری خیال کرتا ہوں۔

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ آپ چشتیہ سلسلے سے اکتساب فیض کے لئے بعض اوقات اظہار فرمایا کرتے تھے۔ یہ اس سلسلہ کی ایک کڑی تھی اس کی تفصیل کچھ اس طرح ہے میرے ایک پیر بھائی ڈاکٹر نعیم اقبال سہروردی زاد اللہ شرفاہ' کے ایک دوست ساجد جاوید اکبر زاد اللہ سفنہ' جو اس وقت ابھی قادری سلسلے میں بیعت نہیں تھے

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کی خدمت میں اکثر حاضر ہوتے اور اکتساب فیض کرتے ان کے ساتھ ان کے ایک دوست برادر بزرگ ظہور احمد قریشی چشتی زاد اللہ شرفاہ' بھی بعض اوقات تشریف لاتے اور اپنے پیشوا کریم کے متعلق بڑی دلچسپ گفتگو فرماتے۔ تعلق کچھ بڑھا تو انہوں نے حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ' سے اپنے پیر و مرشد حضرت قبلہ سید محمد فیض چشتی المروف سائیں فیض صاحب نور اللہ مرقدہ' کا ذکر اور ان کے کچھ واقعات اور محاسن آپ کے گوش گزار کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ نے ایک بڑا سخت ورد بھی پڑھا ہے اور وہ ورد پڑھ کر آپ کو سنایا۔ قبلہ گاہی قدس سرہ' نے فرمایا بھئی قریشی صاحب یہ سبق تو میں بھی پڑھ چکا ہوں اور میرے علم کے مطابق سلسلہ چشتیہ میں حضرت خواجہ بختیار الدین کاکی قدس اللہ سرہ' العزیز بھی پڑھتے تھے۔

کچھ ماہ بعد رمضان کا مہینہ شروع ہو گیا۔ ۱۷ رمضان المبارک کی شب حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ نے حضور سند الواصلین حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ' کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور ہم تینوں ایک ہی سبق پڑھتے ہیں مگر یہ کیا بات ہے کہ وہ تو شریعت کے نہایت پابند ہیں اور بھائی فیض صاحب شریعت کے اتنے پابند نہیں۔ غلام سے اس کا ذکر خود حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ' نے تندرست ہونے کے چند دن بعد کیا۔ بس یہ بات وجہ بنی جس نے سلسلہ چشتیہ سے آپ کو فیض یاب کر دیا۔ انہی ایام میں جبکہ آپ کو سخت بخار چڑھ رہا تھا برادر بزرگ ظہور احمد قریشی صاحب زاد اللہ شرفا' حضرت قبلہ گاہی کی عیادت کے لئے اکثر تشریف لاتے۔ ایک موقع پر آپ میرے ساتھ حاضر خدمت ہوئے تو انہوں نے عرض کیا کہ میرے پیر و مرشد حضرت سائیں فیض صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ "بھائی نذیر کٹھالی میں پڑھ گیا ہے اور اب کندن بن کر نکلے گا انہیں میرا سلام کہنا"۔

کوئی ڈیڑھ ماہ بعد جب آپ کو اللہ پاک جل و علاشانہ' نے تندرستی عطا فرمائی تو آپ نے ایک موقع پر یہ شعر پڑھ کر اس فقیر کو فرمایا!۔

ہمارا نرم رو قاصد پیام زندگی لایا
خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں وہ بے خبر نکلے

شاہ جی شریعت حقہ کی پابندی بڑی نعمت عظمیٰ ہے جس کو یہ حاصل ہو گئی اس
نے فلاح پالی۔ خواجہ خواجگان چشت حضرت قطب صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے بڑا کرم
فرمایا ہے اور آخر کار مجھے مشاہدہ بھی کروا دیا گیا ہے کہ میرے آگے کچھ فاصلے پر آپ
ہیں اور میرے بعد بھائی فیض صاحب ہیں۔ الحمد اللہ علی ذالک سب سرکار دو عالم صلی
اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی برکات ہیں ورنہ یہ فقیر کچھ بھی نہیں۔ (ان تمام ایام کی
قدرے تفصیل آگے ملفوضات میں ملے گی)

جون ۱۹۸۵ء میں آپ ملتان حضرت خواجہ خواجگان سہروردیہ غوث العالم حضرت
بہاء الدین قدس سرہ کے آستانہ عالیہ پر کسب فیض کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ سفر
اس طرح ترتیب دیا گیا کہ راستے میں خاص طور پر آستانہ فرید الحق والدین حضرت
خواجہ فرید الدین مسعود المعروف گنج شکر قدس سرہ' العزیز کے آستانہ پر حاضری کیلئے
ٹھہرا جائے گا۔ چنانچہ رات کوئی گیارہ ساڑھے گیارہ بجے حضور کے روضہ اقدس پر پہنچے
آپ کے آستانہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ دروازے کے سامنے کوئی دس فٹ کا فاصلہ
چھوڑ کر آپ مراقبے کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ آپ کی دائیں اور پچھلی جانب باقی
دوست بھی بیٹھ گئے جن میں میرے علاوہ چودھری امتیاز' صلاح الدین' محمد سبحان اور ان
کے بیٹے محمد زاہد' ملک جاوید' سکندر' خواجہ مشتاق احمد' محمد لطیف مرحوم اور ان کے بیٹے
غلام جیلانی' محمد انیس بٹ' محمد یٰسین مرحوم' ملک شبیر' محمد خاور بٹ' اور ملک محمد متین
تھے۔ ابھی آپ کو مراقب ہوئے منٹ آدھا منٹ ہی ہوا ہو گا کہ آستانہ بابا صاحب کا
دروازہ کھلا اور ایک آدمی اندر سے برآمد ہوا اور سیدھا حضرت قبلہ گاہی کے پاس آ کر
کھڑا ہو گیا اور کہا آپ اندر تشریف لے آئیں آپ اٹھے اور اس کے ساتھ اندر
تشریف لے گئے' دروازہ بند ہو گیا اور ہم باہر مودبانہ بیٹھے رہے۔ کوئی دس پندرہ منٹ
بعد دروازہ کھلا اور حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ' باہر تشریف لائے مگر آپ کے سر
مبارک پر سبز رنگ کی دستار تھی اور آپ کا چہرہ اقدس دیکھنے والوں نے دیکھا کہ سرخ
و سفید نور سے معمور تھا آپ نہایت خوشی اور طمانیت سے ہمارے پاس تشریف لائے
ہم سب آپ کو دیکھ کر کھڑے ہو گئے آپ آگے آگے اور ہم سب پیچھے پیچھے ایک

جلوس کی صورت میں اپنی سواریوں تک پہنچے۔ یہ بڑا خوشنما منظر تھا۔ ملتان شریف کے
راستے میں آپ سے راقم السطور نے دستار کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے مسکراتے
ہوئے فرمایا "یہ حضرت قطب صاحب قدس سرہ' کی طرف سے بابا صاحب قدس سرہ'
نے عطا فرمائی ہے۔" بعد ازاں آپ نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ خواجگان چشتیہ کی قبور کو
نور سے منور فرمائے۔

سلسلہ کبرویہ اور سلسلہ فیض

ایک موقع پر حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ تقسیم ہند سے پیشتر
میں اپنے کاروباری سلسلے کی وجہ سے فیض آباد' بنارس اور الہ آباد وغیرہ بہت جایا کرتا
تھا۔ ایک دفعہ موٹر گاڑی کسی جگہ خراب ہوئی تو میں پیدل چل پڑا اور دور دیہاتوں میں
کہیں نکل گیا۔ ایک گاؤں کے قریب مسجد نظر آئی میں وہاں چلا گیا مگر وہاں ہو کا عالم تھا
میں وہاں نماز پڑھنے کے بعد نوافل میں مشغول ہو گیا۔ بعد ازاں وہاں کے امام مسجد جو
بہت ضعیف تھے مجھے بڑی محبت سے ملے کچھ دیر گفتگو کے بعد وہ مجھے وہاں روکنے کا
کہہ کر کہیں چلے گئے۔ واپسی پر انہوں نے ایک بڑا بوسیدہ جبہ دیتے ہوئے کہا کہ اسے
میرے سامنے پہن کر کچھ نوافل ادا کر کے میرے لئے اور اپنے لئے دعا کرو۔ میں نے
اس کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ حضرت اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی
طرف سے مجھے جیسے حکم ہوا میں نے کر دیا ہے اس کا تمہارے ساتھ کیا تعلق ہے یا
تمہارا ان کے ساتھ کیا تعلق ہے مجھے اس کا علم نہیں اب تم جانو اور وہ جانیں۔ حضرت
قبلہ گاہی قدس سرہ نے راقم کو ارشاد فرمایا کہ وہ امام صاحب بڑے صاحب علم اور
صاحب قدر معلوم ہوتے تھے میرا دور جوانی تھا میں نے مزید کریدنے کی بجائے جیسا
انہوں نے کہا کر دیا۔

پاکستان بننے کے بعد ایک دفعہ میرے ایک جاننے والے نے مجھے کہا کہ میرے پیر
صاحب کچھوچھ (بھارت) سے آئے ہوئے ہیں کل دوپہر کا کھانا تم بھی ہمارے ساتھ کھانا"
میں تم سے انہیں ملوانا چاہتا ہوں۔ مجھے حضرت اشرف جہانگیر سمنانی کچھوچھوی قدس سرہ

کی یاد آگئی میں نے حامی بھرلی۔ اگلے دن جمعہ المبارک تھا میں سرکار داتا صاحب کی مسجد
میں نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد اپنے دوست کے ہاں چلا گیا وہاں حضرت محدث اعظم
کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے بڑی محبت اور تپاک سے ملے مجھے اپنے قریب بٹھایا باتوں
باتوں میں پتہ چلا کہ آپ حزب الاحناف سید صاحب کو ملنے آئے ہوئے ہیں۔ کھانے کے
بعد آپ نے مجھے پوچھا کہ کوئی سوال ہو تو کہو۔ میں نے کہا حضرت صاحب رزق حلال کے
بارے میں کچھ ارشاد فرمائیں کیونکہ آپ نے جو ابھی کھانا کھایا ہے وہ سب سودی پیسے کی
کمائی سے تیار ہوا ہے۔ شریک محفل میری اس بے باکی کو دیکھ کر بڑے سٹپٹائے اور اپنے
اپنے طرز کاروبار کی صفائیاں پیش کرنے لگے میں چونکہ اعظم کلاتھ مارکیٹ میں ہی ہوتا تھا
اور تقریباً" سب وہاں کے بیوپاری تھے اس لئے میں ان کی حرکات جانتا تھا کہ وہ کاروبار کے
لئے سود پر پیسے لیتے اور دیتے ہیں۔ جب بحث کچھ الجھی تو محدث صاحب نے فیصلہ کن
لہجے میں سب کو خاموش کروا دیا اور فرمایا "تم سب درست ہو جاؤ پھر نہ کہنا کہ میں نے بتایا
نہیں یہ درست کہہ رہا ہے اس کی روحانی کیفیت ایسی ہے کہ اس نے تو آگ کی انگیٹھی
میں سر دے رکھا ہے یہ تو ایسی ہی باتیں کرے گا اس کا تو منصب ہی یہی ہے اسے ایسا ہی
کرنا چاہیے" بعد ازاں آپ نے لقمہ حلال کے بارے میں ایک مختصر تقریر بھی کی اور سب
کو اس کی فضیلت سے آگاہ فرمایا۔ میں نے جب آپ سے رخصت چاہی تو آپ نے بڑی
محبت سے رخصت کیا اور دعاگو ہوئے معانقہ کرتے ہوئے اشارتاً" فرمایا کہ ہمارے جد اعلیٰ
کی طرف سے آپ کو فیض حاصل ہے۔ آپ بڑے صاحب نسبت درویش اور عالم تھے۔
اللہ تعالیٰ ان کی قبر نور سے منور فرمائے۔

منازل سلوک

حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جب میں بیعت ہوا تو اس وقت میری
عمر بہت چھوٹی تھی۔ یوں سمجھ لیں کہ بیعت کیوں کرتے یا ہوتے ہیں اس کے متعلق
بھی مجھے کچھ علم نہیں تھا بس اتنا پتہ تھا کہ کسی پیر کا مرید ضرور ہونا چاہیے۔ بہر حال
بیعت ہونے کے بعد جب میں حضرت شیخ قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر ہونا شروع

ہوا تو سب سے پہلا سبق جو مجھے ملا وہ ذکر حبس دم تھا۔ صبح حضرت محمد مرتضیٰ نقشبندیؒ
کے مزار پر جا کر' جن کا مزار فاروق گنج برلب ریلوے لائن ہے اور شام مولوی برکت
علی قادریؒ نواں بازار بیرون شاہ عالمی گیٹ کی مسجد میں پڑھنے کا حکم ہوا۔ اس ذکر کی
بدولت میرے سر میں شدید درد رہنے لگ گیا اور ساتھ ہی میرے جسم کے نچلے حصے پر
اس قدر پھوڑے اور پھنسیاں نکل آئیں کہ لیٹنا تو درکنار ٹھیک سے بیٹھ بھی نہیں سکتا
تھا۔ یہ دور ابتلا تقریباً" ۲۵ سال جاری رہا پھر کچھ کمی ہونا شروع ہوئی بہر حال سبق پر
سبق تبدیل ہوتے گئے اور میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی توجہ اور عنایات سے
سلوک کی منازل طے کرتا چلا گیا۔ اسی دور ابتلا میں ایک وقت یہ بھی آیا کہ مجھے کسی
نے پوچھا کہ پانچ روپے کا کھلا ہے تو پانچ روپے کا نوٹ ہاتھ میں پکڑ کر میں اسے حسرت
سے دیکھتا رہا کہ ایک مدت کے بعد اسے دیکھنا نصیب ہوا تھا۔ آپ نے قدرے آبدیدہ
ہو کر فرمایا کہ یہ سب کچھ میرے اللہ تعالیٰ کا مجھ پر فضل ہے اور میرے شیخ قبلہ العالم
کی نگاہ عنایت ہے کہ استقامت رہی ورنہ مجھے اپنی کم مائیگی کا پورا احساس ہے۔

میرے قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ بحوالہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ
میرے پاس آتے ہیں اور اپنے ہاتھ پتلون کی جیبوں سے نکالنا بھی پسند نہیں کرتے اور
چاہتے یہ ہیں کہ انوار محمدی ﷺ میں ان کی جھولیوں میں ڈال دوں وہ فقیر کی موجودہ حالت
کو تو دیکھتے ہیں کہ یہ سب کیا ٹھاٹھ باٹھ ہے اور کتنی آسانی سے ہو رہا ہے مگر میں کس قدر
ابتلا سے گزر کر آیا ہوں اس کے متعلق وہ سننا بھی گوارا نہیں کرتے۔

بتلانا یہ مقصود ہے کہ منازل سلوک اسی کو ملتی ہیں جو جویائے حق بنے اور مصائب
و آلام میں ثابت قدم رہے۔

یہ شہادت گہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آسان سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

قطب مدینۃ الاولیاء لاہور

مقام قطبیت کے بارے ہم تفصیلی معلومات کتاب کے اگلے ایڈیشن میں شامل

کریں گے۔ یہاں ہم صرف اتنا عرض کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کہ مقام قطبیت ایک ایسا مقام ہے جہاں کسی درویش کو اللہ تعالیٰ تکوینی معاملات میں سے کچھ امور سونپتے ہیں اس طرح وہ درویش روحانی قوتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے مخصوص دائرہ عمل میں خدمت خلق انجام دیتا ہے اس مقام پر اس کے اوپر اور نیچے کئی اور عہدے دار اس کے کام کو پایہ تکمیل پہنچانے میں اس کی مدد کرتے ہیں۔ یہاں اس کے افعال کی پوچھ گچھ بھی ہوتی ہے اور وہ بھی اپنے سے نیچے کارکنان کے افعال کی خبر گیری رکھتا ہے۔

تقسیم ہند کے وقت حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ' کو مدینۃ الاولیاء لاہور کا قطب مقرر کیا گیا اس کی کچھ تفصیل میں ضبط تحریر میں لاتا ہوں۔

میرے قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں دراز فرمائے نے ایک مجلس میں جبکہ گفتگو حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی غوثیت کی ہو رہی تھی فرمایا کہ ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء سے چند ہفتے پیشتر آپ کراچی چلے گئے وہاں سے مجھے آپ کا خط ملا کہ فوراً" کراچی پہنچو مگر ایڈریس نامکمل لکھا تھا۔ خیر میں کراچی نامکمل ایڈریس پر پہنچا تو وہاں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کے صاحبزادگان حضرت سید فیاض احمد رحمۃ اللہ علیہ (م۱۹۷۹ء) حضرت سید امتیاز احمد تاج سہروردی (م۱۹۹۸ء) اور میرے کچھ برادران طریقت مل گئے جو مجھے حضرت قبلہ شیخ الاسلام قدس سرہ کی خدمت میں لے گئے۔ رمضان کے دن تھے آپ کی اہلیہ محترمہ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائیں نے ہمارے لئے افطار اور کھانے کا بندوبست کیا۔

میں ابھی ایک دو دن ہی وہاں ٹھہرا تو ایک دن سرکار" مجھے فرمانے لگے "بمبئی شہر میں خطرہ ہے تلاش کرکے مجھے خبر دو" میں سارا دن شہر بھر میں گھومتا رہا شام کو آکر اطلاع دی کہ سرکار ہماری رہائش سے کچھ دور فلاں کوٹھی میں خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ اگلے روز وہاں چھاپہ پڑا اور وہاں سے بم بنانے کا سامان اور اسلحہ برآمد ہوا۔ ایک دو روز بعد مجھے ایک انکشاف ہوا جو میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا آپ نے وہ سن کر مجھے ارشاد فرمایا فوراً" لاہور روانہ ہو جاؤ میں نے عرض کیا کہ حضور ابھی چند روز

پیشتر ہی تو آیا ہوں فرمایا مجھے یہ نہیں پتہ تم کراچی سے فوراً" نکل جاؤ۔ میں واپسی کی تیاری کر ہی رہا تھا کہ میرے استاد محترم مرزا غلام محی الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ جو حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مکرم تھے نے مجھے کہا کہ حضرت صاحب قبلہ سے مجھے بھی اجازت لے دو تاکہ میں بھی لاہور چلا جاؤں جب آپ کی خدمت میں میں نے عرض کی تو آپ نے انہیں بھی لاہور جانے کی اجازت دے دی چنانچہ ہم دونوں بذریعہ گاڑی لاہور پہنچے۔

کراچی سے نکلتے ہی میری کیفیت تبدیل ہونی شروع ہو گئی مجھے آئندہ پیش آنے والے حالات معلوم ہونے لگے جو میں اپنے استاد صاحب کو بتاتا چلا جاتا کہ فلاں جگہ ٹرین پر حملہ ہو گا فلاں جگہ یہ معاملہ ہو گا۔ لاہور پہنچتے ہوئے ہمیں تقریباً" دو دن لگے میں نے محسوس کیا کہ اس تمام عرصے میں مجھے نہ بھوک لگی نہ پیاس اور نہ ہی نیند آئی۔ لاہور اسٹیشن پر گاڑی رکی تو ہر طرف ہو کا عالم تھا ہم سامان اتارنے کی فکر کر ہی رہے تھے کہ ایک انگریز چند قلی لے کر آگیا اور آتے ہی پوچھنے لگا یہ سامان کس کا ہے؟ میں نے کہا ہمارا ہے اس نے فوراً" قلیوں کو کہا کہ یہ سامان اٹھاؤ اور باہر تک پہنچا آؤ میں حیران ہوا خیر ہم سامان کے ساتھ باہر آئے اور سامان کے پاس کھڑے ہو گئے اور انتظار میں تھے کہ کوئی تانگے والا ملے تو گھر روانہ ہوا جائے۔ شام ہو رہی تھی تھوڑی دیر انتظار کے بعد میرے استاد محترم کہنے لگے بھوک سی محسوس ہو رہی ہے مگر یہاں تو کھانے کو کچھ بھی نہیں۔ میں نے عرض کیا کہ ابھی دیکھتا ہوں ابھی ہم یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ ایک آدمی ایک پرات میں گرم گرم پلاؤ ڈال کر لے آیا اور کہنے لگا جناب ختم دلوایا تھا لیجئے تناول فرمایئے میری تو چونکہ بھوک ختم ہو گئی تھی میں نے استاد محترم رحمۃ اللہ علیہ کی طرف چاول کی پرات بڑھا دی آپ نے اس میں سے کچھ کھائے اور کچھ دوسرے لوگوں میں تقسیم کر دیئے۔ کھانے کے بعد انہوں نے کہا کہ کوئی تانگہ نظر نہیں آ رہا اور مجھے حقہ پینے کی بڑی طلب ہو رہی ہے۔ میں ان کی باتیں سن ہی رہا تھا کہ ایک آدمی آیا اور سگریٹ کا ڈبہ میری طرف بڑھاتے ہوئے کہنے لگا جناب یہ قریب ہی ایک ہندو کی دوکان کو آگ لگی تھی اور سامان بکھرا پڑا تھا سگریٹ کے یہ چند ڈبے

میں اٹھا لایا ہوں لیجئے آپ اگر شوق فرماتے ہوں؟ میں نے ان میں سے ایک ڈبہ حضرت استاد محترم کی طرف بڑھا دیا حیرت مجھے اس پر ہوئی کہ وہی برانڈ تھا جو آپ پیتے تھے۔

استاد محترم نے سگریٹ سلگایا اور ہم شہر کے حالات پر گفتگو کرنے لگے اتنے میں چند لوگ ایک آدمی کو پکڑ کر لائے ان میں سے ایک نے کہا صاحب یہ جاسوس پکڑا ہے اس کے متعلق کیا حکم ہے؟ میں نے فوراً" کہا اسے گولی مار دو۔ انہوں نے کچھ دور لے جا کر اسے گولی مار دی مگر مجھے اس کا کچھ افسوس یا اثر نہیں ہوا۔ شام ہو گئی تو استاد محترم کہنے لگے کہ ادھر ادھر جا کر تم تلاش کرو شاید کوئی ریڑھے والا ہی مل جائے میں نے کہا اچھا میں جاتا ہوں۔ ابھی میں یہ کہہ ہی رہا تھا کہ ایک پٹھان نوجوان آیا اور اس کے ساتھ اسٹیشنوں پر سامان لانے لے جانے والی ٹرالی تھی اس نے آتے ہی کہا یہ آپ کا سامان ہے؟ میں نے کہا ہاں! اس نے پوچھا کہاں جانا ہے میں نے کہا کہ میں نے تو کشمیری بازار مگر انہوں نے آگے سید مٹھا بازار اندرون بھاٹی گیٹ جانا ہے۔ اس پٹھان نوجوان نے ہمارا سامان اس ٹرالی پر رکھا اور لنڈا بازار سے ہوتا ہوا دہلی دروازے میں داخل ہوا اور کشمیری بازار میرا سامان اتار کر آگے استاد محترم کا سامان چھوڑنے چلا گیا۔ ہمارے گھر کی تین منزلیں تھیں مگر میں اوپر جانے کے بجائے نیچے والے کمرے میں ہی ٹھہر گیا اور سارا دن اسی کمرے میں رہتا تھا میرے استاد محترم روزانہ میرے پاس آتے اور اپنی شکایات کے بارے دعا کے لئے کہتے جو میں کر دیتا۔ کراچی سے چلتے ہوئے چونکہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' نے مجھے فرمایا تھا کہ میرے مکان پر چکر لگاتے رہنا اس لئے میں قلعہ گوجر سنگھ آپ کی رہائش گاہ پر دن میں ایک بار چکر ضرور لگاتا ایک دن میں وہاں پہنچا اور دیکھا کہ کچھ اور دوست بھی آئے ہوئے ہیں بعد از نماز عصر ہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ میرے ایک پیر بھائی اور دوست حکیم مودود نور اللہ مرقدہ میرے استاد محترم کو کہنے لگے کہ مرزا صاحب آج کل جڑی بوٹیاں نہیں ملتیں کیا کیا جائے انہوں نے دبے لفظوں میں کہا کہ نذیر کو کہو وہ لاہور کا انچارج ہے۔ یہ سن کر حکیم صاحب نے مجھے کہا مگر انہیں یہ اندازہ نہ ہوا کہ میں نے مرزا صاحب کی بات سن لی ہے میں نے انہیں تو باتوں باتوں میں ٹال دیا اور خود محتاط ہو گیا اب مجھے سمجھ آئی کہ

مرزا صاحب میرے ساتھ کراچی سے لاہور واپس کیوں چلے آئے ہیں۔

چند روز کے بعد میں کشمیری بازار سے اپنی دکان لوہاری دروازے کی طرف جا رہا تھا تو بار بار میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا رہا کہ اگر میں لاہور کا گورنر بن جاؤں تو کیسا رہے۔ اسی رات مجھے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' خواب میں ملے (جو ان دنوں ابھی کراچی میں ہی قیام پذیر تھے) اور فرمایا کہ تمہیں لاہور کا گورنر بنا دیا گیا ہے میں نے فوراً" آنکھ کھولی اور اسے اپنے خیال کی بندش قرار دے کر سو گیا دوبارہ تو آپ نے ذرا سختی سے کہا مگر میں نے اسے بھی اپنا خیال ہی سمجھا تیسری مرتبہ آپ بہت ناراض ہوئے اور فرمایا تم یقین کیوں نہیں کرتے میرا وقت ضائع کر رہے ہو۔ کچھ مدت بعد جب آپ لاہور تشریف لائے اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو بعد از دعا و سلام آپ نے پہلا فقرہ یہی فرمایا کہ "تم اس بات کا یقین کیوں نہیں کرتے تھے"۔ میں آپ کا ارشاد سن کر خاموش ہو رہا۔ قارئین! آپ کتنا عرصہ لاہور کے قطب رہے میرے علم میں یہ بات نہیں اور نہ ہی میں نے کبھی پوچھنے کی جرات کی۔

مقام فردانیت میں تقرر

مقام فردانیت کے احوال اور دائرہ عمل کے بارے میں بھی ہم انشاء اللہ کتاب کے اگلے ایڈیشن میں کچھ معلومات اکٹھی کریں گے یہاں صرف اتنا عرض کرنا کافی ہے کہ گروہ افراد ملائکہ کے ظل ہوتے ہیں اور دائرہ غوثیت کے تصرف سے باہر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے بے شمار احسانات آپ پر سایہ فگن رہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک انکشاف جب میں نے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں عرض کیا تو آپ نے علیحدہ لے جا کر ارشاد فرمایا کہ

"بیٹا! نذیر تمہارا اور میرا راستہ آج سے جدا ہو گیا ہے"

میں کچھ رنجیدہ خاطر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا!

"گھبراؤ نہیں' میرا اور تمہارا ساتھ تو حشر کے بعد تک بھی رہے گا۔ مگر یہاں تکوینی لحاظ سے تمہارا راستہ مجھ سے جدا ہو گیا ہے۔ تم آج سے صاحبان افراد کے گروہ میں شامل

ہو گئے ہو اور میرا تعلق صاحبان ارشاد کے گروہ سے ہے"۔

پھر اس کی تھوڑی سی تفصیل سمجھاتے ہوئے فرمایا "صاحبان ارشاد پر یہ ذمہ داری زیادہ ہوتی ہے کہ وہ مخلوق خدا کی بات سنیں اور ان کی خبر گیری رکھیں مگر گروہ افراد کے ذمہ دوسرے طرز کی ذمہ داریاں ہوتی ہیں۔ یوں سمجھ لو کہ ایک سول گورنمنٹ کی طرح ہیں اور ایک مارشل لا حکومت ہے ہم سول حکومت کی طرح ہیں اور تم مارشل لا حکومت کی طرح ہو یعنی ہنگامی اور انقلابی امور صاحبان افراد کے ذمہ ہوتے ہیں اور افراد کا تعلق سیدھا نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ہوتا ہے اور ان پر غوث وقت بھی تصرف نہیں کر سکتا۔

مقام فرد الافراد کے بارے میں لکھتے ہوئے میرے پاس دو وجوہ ہیں۔ اول حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کے وصال کے فوراً" بعد میں نے رب کریم کے فضل و عنایت سے ایک خواب دیکھا جس کے ایک حصہ میں مجھے ایک اسٹام پیپر دیا جاتا ہے جس پر ایک مہر لگی ہوتی ہے اور حضور قبلہ گاہی قدس سرہ کے اسم گرامی کے ساتھ جو القابات لکھے ہوتے ہیں اس کے آخر میں فرد الافراد کا لقب لکھا ہوتا ہے۔

دوسری بات آپ کی صحبت میں رہ کر میں نے محسوس کی ہے کہ آپ ترکی سے تھائی لینڈ تک کے حالات کے بارے میں اکثر استفسار فرماتے یعنی وہاں کے الیکشن' مادی ترقی کی خبریں وغیرہ کو پوچھتے رہتے جب روسی ریاستیں آزاد ہوئیں تو آپ نے فرمایا کہ تیں سال سے میں اس کے لئے دعا کر رہا ہوں اب یہ قبول ہوئی ہے۔ اسی طرح سکھوں کی آزادی کی تحریک شروع ہوئی تو آپ اکثر فرماتے کہ میں ان کے لئے دعائیں کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہمت دے۔

۱۹۹۵ء میں میرے ایک برادر روحانی چودھری امتیاز سہروردی سلمہ' تعالیٰ تھائی لینڈ اپنے کاروباری مقاصد کے لئے گئے وہ ہیوی مشینری وغیرہ کے پرزہ جات کا کام کرتے ہیں واپسی پر انہوں نے مجھے بتایا کہ جانے سے پہلے میں قبلہ حضرت صاحب کو ملنے گیا تو آپ نے فرمایا کہ تھائی لینڈ میں ایک صاحب آپ کو ملیں گے میری طرف سے ان کی خدمت میں کچھ پیسے ہدیہ کر دینا۔ میں نے پوچھا کہ سرکار میں انہیں کیسے پہچانوں گا تو

آپ نے فرمایا کہ وہ تمہیں مل جائیں گے۔ برادرم امتیاز سلمہ' تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ بنکاک آئے ہوئے مجھے کوئی چار پانچ روز ہوئے ہوں گے کہ ایک دن بس اسٹاپ پر جہاں کافی رش تھا اور میں بھی بس کے انتظار میں کھڑا تھا ایک ادھیڑ عمر تھائی بزرگ کو اپنی طرف بڑی محبت سے متوجہ پایا جونہی میں نے انہیں دیکھا میرے دل میں یکدم یہ خیال پیدا ہوا کہ کہیں یہ وہی شخص تو نہیں جس کے متعلق مجھے حضرت قبلہ گاہیؒ نے ارشاد فرمایا تھا۔ میں اسی تجسّس کے ساتھ آگے بڑھا اور انہیں سلام کیا جس کے جواب میں انہوں نے وعلیکم السلام کہا اس سے میرا حوصلہ بڑھا۔ میں نے عرض کی کہ میرے پیر صاحب نے آپ کو سلام کہا ہے۔ انہوں نے مسکراتے ہوئے (جیسا وہ جانتے ہوں مگر مجھ سے کہلوانا چاہتے ہوں) پنجابی زبان میں کہا۔ "کیہڑا تیرا پیر؟"

ان کا پنجابی میں جواب دینا میرے لئے بڑا حیران کن تھا۔ میں نے اسی حیرانی میں انہیں جواب دیا۔

"حضرت صوفی محمد نذیر غوری ہجویری سہروردی پاکستانی لاہوری"

یہ سن کر اور زیادہ مسکرائے اور دعائیں دینے لگے "اللہ اوہناں تے اپنیاں رحمتاں نازل کرے' اللہ اوہناں دے درجے اچے کرے۔" پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا "کتھوں آئے او؟" عرض کیا "پاکستان لاہور توں۔"

"ایتھے تہانوں کوئی تکلیف تے نہیں؟" عرض کیا "نہیں"

کچھ دیر بعد انہوں نے فرمایا کہ "اپنے پیرنوں میرا سلام آکھیں تے نال عرض کریں کہ تبلیغ لئی چھوٹیاں چھوٹیاں کتاباں مختصر تے آسان انگریزی زبان وچ چھپوا کے روانہ کرن۔" اس کے بعد انہوں نے فرمایا "اچھا اسیں چلنے آں" مجھے قبلہ گاہی کی ہدیہ والی بات یاد آگئی میں نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جتنے بھات (تھائی کرنسی) ہاتھ آئے ان کی نذر کر دیئے اس پر وہ فرمانے لگے "ایہ تیرے پیر ولوں نیں؟" میں نے عرض کیا جی حضور! اور وہ بڑی محبت سے پیار اور سلام دے کر رخصت ہو گئے۔

برادر روحانی چودھری امتیاز سلمہ' تعالیٰ واپس آئے تو کچھ روز بعد ماہانہ ختم تھا چنانچہ انہوں نے چند دوستوں کے سامنے قبلہ گاہی قدس سرہ کو تھائی بزرگ کا سلام اور کتابچوں

والا پیغام پہنچایا۔ آپ نے ہمیں خصوصاً" برادرم نعیم طاہر سہروردی سلمہ' تعالیٰ کو فرمایا کہ آسان انگریزی زبان میں تبلیغی لٹریچر تیار کروائیں تاکہ تھائی لینڈ روانہ کیا جائے۔

کوئی ایک ڈیڑھ مہینہ بعد ایک دن یہ سگ درگاہ برادر روحانی نعیم طاہر سہروردی کے ساتھ حاضر خدمت ہوا ان دنوں آپ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہ کی کتاب عوارف المعارف کا درس دے رہے تھے۔ یہ غلام کچھ عبارت پڑھتا اور آپ اس میں آنے والے اشارات کی تشریح فرماتے۔ چونکہ ابھی باقی دوست تشریف نہیں لائے تھے اور میں کتاب کے اس حصہ کو پڑھ رہا تھا جو اس دن پڑھنا تھا کہ برادرم نعیم طاہر سہروردی سلمہ' تعالیٰ اپنے سفری ٹیلیفون (موبائل) کو بند کر کے جیب میں ڈال رہے تھے کہ آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ برادرم نعیم طاہر نے عرض کیا حضور فون ہے' بند کرنا بھول گیا تھا' بند کر رہا ہوں تاکہ دوران گفتگو پریشانی کا باعث نہ ہو۔ آپ نے اسے ہاتھ میں پکڑتے ہوئے اس کے استعمال کا طریقہ دریافت کیا اور الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے واپس کر دیا اور ساتھ فرمایا کہ برخوردار ذرا سبحان صاحب کو تو ملاؤ یہ کیسے ملتا ہے؟ برادرم نعیم طاہر سہروردی سلمہ' تعالیٰ نے نمبر ملایا اور عرض کیا حضور فون کی گھنٹی بتا رہی ہے کہ ان کا فون مصروف ہے۔ آپ نے فرمایا اچھا جیب میں ڈال لو۔

یہ باتیں ختم ہوئیں اور اتنے میں میں نے کتاب سے اپنا چہرہ اٹھایا اور آپ کی طرف دیکھنے لگا کہ آپ کیا فرما رہے ہیں آپ کہہ رہے تھے نعیم میاں تمہیں یہ کتنی دیر لگی ہو گی سبحان صاحب کو فون ملاتے ہوئے' لو اتنی دیر میں ہم نے بنکاک والے بندے کو یہ پیغام دے دیا ہے کہ تمہاری کتابوں کا ہم بندوبست کر رہے ہیں' اور ساتھ ہی مجھے پڑھنے کا اشارہ فرمایا۔ یہ سب کچھ آپ نے اتنے معمولی اور عام انداز سے فرمایا کہ ہمیں اس کی اہمیت کا کچھ اندازہ نہ ہو سکا۔ آج جب بھی ہم دوست اکٹھے ہوتے ہیں اور اس طرح کی باتوں پر غور کرتے ہیں تو حسرت سے ہماری زبانوں پر یہی آتا ہے کہ کاش وقت وفا کرتا اور ہم آپ سے کچھ اور زیادہ فائدہ اٹھا لیتے۔ اس طرح کے بہت سارے واقعات میں سے چند ایک یہاں نقل کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ اگر آپ کے مقامات کے ضمن میں میں اپنے تئیں کچھ تشریح کر سکوں تو یہ امر میرے لئے باعث

اطمینان ہو گا۔

ایک موقع پر حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے مجھے فرمایا کہ تمہارا تعلق افراد سے ہو گیا ہے تو مجھے یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میرا انچارج کون ہے؟ اس سے ملاقات کرنا چاہی چنانچہ ۱۹۶۳ء میں مجھے حج کرنے کی سعادت حاصل ہوئی وہاں بھی میرے دل میں کبھی کبھار یہ آ جاتا کہ افراد کا انچارج مدینہ منورہ زاد اللہ شرفاہ' میں ہونا چاہیے کیونکہ یہ افراد کا مرکز ہے۔ ایک دن میں سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جالیوں کے قریب بیٹھ کر تلاوت کر رہا تھا مگر ہوتا یہ کہ کبھی میں تلاوت کرتا کبھی جالیوں کو بوسہ دیتا اور کبھی درود شریف پڑھنا شروع کر دیتا۔ ۱۹۶۳ء میں مسجد نبوی شریف پرانی حالت میں تھی ترکوں کی بنی عمارات اسی طرح موجود تھیں اور عربوں کی حالت بھی بڑی خستہ تھی۔ الموجہ اشرف کے قریب بیٹھنے پر وہ اتنی سختی نہیں کرتے تھے جتنی آج کل ہے۔ خیر میں تلاوت کر ہی رہا تھا کہ مجھے پھر بڑی شدت سے یہ خیال پیدا ہوا کہ افراد کے انچارج سے ملاقات ہو جائے تو کیا ہی اچھا ہو اتنے میں ایک صاحب جو بڑے صحت مند تھے' عمر کوئی پچاس ساٹھ سال ہو گی' شیروانی اور قراقلی ٹوپی پہنے ہوئے میرے قریب آ کر کھڑے ہو گئے اور بڑے رعب دار لہجے میں کہنے لگے تم یہ کیا کر رہے ہو؟ میں کچھ سہم سا گیا کہ شاید کوئی غلطی ہو گئی ہے اور اگر یہاں کوئی غلطی ہو گئی تو بہت برا ہو گا۔ وہ مجھے یہ کہہ کر قریب نفل پڑھنے لگ گئے ادھر میں خاموشی سے آبدیدہ' دم بخود اور حیران وہیں بیٹھا رہا اتنے میں انہوں نے سلام پھیرا اور میری کیفیت دیکھ کر بڑی نرمی اور محبت سے مجھے سمجھانے لگے بھئی ایک کام کرو یا درود شریف پڑھو یا قرآن۔ اور خود باہر کی جانب چل پڑے۔ جونہی وہ مجھ سے کوئی دس پندرہ قدم گئے ہوں گے کہ مجھے بتایا گیا کہ یہی افراد کے انچارج ہیں چونکہ مسجد نبوی شریف کے آداب کی وجہ سے میں انہیں آواز نہیں دے سکتا تھا اس لئے آہستہ سے اٹھا اور قرآن کریم بند کر کے بڑے ادب سے ان کے پیچھے لپکا میں انہیں دیکھتا رہا کہ وہ مسجد نبوی شریف سے باہر نکل رہے ہیں چند لمحوں بعد جب میں مسجد نبوی شریف کے بڑے دروازے سے باہر نکلا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔ سارا بازار

سونا پڑا تھا۔ اس دور میں مسجد کے باہر اتنا رش نہیں ہوتا تھا کوئی اکا دکا آدمی چل پھر رہا
ہوتا تھا۔ حج کے لئے کوئی تین مہینے لگ جاتے تھے بہرحال ان سے یہی مختصر ملاقات
ہوئی۔

خلافت و اجازت

ایک موقع پر حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' دھرم سالہ (بھارت) میں مقیم تھے اور
حضرت قبلہ گاہی" بھی آپ کے ساتھ تھے وہاں ایک انکشاف آپ نے دیکھا جو حضرت شیخ
الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں سنایا گیا آپ نے جوابا" فرمایا! تم اپنے خاندان کے سربراہ
بنو گے اور تمہیں اس سلسلہ میں اجازت کوئی اور شخص دے گا میں اس وقت موجود نہیں
ہوں گا۔ چنانچہ یہ بات حرف بحرف پوری ہوئی جس کا راقم السطور بھی گواہ ہے۔

مارچ ۱۹۵۰ء میں شیخ الاسلام حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی مجدد سلسلہ
سہروردیہ قدس سرہ' نے چند اصحاب کو خلافت و اجازت سے نوازا۔ خلافتیں دینے سے
بیشتر آپ تقریبا" ہر ہفتے حضرت مجدد الف ثانی سرہندی قدس سرہ' کے مزار سرہند
شریف چلے جاتے۔ قبلہ گاہی قدس سرہ' نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ ایک دن آپ
نے مجھے فرمایا! نذیر آٹھ پگڑیاں بنوا کر لاؤ اور ساتھ فرمایا کہ جن دوستوں کو میں خلافت
و اجازت دینا چاہتا ہوں ان میں ایک تم بھی ہو۔ میں نے عرض کی حضور میں اس دستار
خلافت سے زیادہ اس علم کا متمنی ہوں جو آپ کے سینے میں ہے آپ اس کی طرف
التفات فرمائیں اور جو علم آپ کے سینے میں ہے اگر وہ میرے سینے میں منتقل ہو جائے
تو پھر میں اپنے آپ کو اس کا اہل سمجھوں گا ورنہ نہیں۔ آپ کچھ دیر خاموش رہے اور
فرمایا اچھا تم پگڑیاں تو بنواؤ۔ چنانچہ میں نے بہترین پگڑیاں بنوائیں اور آپ کی خدمت
میں پیش کر دیں۔

چند دنوں بعد آپ نے اپنے مریدین کو میرے پیر بھائی چودھری محمد یوسف
سہروردی ؒ کے گھر دھرم پورہ جس کا موجودہ نام مصطفیٰ آباد ہے دعوت دی۔ اس
موقع پر آپ نے خلافت کی اہمیت اور غرض و غایت پر روشنی ڈالی اور پھر سات (۷)

دوستوں کو دستار خلافت سے نوازا آخر میں آپ نے ایک پگڑی ہاتھ میں پکڑ کر ارشاد
فرمایا! یہ پگڑی میرے جس مرید کے لئے ہے اس نے چند وجوہ کی وجہ سے ابھی اسے
لینے میں عمل برتا ہے مگر میں اس کے متعلق اتنا ضرور کہوں گا کہ میرے اس مرید کا
تعلق نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایسے ہو گا جیسے سیدنا اویس قرنی ؓ کا تھا۔

۶ دسمبر ۱۹۸۴ء بروز جمعرات بمطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۳ھ حضرت شیخ السلام
قدس سرہ کا سالانہ عرس تھا۔ اس عرس کی تیاری کے سلسلے میں قبلہ گاہی رحمتہ اللہ علیہ
سے صلاح و مشورہ کے لئے آپ کے کئی پیر بھائی تشریف لائے جن میں چودھری محمد
صادق سہروردی مرحوم و مغفور جو مرکزی مجلس سہروردیہ کے سیکرٹری بھی تھے۔ ایک دن
جبکہ راقم السطور بھی قبلہ گاہی ؒ کے قریب بیٹھا تھا چودھری صادق صاحب نور اللہ
مرقدہ' تشریف لائے اور کہا بھائی جی اس عرس کے موقع پر ہم پیر بھائیوں نے ایک
اعلان کرنا ہے برائے مہربانی آپ ہماری گذارشات کو غور سے سن کر منظور فرمالیجئے گا۔
حضرت قبلہ گاہی ؒ نے ہنستے ہوئے فرمایا! آپ کی گذارشات میں خیر کا پہلو ہے تو میں
بغیر سنے مان لیتا ہوں ورنہ سن کر بھی نہ مانوں گا۔ چودھری صاحب مرحوم و مغفور نے
بھی ہنستے ہوئے جواب دیا۔ بھائی جی اس میں سلسلے کا بہت فائدہ ہے۔

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کے عرس کی تقریبات دو حصوں میں ہوتی ہیں۔ ۱۱
ربیع الاول کی رات کو جلسہ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اگلے روز ۱۲ ربیع
الاول کو آپ کا اور آپ کے مرشد کریم قبلہ العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس
سرہ' کے عرس کے سلسلے میں جلسہ منعقد ہوتا ہے۔ راقم السطور اپنے پیر بھائیوں اور
حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ' کے ساتھ رات بھر وہیں قیام پذیر تھا صبح کی نشست میں
جب جلسہ شروع ہوا تو حضرت قبلہ گاہی کے پیر بھائی شیخ طریقت سہروردیہ حضرت صوفی
فضل الرحمٰن سہروردی دامت برکاتہ' نے اعلان فرمایا کہ ہم تمام مریدین نے متفقہ طور پر
چند فیصلے کئے ہیں جن کا اعلان ابھی ہمارے پیر بھائی اور خلیفہ مجاز حضرت میاں معراج
دین سہروردی ؒ (م۱۹۹۰ء) فرمائیں گے یہ فیصلے بڑی سوچ بچار کے بعد کئے گئے ہیں
انشاء اللہ تعالیٰ اس سے سلسلہ سہروردیہ کی ترویج و ترقی میں بڑی مدد ملے گی۔ خلیفہ

معراج دین صاحب ﷫ (م۱۹۹۰ء) جو بڑے ضعیف العمر ہو چکے تھے۔ انہوں نے جلسہ عام میں اعلان کیا کہ میں اپنے تین پیر بھائیوں کو جنہیں حضرت قبلہ و کعبہ امام السالکین قدس سرہ صوفی کے لقب سے مزین فرما چکے ہیں کو آپ ہی کی جانب سے دستار اجازت دینا چاہتا ہوں۔ گو کہ وہ پہلے ہی سلسلہ کی ترویج کے لئے کام کر رہے ہیں مگر یہ ایک رسم ہے جو میں نباہ رہا ہوں بعد ازاں یہ تقریب دعا پر ختم ہوتی اور پھر جلسہ کی بقیہ کاروائی جاری رہی۔

⭘ ⭘ ⭘

عکس خود نوشتہ تحریر شیخ طریقت سہروردیہ
حضرت صوفی فضل الرحمٰن خان سہروردی مدظلہ العالیہ
کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہوں

سہروردیہ حضرات کو حضرت صوفی صاحب میاں معراج دین سہروردی کی وساطت سے خرقہ خلافت عطا فرمایا وہ یہ ہیں۔

1۔ الحاج صوفی محمد نذیر احمدی سہروردی ۔ لاہور
2۔ حضرت صوفی عبدالکریم سہروردی ۔ لاہور ۔ گلبرگ [illegible]
3۔ الحاج صوفی فضل الرحمٰن سہروردی ۔ لاہور ۔ [illegible]
4۔ الحاج مولانا مولوی محمد یوسف " ۔ فیصل آباد
5۔ الحاج بشارت محمد " ۔ چیچن (ضلع خانیوال میاں چنوں)
6۔ " نظام دین " ۔ چک نمبر 325 ۔ [illegible]

ان تمام حضرات نے سہروردیہ سلسلے کی خدمت سے توفیق کرتے رہے اور کر رہے ہیں۔

سیرت طیبہ

حضرت خواجہ قبلہ گاہی قدس سرہ' سنت سنیہ کے بڑے عامل تھے۔ بڑی محبت اور شفقت سے پیش آنے کے باوجود دین کے معاملہ میں بڑے صاف گو اور سخت کوش تھے۔ مختصراً" اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ آپ سنت نبوی علیہ السلام کے حامی اور بدعت کا قلع و قمع کرنے والے تھے۔ آپ کا شمار ان شیوخ میں ہوتا ہے جو اکناف عالم میں حجت اللہ بن کر ابھرتے ہیں اور اپنے علم و عمل کے ساتھ عوام کے دلوں میں اپنے نور باطن سے دین اسلام کی ایسی عظمت جاگزیں کر دیتے ہیں کہ معاشرہ اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

آپ بڑے متواضع' رحمدل' حد درجہ شفیق اور مہمان نواز تھے۔ ہمیشہ مریدین کو اپنے برابر بٹھاتے اور دوست کہہ کر تعارف کرواتے۔ بڑے صابر' حلیم اور غصہ پر قابو پانے والے تھے۔ غرضیکہ آپ کی حیات طیبہ صلاح' نیک سیرت اور طہارت باطنہ کی ایسی تفسیر تھی کہ آپ کی مجلس میں داخل ہونے والا ہر شخص یہ محسوس کرتا تھا کہ وہ دور اول کے کسی بزرگ کی مجلس میں بیٹھا ہوا ہے۔

لباس

آپ سادہ لباس زیب تن فرماتے۔ میں نے ہمیشہ آپ کو سفید شلوار اور رنگ دار قمیض پہنے دیکھا۔ ایک موقع پر میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور آپ ہمیشہ سفید شلوار اور رنگدار قمیض ہی کیوں زیب تن فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا اسے سمجھیں۔ میں نے اس پر حتی المقدور سوچ بچار کی ہے مجھے اس کی وجہ صرف ایک پاکیزگی نفس ہی دکھائی دیتی ہے۔ عمر شریف کے آخری سالوں میں آپ ایک ہی رنگ کی شلوار قمیض بھی زیب تن فرماتے تھے۔ آپ اس دور میں اکثر گھر پر ہی رہتے اس لئے نیلے رنگ کا تہبند باندھ رکھتے تھے۔ اس کی وجہ آپ نے یہ بتائی کہ حضرت شیخ

الشیوخ قدس سرہ' نے عوارف المعارف میں ارشاد فرمایا ہے کہ خانقاہ میں رہنے والے درویش کو نیلے رنگ کا لباس زیب تن کرنا چاہیے کیونکہ یہ میل خورہ ہوتا ہے اس لئے بار بار دھونے میں وقت کے ضیاع سے درویش بچ جائے گا اور وہی وقت وہ عبادات میں گزارے گا۔ آج کل چونکہ میں زیادہ وقت گھر پر ہی ہوتا ہوں اس لئے نیلے رنگ کو پسند کیا ہے۔

سر پر آپ کپڑے کی سلی ٹوپی رکھتے رنگ کی کوئی قید نہیں ہوتی تھی۔ جوانی میں اور جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع ہوا تو کئی ایک بار آپ کو قراقلی ٹوپی پہنے بھی دیکھا۔ آپ کئی دفعہ اپنی استعمال شدہ ٹوپی اپنے دوستوں میں بھی تقسیم فرما دیتے۔ اس فقیر کو بھی یہ سعادت حاصل ہے کہ دو بار آپ نے اپنی استعمال شدہ ٹوپی عنایت فرمائی۔

۱۹۹۴ء میں میرے عزیز اور نادر الوجود دوست برادرم ڈاکٹر محی الدین قادری مدظلہ نے مجھے فرمایا کہ اپنے مرشد قبلہ باباجی غوری قدس سرہ کی خدمت میں مجھے لے چلو۔ چند روز بعد آپ کے گھر ماہانہ ختم شریف تھا چنانچہ میں نے حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ' کی خدمت میں عرض کیا کہ برادر ڈاکٹر نصیر محی الدین صاحب آپ سے ملنے کے خواہش مند ہیں اگر اجازت ہو تو انہیں ختم والے دن لے آؤں آپ نے بڑی گرمجوشی کا اظہار فرمایا اور کہا "چشم ما روشن دل ماشاد"۔

چنانچہ ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ان کے چھوٹے بھائی محمد باقر اور ایک دوست محمد عفیف زاد اللہ شرفاہ بھی ساتھ ہو لئے۔ آپ ان سب کو بڑے تپاک سے ملے برادر بزرگ ڈاکٹر نصیر محی الدین زاد اللہ شرفاہ نے ایک کپڑے کا ان سلا جوڑا آپ کی خدمت میں پیش کیا اور عرض کیا کہ یہ میرے شیخ محترم حضرت باباجی محمد گلزار طوری قدس سرہ کی طرف سے آپ کی خدمت میں تحفہ ہے قبول فرمایئے اور بتایا کہ یہ آپ کی حیات فانی میں مدینہ شریف زاد اللہ شرفاہ سے آپ کیلئے آیا تھا جو آپ نے میرے پاس رکھوا چھوڑا۔ چند ماہ بعد آپ وصال پا گئے جب کبھی آپ سے ملاقات ہوتی اور میں اس کے متعلق عرض کرتا کہ اس کا کیا کیا جائے تو آپ فرماتے اچھا بتاؤں گا۔

چند دن پیشتر مجھے پھر اس کے متعلق پوچھنے کا اتفاق ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا اپنے دوست (راقم السطور) کے مرشد کو میری طرف سے تحفہ دے آؤ۔ چنانچہ سرکار یہ آپ کی نظر ہے۔ حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ' یہ سن کر فرط جذبات سے آبدیدہ ہو گئے اور حضرت قبلہ باباجی گلزار صاحب قدس سرہ کے لئے دعاگو ہوئے اور فرمایا ڈاکٹر صاحب ان کا بھی اور آپ کا بھی نہایت درجہ شکریہ اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے منور فرمائے اور آپ کے درجات بلند فرمائے۔

آپ نے اس کپڑے سے صرف دو قمیضیں سلوائیں اور جو کپڑا بچا اس کی چھ ٹوپیاں بنوائیں' تین عدد برادر بزرگ ڈاکٹر صاحب کو بھجوا دیں ایک خود استعمال فرمائی ایک راقم السطور کو اور ایک برادرم حافظ ضمیر الحسن سہروردی سلمہ' تعالیٰ کو عطا فرمائی۔ غور طلب بات یہ ہے کس سلیقہ سے مدینہ شریف سے آنے والے کپڑے کا استعمال فرمایا کہ اس سے شلوار نہیں بنوائی۔

رہائش اور بود و باش

ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ۲۵ سال تک کشمیری بازار میں تیسری منزل کے ایک چھوٹے سے کمرے میں پانچ بچوں کے ساتھ رہا ہوں جہاں پانی نیچے سے بالٹیوں میں بھر کر اوپر لے جانا پڑتا تھا حالانکہ میرا اپنا آبائی گھر تھا جس کا میں حصہ دار بھی تھا مگر قبلہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کے ارشاد کی وجہ سے (اس کی تفصیل آگے ملفوظات میں آئے گی) میں نے نہ اس میں سے حصہ لیا بلکہ خود اسے اپنے ہاتھوں سے بہن بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیا۔ ان دنوں جبکہ بڑا ہونے کی حیثیت سے میں اس کی تقسیم کے لئے وہاں جاتا تو چاہے رات کے دو بج جائیں میں واپس اپنے گھر پر ہی آ کر سوتا تھا۔

آپ نے فرمایا موجودہ گھر (جس میں اب آپ کا مزار شریف ہے) جب میں نے خریدا تو مرمت وغیرہ کروا کر میں اس انتظار میں رہا کہ حضرت شیخ قدس سرہ اجازت دیں تو میں یہاں منتقل ہوں۔ سرکار قدس سرہ کا وصال ہو چکا تھا چنانچہ ایک دن آپ نے اجازت عطا فرمائی اور فرمایا کہ میں نے اس علاقہ کے صاحبان تکوین کو کہہ دیا ہے تم

اب بخوشی وہاں رہائش اختیار کرلو۔ جب میں یہاں منتقل ہوا تو تقریباً" تین ماہ آپ یہاں میرے ساتھ رہے۔ یہ گھر علاقہ نیو شادباغ یعنی شمالی لاہور کی آبادی شادباغ سے متصل ہے۔ گلی کا نام غوثیہ سٹریٹ ہے جو جہانگیر پارک میں واقع ہے۔ ۱۹۷۹ء میں جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونا شروع ہوا تو یہ گلی سے تقریباً" تین سیڑھی نیچے تھا اور جب کبھی بارش ہوتی گلی کا پانی اندر صحن میں آجاتا جسے پیرانہ سالی میں میں نے آپ کو اپنے ہاتھ سے نکالتے دیکھا ہے۔

اسی گھر کا وہ کمرہ جہاں اب آپ کا مزار شریف ہے وہاں آپ عبادات میں مشغول رہتے۔ ۱۹۸۵ء میں اسے آپ نے بھرتی ڈلوا کر گلی سے قریباً" دو فٹ اوپر کروایا میرے علاوہ اکثر ملاقاتی اسی کمرہ میں آپ سے شرف ملاقات حاصل کرتے۔ یہ کمرہ گرمیوں میں بڑا گرم جبکہ سردیوں میں سخت سرد ہوتا۔

آپ کی سخت کوشی عمر کے آخری دور تک قائم رہی گرمیوں میں جب میں آپ کی خدمت میں سہ پہر کو حاضر ہوتا تو آپ خالی فرش پر اکڑوں بیٹھے ہوتے اور چھت والا پنکھا نہایت سست روی سے چل رہا ہوتا۔ مجھے یا کسی ملاقاتی کو دیکھ کر آپ اٹھتے اور اس کی رفتار دو نمبر تیز کر دیتے پوری رفتار سے پھر بھی نہ چلاتے۔

۱۹۹۳ء میں لاہور میں بڑی سخت گرمی پڑی کوئی مہینہ بھر ٹمپریچر 47 ڈگری رہا۔ میں ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا آپ کا بدن گرمی دانوں کی وجہ سے سرخ ہو رہا ہے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور اگر اجازت ہو تو اس کمرہ میں بجلی کا کولر لگوا دیا جائے اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ آج ہی برخوردار محمد یٰسین (راقم کے برادر طریقت جو جوانی میں وصال پا گئے (م۱۹۹۹ء) بھی یہی کہہ رہا تھا اللہ تعالیٰ تم دونوں کو اجر عطا فرمائے' دراصل میں نے اسے بھی منع کر دیا تھا اور آپ کو بھی منع کرتا ہوں' یاد رکھیں درویش کو آسانیاں برباد کر دیتی ہیں۔

آپ کی بود و باش نہایت سادہ تھی۔ سردیوں گرمیوں میں آپ زمین پر تشریف فرما ہوتے آپ کے آگے نیلے رنگ کی دری درمیان میں سے تہہ کر کے بچھی رہتی جس پر آپ نماز یا نوافل ادا فرماتے۔ کثرت استعمال سے اس کا رنگ آسمانی ہو چکا تھا۔ ۱۹۷۹ء

سے آپ کے وصال ۱۹۹۵ء تک میں اسے دیکھتا رہا نہ جانے کب سے آپ اس پر عبادت کر رہے تھے۔ ۱۹۹۵ء میں بعد از وصال آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی قبر شریف میں اسے بچھا دیا گیا۔ اسی دری کے دائیں طرف لکڑی کی ایک چھوٹی سے تپائی پڑی ہوئی تھی جس پر ایک رومال چار تہوں میں پڑا ہوتا اخیر عمر میں جب آپ بیٹھ کر نوافل ادا فرماتے تو اسے اپنے سامنے رکھ لیتے۔ اس کے ساتھ ایک ٹائم پیس' کنگھی' چین اور کچھ دوسری اشیاء قلم کاغذ وغیرہ بڑے سلیقہ سے پڑے رہتے۔

خوراک

آپ کی خوراک نہایت سادہ ہوتی۔ عمر کے آخری حصہ میں آپ بہت کم غذا استعمال فرماتے کبھی باتوں باتوں میں یہ مترشح ہوتا کہ آپ نے تین چار اور کبھی پانچ دن سے روٹی استعمال نہیں کی بلکہ سارے دن میں دو یا ایک رس اور پیالی چائے استعمال کی ہے۔ بعض اوقات آپ سارا مہینہ چائے استعمال نہ کرتے بلکہ دن گن کر بتاتے کہ چند دن بعد ماہانہ ختم ہے اسی روز ہی چائے پئیں گے۔

ریڈیو' ٹی وی

یہ بات خاص طور پر بیان کرنے والی ہے کہ آپ نے تمام عمر اپنے گھر میں ریڈیو' ٹی وی اور ٹیپ ریکارڈر وغیرہ نہیں بجنے دیا۔ قرآن کریم کی ریکارڈنگ ٹیپ ریکارڈر' ریڈیو یا ٹی وی پر سننے کے آپ سخت خلاف تھے۔ آپ کا بیٹا جب پہلی بار بیرون ملک گیا تو واپسی پر ایک ٹیپ ریکارڈر جس میں ریڈیو بھی تھا گھر کیلئے لے آیا۔ رات دو بجے جب وہ گھر پہنچا اور سامان وغیرہ دکھانے لگا تو ٹیپ بھی سامنے آ گئی۔ آپ کے استفسار پر اس نے بتایا کہ ابا حضور یہ گھر کے لئے لایا ہوں اس پر آپ سخت ناراض ہوئے اور بیٹے کو فرمایا کہ فوراً" اسے میرے گھر سے نکالو۔ اس نے کہا کہ صبح کسی کو دے آؤں گا مگر آپ نے رات کو ہی اسے گھر سے نکال دینے کا حکم دیا چنانچہ وہ اسی وقت کسی دوست کے گھر رکھ کر آیا۔

عبادات

آپ نے اپنے اوقات کار کچھ اس طرح تقسیم کئے ہوئے تھے کہ معاشی سرگرمیوں کے ساتھ ساتھ آپ کا کوئی وقت ضائع نہیں ہوتا تھا۔

دن کو کوئی دس ساڑھے دس آپ دوکان کھولتے۔ جب مجھے آپ سے شرف ملاقات حاصل ہوا تو اس وقت آپ جائے نماز تھوک میں اعظم کلاتھ مارکیٹ کی ایک چھوٹی سی دوکان میں فروخت کرتے تھے۔ کراچی بلاک میں لکڑی کی بنی ہوئی آپ کی دوکان ہوتی تھی وہاں جا کر بھی اگر آپ کو فراغت ہوتی تو تلاوت کلام پاک کرتے مگر بیٹھتے اس طرح کہ اس وقت بازار آپ کی پشت کی طرف ہوتا تاکہ گزرنے والے کی پشت قرآن مجید کی طرف نہ ہو۔ کبھی فراغت میں آپ دینی کتب یا تفاسیر کا مطالعہ بھی فرماتے۔ نماز مغرب کے بعد آپ جب گھر لوٹتے تو تمام کاموں سے فارغ ہو کر آپ نماز عشاء ادا فرماتے اس کے بعد آپ تہجد کے لئے اٹھتے اور نماز تہجد ادا فرما کر دوبارہ سو جاتے پھر نماز فجر کے لئے اٹھتے اور نماز فجر ادا کر کے اپنے اوراد و وظائف سے فارغ ہو کر کچھ دیر استراحت فرماتے۔ نماز اشراق کے وقت آپ دوبارہ اٹھتے اور نماز اشراق پڑھنے کے بعد تلاوت قرآن پاک میں مشغول ہو جاتے اس کے بعد آپ کا معمول تھا کہ علاوہ رمضان المبارک کے آپ روزانہ ترجمہ قرآن کریم اور کوئی تفسیر یا کوئی تصوف کی کتاب جیسے عوارف المعارف، الفقر فخری وغیرہ آپ "سبقاً" پڑھتے یعنی اس کا کچھ حصہ روزانہ تھوڑا تھوڑا جسے کوئی طالب علم مدرسہ میں "سبقاً" پڑھتا ہو مطالعہ فرماتے اور اس میں جو کوئی نقطہ نیا سمجھ میں آتا تو اس پر گول یا چکور نشان ڈال دیتے۔ بعض اوقات کسی عبارت کے نیچے لائن بھی کھینچ دیتے اور کوئی دوست اگر اس دن دوکان پر ملتا تو اسے وہ معارف سمجھاتے کہ بھئی آج فلاں چیز کی سمجھ آئی ہے آج فلاں کسی نئی بات کا پتہ چلا ہے۔ آخر میں آپ شجرہ شریف سلسلہ عالیہ سہروردیہ مکمل (تینوں حصے) پڑھتے اور پھر دعا مانگ کر ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر اپنے کام پر چلے جاتے۔

رمضان المبارک میں آپ کے معمولات کچھ اس طرح ہوتے کہ رات آپ بہت کم سوتے کیونکہ نماز تراویح آپ مسجد داتا گنج بخش قدس سرہ ادا فرماتے بعد ازاں آپ مراقبہ و دعا سے فارغ ہو کر کچھ دیر وہاں رکھتے۔ گھر پہنچتے ہوئے لازماً کافی دیر ہو چکی

ہوتی اس طرح کچھ دیر آرام کرنے کے بعد آپ تہجد کے لئے اٹھ جاتے اور پھر سحری اور نماز فجر کے بعد کچھ دیر آرام کرتے اور نماز اشراق پڑھ کر آپ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے۔ رمضان شریف میں آپ ترجمہ اور تفسیر کا مطالعہ نہیں فرماتے تھے بلکہ معریٰ قرآن کریم پڑھتے۔ ایک موقع پر میرے استفسار پر آپ نے بڑے ہلکے اور مختصر انداز میں بتایا کہ رمضان میں تین چار دن میں قرآن کریم ختم کر لیتا ہوں بعض اوقات اس سے بھی کم اور بعض اوقات ایک آدھ دن زیادہ بھی لگ جاتا ہے۔ بہرحال اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تلاوت کلام مجید آپ کو کس قدر مرغوب تھی۔ دوکان کھول کر بھی آپ رمضان میں کثرت سے تلاوت فرماتے۔ اسی طرح عمر کے آخری حصہ میں جب آپ اکثر وقت گھر پر گزارتے تو سارا دن علاوہ تلاوت کے دو تین سو نوافل بھی ادا کر لیتے تھے۔ مجھے اس کا اندازہ ایک بار ایسے ہوا کہ میں بلتستان سے آئے ہوئے اپنے ایک شفیق اور محب دوست غلام حسن حسنو کے ساتھ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا میرا دوست بیماری کی وجہ سے سننے کی صلاحیت سے محروم ہو چکا تھا۔ عربی فارسی کا عالم ہونے اور کثیر تعداد کتب تصوف و تاریخ کا مصنف ہونے کے لئے علاوہ نور بخشی کبروی سلسلہ میں نسبت بھی رکھتا تھا وہ قبلہ گاہی قدس سرہ سے نہایت درجہ محبت و انسیت رکھنے کی وجہ سے جب بھی لاہور آتا تو میرے ساتھ اکثر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ اس نے ایک ملاقات میں آپ سے سوال کیا کہ شیخ صاحب مجھے نماز پڑھتے ہوئے خیالات بہت آتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کی قبر شریف نور سے منور فرمائے آپ نے اس کا سوال سن کر کچھ توقف فرمایا اور اپنے دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو دیکھتے ہوئے نیچی نظروں سے مجھے فرمایا کہ آج ایک بات کا انکشاف ہو جائے گا بہرحال اسے لکھ کر بتاؤ کہ دن میں دو تین سو نوافل میں پڑھ لیتا ہوں خیالات مجھے نہیں چھوڑتے بہتر ہے انہیں اپنا کام کرنے دو تم اپنا کام کرتے جاؤ۔ یہ سن کر وہ بھی حیران ہوا اور میں بھی، میں اس لئے کہ مجھے آپ کی خدمت میں آتے ہوئے کوئی پندرہ سال سے زیادہ ہو گئے تھے اور مجھے آپ کے اس پہلو کا آج پتا چلا ہے۔

فرائض کی ادائیگی کیلئے تاکید

حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے محاسن میں یہ بات بڑی تعریف طلب ہے کہ آپ نے اپنے ملنے والوں کے دلوں میں فرائض کی ادائیگی کا خیال اس قدر پختہ فرما دیا کہ جو زکوٰۃ اور قربانی کا مطلب بھی نہیں سمجھتے تھے آپ نے باتوں باتوں میں انہیں دین کے بنیادی ارکان کی ادائیگی کرنے والا بنا دیا۔

آپ ادائیگی نماز کے بعد سب سے زیادہ زور زکوٰۃ دینے پر دیتے۔ آپ زکوٰۃ کے مسائل فردا" فردا" یا اجتماعی طور پر اکثر سمجھاتے کہ زکوٰۃ کا نصاب کیا ہے' کن افراد کو کیسے زکوٰۃ دینی چاہیے؟ ملفوظات میں آپ اس کی جزوی تفصیل پڑھ لیں گے۔

اسی طرح جو قربانی نہیں کرتا تھا آپ اسے سمجھاتے کہ صاحب نصاب پر قربانی فرض ہے اور اس کے لئے بندوبست فرماتے کہ اگر اس کے پاس پیسے کم ہیں تو وہ گائے میں حصہ ڈال دے اور ترغیب کے لئے خود بھی گائے میں حصہ ڈال کر چند دوستوں کے ساتھ گائے کی قربانی کرتے۔ فطرانہ وغیرہ کے متعلق بھی پوچھتے کہ ادا کر دیا ہے یا نہیں؟ اگر نہ دیا ہوتا تو بار بار یاد کرواتے۔

غرضیکہ آپ بار بار یاد دھانی کروا کر بندے کو فرائض اور نوافل کی ادائیگی میں پختہ کار کر دیتے۔

حج و عمرہ

آپ نے ۱۹۶۳ء میں حج اور ۱۹۸۹ء میں عمرہ کی سعادت حاصل کی۔ حج کی تفصیل آگے ملفوظات میں آئے گی۔ عمرہ کرتے وقت آپ کے ساتھ آپ کی اہلیہ اور ایک صاحبزادی کے علاوہ برادر بزرگ محمد سبحان سہروردی ان کی اہلیہ اور محمد لیٰسین سہروردی (مرحوم) بھی آپ کے ساتھ تھے۔

دست بوسی

جب کچھ مریدین آپ کی دست بوسی کرنے لگے تو آپ نے انہیں منع فرمایا کہ

اس سے درویش میں غلو پیدا ہوتا ہے مگر وہ پھر بھی ہاتھ ملانے کے ساتھ ہی دست بوسی کر لیتے۔ ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہاتھ ملاتے ہوئے بوسہ کے لئے جھکا تو آپ نے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور سختی سے منع فرمایا۔ میں نے اس کی دلیل میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی کتاب "موعظة اللمتقین" کا حوالہ دیا تو آپ نے کمال شفقت سے فرمایا کہ حضرت شیخ نے منع فرمایا ہے۔ میرے استفسار پر آپ نے حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی رضی اللہ عنہ کا حوالہ "عوارف المعارف" سے دیا۔ اس دن کے بعد سے تمام مریدین نے دست بوسی کرنا چھوڑ دیا مگر اس سگ درگاہ نے طریقہ یہ اختیار کیا کہ آپ سے ہاتھ ملا کر اپنے ہاتھ کو چوم کر آنکھوں سے لگا لیتا۔

عورتوں سے میل ملاپ

آپ درویش کا عورتوں سے میل ملاپ سخت ناپسند فرماتے مگر ان کی تعلیم اور تربیت پر بہت زور دیتے۔ آپ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ میرے تمام مریدین کی بیویاں اور بچے میری بیعت ہیں۔ ایک دفعہ آپ مریدین کو مع ان کی بیویوں کے حضرت قطب العالم میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ کے روضہ اقدس حیات گڑھ گجرات بھی لے کر گئے اور ان کو پردہ اور نماز کا سختی سے حکم دیا۔

اگر کسی مرید کے گھر جاتے اور وہ گھر نہ ہوتا تو اس کی بیوی بچوں کے بے حد اصرار کے باوجود آپ گھر میں داخل نہ ہوتے۔ جب کبھی سگ درگاہ اپنی اہلیہ کے ساتھ حاضر خدمت ہوتا تو آپ مجھے اپنے سامنے اور میری اہلیہ کو اپنے دائیں جانب بیٹھنے کا حکم دیتے اور اگر کوئی بات میری اہلیہ سے کرنا مقصود ہوتی تو اچٹتی نظروں سے اس کی جانب دیکھ کر میری جانب چہرہ کر کے بات سمجھاتے۔ آپ فرماتے کہ عورت کے لئے اس کا پیر بھی نامحرم ہے۔ اپنی اور دوسروں کی بیٹیوں پر بہت شفیق تھے ان کی شادی بیاہ کے معاملات پر پوری نظر رکھتے۔ آپ بعد از وصال بھی میری اور دوسرے مریدین کی اکثر بچیوں کو حسب حال رہنمائی سے نوازتے ہیں۔

مزارات پر حاضری کا طریقہ کار

عورتوں کا مزارات پر بغیر محرم کے جانا آپ کو سخت ناپسند تھا۔ آپ نے اپنی اہلیہ اور صاحبزادیوں کو ساری عمر کبھی بھی اپنے شیوخ طریقت کے مزارات پر اکیلے نہیں جانے دیا۔ آپ نے عام طور پر بھی کبھی کسی اشد اور شرعی ضرورت کے بغیر اپنی اور اپنے مریدین کی بیویوں یا بیٹیوں کو اپنے شیوخ کے مزارات پر لانے کی اجازت نہیں دی۔ تقریباً" سولہ سال راقم السطور کا عرصہ غلامی جو آپ کی حیات طیبہ میں گزرا ہے اس سارے عرصہ میں آپ نے صرف ایک دفعہ میری اہلیہ کو اور ایک بار میری سب سے بڑی بیٹی کو جو کئی ماہ سے بیمار چلی آ رہی تھی' مزارات شیخ الاسلام اور قطب العالم قدس سرہ اسراھم پر لانے کی اجازت دی۔ آپ کو میں نے کبھی اپنے اہل خانہ کو اعراس شیوخ پر لاتے نہیں دیکھا اور نہ ہی کبھی تبرک کے طور پر وہاں سے کھانا وغیرہ گھر لاتے دیکھا ہے۔ تھوڑا بہت جتنا کھا لیا وہیں کھا لیا بلکہ آپ تو داتا صاحب یا دوسرے مزارات پر تقسیم ہونے والے لنگر یا تبرک کھانے سے بھی اعراض برتتے اور فرماتے کہ پتہ نہیں کس کی کمائی کیسی ہے۔

مزارات پر آپ کو وضو اور بغیر وضو دونوں حالتوں میں فاتحہ پڑھتے دیکھا ہے۔ استفسار پر آپ نے فرمایا کہ قرآن پاکیزہ حالت میں آپ پڑھ سکتے ہیں مگر اسے ہاتھ بغیر وضو کے نہیں لگا سکتے۔ کسی بھی مزار کے قبلہ رخ ہلکا سا ٹیڑھا ہو کر بیٹھتے تاکہ قبلہ کی طرف پشت نہ ہو بعد ازاں قرآن کریم کی کچھ سورتوں کی تلاوت فرماتے۔ اکثر سورہ یٰسین کی تلاوت بھی فرماتے۔ پھر آپ مراقبہ کرتے۔ مراقبہ چند منٹ کا ہوتا کبھی کبھار بیس پچیس منٹ تک بھی آپ مراقب رہتے۔ مراقبہ کے بعد آپ دعا فرماتے اور وہاں سے چلے آتے۔ حضرت داتا صاحب قدس سرہ' اور حضرت میاں میر قدس سرہ' کے مزارات پر آپ اکثر جاتے۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' نے مجھے فرمایا تھا کہ علاوہ جمعہ کو مزار حضرت داتا صاحب قدس سرہ جایا کرو آپ کے ایک پیر بھائی محمد اسماعیل سہروردی مدظلہ نے مجھے ایک موقع پر فرمایا کہ ایک دفعہ مزار حضرت

داتا صاحب میری آپ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا کیوں بھائی صاحب حضرت داتا صاحب سے ملاقات بھی ہوئی ہے کہ نہیں؟ میں نے عرض کیا کہ کبھی ملاقات تو نہیں ہوئی۔ آپ نے مجھے اپنے دائیں ہاتھ بیٹھنے کا کہا اور ہم دونوں نے مراقبہ کیا تھوڑی دیر بعد میری حضرت داتا صاحب قدس سرہ سے ملاقات ہو گئی آپ نے صوفی نذیر صاحب ﷫ کی وجہ سے بڑی شفقت فرمائی۔

مزارات کے غسل وغیرہ کو آپ ناپسند فرماتے۔ ۱۹۵۹ء میں آپ کے شیخ محترم قدس سرہ کا پہلا عرس تھا اس موقع پر آپ کے برادران طریقت نے آپ کو کہا کہ آیئے قبر کو غسل دیا جائے اور پھر رسم چادر پوشی ہو گی۔ آپ نے ان کو سمجھایا کہ ایسا کرنا درست نہیں اس پر انہوں نے باقی مزارات پر ایسا ہونے کی نشاندہی کرتے ہوئے بحث میں الجھنا چاہا آپ نے انہیں سختی سے روکا اور فرمایا میرے پاس بیٹھ جاؤ اور بیٹھ کر بات کرو۔ تم یہ بتاؤ کہ تمہارا پیر اور ان کے پیر عالم تھے؟ سب نے کہا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے پیر صاحب جو شیخ الاسلام نے اپنے پیر کے عرس کیے۔ جب سب کا جواب ہاں میں آیا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے تم یہ بتاؤ کہ انہوں نے کبھی غسل دیا یا دینے کا حکم دیا۔ اگر انہوں نے ایسا نہیں کیا جو عالم بھی تھے اور ولی کامل بھی تو ہم کیونکر یہ بدعت شروع کریں۔ سب آپ کی دلیل سن کر چپ ہو گئے۔ اس طرح آپ نے اپنے تئیں اس رسم قبیح کو ختم کرنے کی پوری کوشش کی۔

مزارات پر رسم چادر پوشی کے لئے آپ کے ارشادات اس طرح ہیں۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ ڈھول اور قوالی کرکے مزارات پر چادر چڑھانے کا کوئی جواز نہیں' یہ سب غلط ہے۔ اگر کسی نے ایسا کرنا ہے تو اسے چاہیے کہ نیت یہ کرے کہ اس کپڑے کا ثواب جو میں ہدیہ یا خیرات کر رہا ہوں میرے شیخ یا صاحب مزار کو پہنچے اس کپڑے پر کچھ نہ لکھا ہو اور یہ کپڑا ایسا ہو جو بعد میں کسی کے لباس کے لئے استعمال ہو جائے۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ یہ سب رسوم ہیں ان کا تعلق کسی طرح بھی تصوف و روحانیت سے نہیں اور نہ ہی یہ دین کا حصہ ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو داتا صاحب قدس سرہ یا دوسرے شیوخ اپنی کتب میں ان کا ذکر کرتے۔

وصال سے چند ماہ پہلے آخری بار عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر آپ حضرت قطب العالم قدس سرہ کے عرس کے سلسلہ میں گجرات گئے۔ آپ کا یہ معمول اپنے شیخ طریقت حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے تتبع میں ہوتا تھا۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کا معمول یہ تھا کہ آپ ۱۱ ربیع الاول کی شب جلسہ بسلسلہ عید میلاد النبی منعقد کرتے جس میں ملک کے جید علماء کرام کے علاوہ آپ کے مرشد کریم سند الواصلین حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ گجرات سے خصوصی طور پر شریک ہوتے۔ جب ۱۹۵۱ء میں ۱۲ ربیع الاول کے دن حضرت قطب العالم قدس سرہ کا وصال ہوا تو آپ کا معمول یہ بن گیا کہ ۱۱ ربیع الاول کی شب آپ لاہور میں جلسہ عید میلاد النبی ﷺ کرتے اور ۱۲ ربیع الاول کی صبح حیات گڑھ گجرات چلے جاتے اور اپنے شیخ قبلہ کے عرس کی تقریبات منعقد کرواتے۔

جب حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ بھی ۱۹۵۸ء میں وصال پا گئے تو مریدین نے آپ کے عرس کی تقریب آپ کے یوم وصال یعنی آخری چہار شنبہ والے دن کو مقرر کرنا چاہا۔ اس سلسلہ میں مریدین کا اکٹھ ہوا اور حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کی اس تجویز کو قبولیت حاصل ہوئی کہ جو کام مرشد کریم نے شروع کیا تھا اسے بند نہ کیا جائے یعنی ۱۱ ربیع الاول کو جلسہ عید میلاد النبی ﷺ اسی طرح جاری رہے اور اگلے دن ۱۲ ربیع الاول حضرت شیخ الاسلام اور آپ کے شیخ حضرت قطب العالم میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ کے عرس کے سلسلہ میں تقریب اکٹھی منعقد کر لی جائے کیونکہ آخری چہار شنبہ اور ۱۱ ربیع الاول میں چند روز کا وقفہ ہے اس لئے مریدین و متوسلین کو جو دور دراز سے آنا ہوتے ہیں ایک ہی موقع پر دونوں تقریبات کے فیوض سے بہرہ مند ہو جائیں گے اور تینوں تقریبات کے انتظامی اخراجات اور وقت کی بھی بچت ہو گی۔ چنانچہ ۱۹۵۹ء سے آج تک حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے مزار اقدس بمقام ہنجروال لاہور پر ہر سال ۱۱ اور ۱۲ ربیع الاول کو جلسہ عید میلاد النبی ﷺ اور اعراس حضرت قطب العالم و حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ اسراہم منعقد ہوتے ہیں۔

میرے قبلہ گاہی قدس سرہ کا معمول یہ تھا کہ آپ ۱۱ ربیع الاول کی رات مزار

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ بمقام ہنجروال گزارتے اور اگلے دن ۱۲ ربیع الاول کو اپنے پیر کی طرح حیات گڑھ گجرات چلے جاتے تا کہ عرس حضرت قطب العالم قدس سرہ منعقد کیا جا سکے۔ یہ معمول آپ کے وصال تک جاری رہا۔ آخری سفر گجرات سے واپسی پر رات ۸ بجے جب واپس آپ کی رہائش گاہ پر پہنچے تو آپ نے سب کو کچھ دیر رکنے کیلئے فرمایا کہ چائے پی کر واپس جانا۔ اسی دوران جب آپ ہمارے ساتھ محو گفتگو تھے تو آپ نے برملا یہ فرمایا کہ مزارات پر جانا دین نہیں بلکہ باعث برکت ہے۔ ہمارے پاس وقت ہے اور وسائل ہیں اس لئے ہم یہاں نہیں بلکہ اپنے مشائخ کے مزارات سے ہو آتے ہیں۔ دین یہ ہے کہ آپ مجھ میں اگر کوئی خرابی یا غلطی دیکھیں تو اس کی نشاندہی کریں تا کہ میں اپنی اصلاح کروں۔

ہم سب مریدین دم بخود آپ کے اشارات سن رہے تھے اور سوچ رہے تھے کہ آج کے دور میں اگر اکثر مرشدین راہ حق کے خیالات ایسے ہو جائیں تو ہمارے لئے موجودہ دینی اور دنیوی پستی سے نکلنا کوئی زیادہ دشوار کام نہیں۔

سخت کوشی

جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا گیا ہے کہ آپ بڑے سخت کوشش واقع ہوئے تھے آپ ہمیشہ زمین پر قبلہ رخ تشریف فرما ہوتے' اکڑوں ایک مخصوص انداز سے یعنی ایک ٹانگ کا پاؤں دوسری ٹانگ کی ران پر رکھتے اور اسے وقفہ وقفہ سے بدلتے رہتے۔ میں ابھی آپ کی خدمت میں نووارد تھا کہ آپ نے حضرت قبلہ شیخ السلام قدس سرہ کی نشست کے متعلق ارشاد فرمایا کہ آپ تخت پوش پر قبلہ رخ بیٹھتے تھے اور ساتھ ہی اپنے انداز نشست کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ چوٹی کے درویش اس طرح بیٹھتے ہیں۔ میں نے اس طرح بیٹھنے کے طریقے سے اندازہ لگایا ہے کہ یہ بھی ایک طرح کا مجاہدہ ہے کیونکہ اس سے تقریباً" کمر سیدھی رکھ کر بیٹھنا پڑھتا ہے۔ دوسری بات جو میں نے آپ کی نشست کے متعلق دیکھی وہ یہ تھی کہ آپ کی نشست پچھلی دیوار سے تقریباً" ڈیڑھ دو فٹ کے فاصلے پر ہوتی تھی میں آپ کی خدمت میں چار چار پانچ گھنٹے

بیٹھا ہوں مگر آپ کو میں نے کبھی دیوار سے ٹیک لگاتے نہیں دیکھا اور نہ ہی کبھی آپ نے بڑا تکیہ جسے عرف عام میں گاؤ تکیہ کہتے ہیں استعمال کرتے دیکھا ہے اگر کسی تقریب یا کسی ایسی محفل میں آپ تشریف لے جاتے جہاں آپ کے لئے کسی خاص نشست کا اہتمام کیا گیا ہوتا تو آپ اس نشست پر کسی دوسرے کو بٹھا دیتے اور اس کے ساتھ اس انداز سے تشریف فرما ہوتے کہ پتا نہیں چلتا تھا کہ "میر محفل" کون ہے۔ عام یا خاص مجالس میں آپ اس طرح تشریف فرما ہوتے کہ باہر سے آنے والے کو یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ شرکاء مجلس میں شیخ کون ہے اور مرید کون۔ پھر بھی آپ کی شان ایسی تھی کہ اگر مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تو محفل بے رونق اور سونی ہو جاتی اور جونہی مجلس میں واپس تشریف لاتے تو محفل میں رونق اور برکت لوٹ آتی۔

آپ کی سخت کوشی کے ضمن میں یہ بات بھی عرض کرنے والی ہے کہ آپ اخیر عمر تک سرد پانی سے نہاتے۔ آپ نے تمام عمر کبھی سردیوں میں آگ نہیں تاپی۔ آپ آگ تاپنے کے بھی سخت مخالف تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعدار امت پر آگ حرام ہے اس لئے آگ نہیں تاپنی چاہیے۔ آپ اس ضمن میں اتنے محتاط تھے کہ رات کو ہر طرح کی بتیاں گل کر کے سوتے تھے اور دوسروں کو بھی ایسا کرنے کا حکم دیتے تھے۔ اس ضمن میں ایک قابل غور واقعہ آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے۔ وصال سے کوئی ایک ڈیڑھ ماہ پہلے آپ کی اہلیہ محترمہ قبلہ اماں جی کا گردہ کا آپریشن ہوا۔ چنانچہ جب آپ گھر تشریف لائیں تو ڈاکٹروں نے ہدایت کی کہ سردی سے بچا جائے۔ میرے ایک برادر روحانی جاوید سلمہٗ تعالیٰ جو آپ کے گھر کے قریب ہی رہتا تھا چونکہ اس کی عمر چھوٹی تھی اس لئے وہ اندرون خانہ کچھ گھریلو کام بھی کر دیا کرتا تھا سخت سردیوں کے دن تھے اس نے اماں جی کو سردی سے بچانے کے لئے سوئی گیس کا ایک چھوٹا سا ہیٹر قبلہ اماں جی کے کمرہ میں لگا دیا۔ اگلے روز قبلہ گاہی اپنے کمرے کی سیڑھیوں پر بیٹھے اور دائیں طرف صحن سے ملحق اماں جی کے کمرہ کی طرف دیکھ رہے تھے کہ اماں جی آہستہ آہستہ چلتے ہوئے رفع حاجات کے لئے کمرہ سے نکلیں آپ کو

دیکھ کر سلام کیا تو آپ نے پوچھا کہ ہیٹر کیسے یہاں آیا ہے؟ قبلہ اماں جی نے ڈاکٹروں کی ہدایت اور برخوردار جاوید کا خلوص عرض کیا کہ رات وہ میرے منع کرنے کے باوجود لگا گیا ہے۔ آپ خاموش ہو گئے اور پیچھے اپنے کمرہ میں واپس چلے گئے۔ اماں جی نے مجھے فرمایا کہ آپ اس دن کے بعد اس کمرہ میں کبھی تشریف نہیں لے گئے۔ باہر سے ہی میرا حال احوال پوچھ لیتے تھے چند دنوں بعد میری طبیعت میں کچھ بہتری آئی تو میں نے بھی اسے اتار دیا مگر آپ اس دنیا سے رخصت ہونے تک پھر اس کمرہ میں کبھی دوبارہ نہیں گئے۔

طریقہ بیعت

آپ کا طریقہ بیعت کوئی مخصوص انداز کا نہیں تھا۔ ابتدائی دوستوں کو تو کسی رسم بیعت سے آپ نے بیعت نہیں فرمایا خود میری مثال لیں میں نے ایک آدھ بار آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور مشائخ ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت کرتے ہیں مگر میں اس سے محروم ہوں۔ آپ مسکرائے اور بڑے پیارے انداز سے فرمایا! "شاہ جی آپ کا رجوع میری طرف ہے یا نہیں؟" میں نے عرض کیا حضور غلام کا رجوع تو پوری طرح آپ کی ہی طرف ہے۔ آپ نے فرمایا میرا رجوع بھی آپ کی ہی طرف ہے یہی بیعت ہوتی ہے۔ باقی رہا ہاتھ میں ہاتھ لے کر بیعت کرنا تو وہ ایک رسم ہے۔ مگر آپ نے بعض احباب کو اس طرح رسما" بھی بیعت سے سرفراز فرمایا خود میرے دونوں بیٹوں برخوردار جنید علی سید اور افتخار علی سید کو میرے عرض کرنے پر آپ نے فرمایا کہ انہیں چھ کلمے یاد کروا دو۔ پھر ایک دن شب برات والی شام میں ان دونوں کو آپ کی خدمت میں لے گیا آپ نے بڑی محبت سے باری باری ہاتھ میں ہاتھ لے کر پہلے تین کلمے پڑھوائے اور رسم بیعت سے سرفراز فرما کر دعاگو ہوئے اور دعا فرماتے ہوئے زار و قطار روتے رہے۔ کچھ دیر دعا فرمانے کے بعد آپ نے مٹھائی کا ایک ایک ٹکڑا ہم تینوں کو عطا فرمایا۔ خود ایک ٹکڑا کھایا اور باقی رکھنے کے بجائے فرمایا اسے لے جاؤ اور اپنے گھر والوں کو کھلاؤ۔

میرے ایک برادر روحانی حافظ ضمیر الحسن سہروردی کے واقعہ بیعت کا ذکر میں یہاں خاص طور پر کرنا چاہتا ہوں کیونکہ اس سے آپ کے احوال اور انداز درویشی کا بھی پتہ چلتا ہے۔ میرے ایک دوست ڈاکٹر نعیم اقبال سہروردی بڑے قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے زیرک اور مخلص مرید ہیں۔ ان کا مطب پیر غازی روڈ اچھرہ پر ہوا کرتا تھا وہاں آپ اکثر تشریف لے جاتے۔ وہیں حافظ ضمیر الحسن جو بڑے اکھڑ اور ورد و وظائف کرنے والے تھے کبھی کبھار آ بیٹھتے انہوں نے جامعہ اشرفیہ سے دورہ حدیث بھی کیا ہوا تھا حافظ قرآن بھی تھے اس پر طرہ یہ کہ بڑے خوش گفتار اور مجلسی آدمی تھے محفل میں اپنے طرز کلام کی وجہ سے چھا جاتے تھے۔ وہ نہ صرف پیروں کے بڑے سخت خلاف تھے بلکہ ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے مگر قبلہ گاہی قدس سرہ سے جب وہ سوال کرتے آپ اس کا اتنا تسلی بخش جواب دیتے کہ وہ عش عش کر اٹھتے۔ ایک دن انہوں نے عرض کیا کہ سرکار مجھے اپنا غلام بنالیں۔ حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ نے فرمایا۔

حافظ صاحب پہلے اپنا کوئی معیار بتائیں۔

عرض کیا حضور پچھلے تین سالوں سے اسی معیار پر آپ کو پرکھ رہا ہوں بس مجھے آپ اب اپنی غلامی میں لے لیں۔

اچھا یہ اگست کا مہینہ ہے آپ پھر سوچ لیں اگلے ماہ ستمبر میں آپ کو بیعت کریں گے۔

اگر میں اس عرصہ میں فوت ہو گیا تو پھر؟

میں پھر آپ کا ذمہ دار ہوں۔

اور اگر اس عرصہ میں آپ اس دنیا سے رخصت ہو گئے؟

حافظ صاحب میں پھر بھی آپ کا ذمہ دار ہوں۔

حافظ صاحب نے عرض کیا پھر خیر ہے اب مجھے کسی بات کی فکر نہیں۔

بہرحال چند ہفتوں بعد ستمبر کا مہینہ آ گیا۔ ۶ ستمبر ۱۹۸۹ء والے دن میں انہیں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ راستے میں کچھ مٹھائی بھی لے گیا۔ آپ نے فرمایا حافظ صاحب کچھ نوافل توبہ اور شکرانے کے ضمن میں پڑھیں۔ نوافل پڑھ چکنے کے بعد آپ نے مجھے کمرہ سے باہر چلے جانے کا ارشاد فرمایا اور تھوڑی دیر بعد اندر بلا لیا۔

اس دوران آپ نے انہیں بیعت سے مشرف فرمایا۔ جب میں کمرہ میں داخل ہو رہا تھا تو آپ انہیں فرما رہے تھے حافظ صاحب میں کوئی نیا پیغام آپ کو نہیں دے رہا یہ پیغام آپ کو چودہ سو سال پیشتر مل چکا ہے میں تو صرف اس کی یاد دہانی کروا رہا ہوں۔ اپنے فرائض کا دھیان رکھیں اور جو اسباق دیئے جائیں ان کو پورا کرتے رہا کریں۔

ایک عورت جو امریکہ سے آئی ہوئی تھی میرے ساتھ بغرض بیعت حاضر ہوئی تو آپ نے ایک پانی کا برتن منگوایا پانی کی اوپر والی سطح پر اپنا ہاتھ رکھ کر اٹھا لیا اور پھر اسے حکم دیا کہ اپنا ہاتھ پانی کی سطح پر رکھ کر اٹھا لے۔

تمام مریدین کی بیویوں اور ان کی اولادوں کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ یہ سب میری بیعت ہیں بلکہ میں پوری ذمہ داری سے یہ سطور لکھ رہا ہوں کہ اگر مریدین کے ملنے والوں میں سے کسی نے اخلاص کے ساتھ آپ کی طرف رجوع کیا تو آپ نے اس کے ساتھ بھی بہت اچھا سلوک کیا۔

میرے برادر روحانی نعیم طاہر سہروردی سلمہ' تعالیٰ کے ایک دوست حسن مسعود صرف ایک بار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے دوسری بار آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ تدفین والی رات آپ اسے خواب میں ملے اور اس کی ہونے والی اولاد کے بارے میں اسے سمجھایا کہ وہ کس خدوخال کی ہو گی اور اس کو کس زمانہ میں کس بیماری سے بچانا ہو گا۔ وصال سے کوئی دو ڈھائی سال بعد برادرم نعیم طاہر سہروردی سلمہ' تعالیٰ کے ایک دوسرے دوست نے خواب میں دیکھا کہ نعیم طاہر کے بابا جی خواب میں اسے ملے ہیں اور نعیم کے ساتھ حسن مسعود بھی ہے۔ نعیم اپنے دوست مسعود کو کہتا ہے کہ بابا جی سے کچھ حاصل کر لو وہ آپ سے ملاقات کرتا ہے تو آپ اسے ایک بڑا سا انار دیتے ہیں۔ خواب کے مندرجات جب برادرم نعیم طاہر سلمہ' تعالیٰ کو پتا چلے تو اس نے اپنے دوست حسن مسعود کو بتایا۔ حسن مسعود گھر گیا تو اس نے اپنی اہلیہ کو خواب سنایا کہ بھائی نعیم طاہر کے بابا جی نے ایک انار بھی خواب میں مجھے دیا ہے اس نے جواباً" کہا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے نعیم بھائی کے دوست نے تو بابا جی کو دیکھا تک بھی نہیں اور کچھ دوسرے اعتراضات بھی اس ضمن میں کئے۔ بہرحال اسی رات حسن

مسعود کی اہلیہ کو خواب میں ایک بزرگ ملے اور اسے ایک امرود دیا۔ اس نے پوچھا کہ آپ کون ہیں تو انہوں نے جواب دیا ہم بابا جی ہیں۔ اگلے روز اس نے اپنے شوہر حسن مسعود کو خواب سنائی جس پر وہ دونوں حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کے تعرضات کے معتقد ہوئے۔ الحمدللہ خواب کے بعد حسن مسعود کو رب کریم نے ایک خوبصورت بیٹا عطا فرمایا ہے۔ اللہ اسے دین کی خدمت کا جذبہ عطا فرمائے' آمین۔

علم خواب اور مستقبل سے متعلق چند تنبیہات

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم تعبیر الرویا سے نوازا تھا۔ خواب کی تعبیر آپ بڑی مختصر اور جامع دیتے تھے۔ خود سننے والوں کی تسلی ہو جاتی تھی۔ میری اہلیہ نے ایک بار خواب میں دیکھا کہ اس کے بال لمبے ہو گئے ہیں میں نے آپ سے اس کی تعبیر پوچھنے سے پیشتر آزمانے کے لئے علامہ ابن سیرین کی کتاب "کتاب الرویا" کھولی اور اس کی تعبیر دیکھی اس میں لکھا تھا کہ جو عورت یہ دیکھے اس کی خوبصورتی میں اضافہ ہو گا۔ شام جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دوران گفتگو خواب کی تعبیر دریافت کی تو آپ نے صرف اتنا ارشاد فرمایا اس کی خوبصورتی میں اضافہ ہو گا۔ اس طرح ہمارے کسی دوست نے خواب سنایا تو آپ نے پوچھا کہ فلاں کام کا ارادہ تو نہیں جواب میں جب اس نے ہاں کہا تو آپ نے اس کے کرنے یا نہ کرنے کا حکم دیا حالانکہ اس کے کام کے بارے میں اس نے کسی سے ذکر بھی نہیں کیا ہوا ہوتا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ کوئی دوست آپ کو خواب سناتا تو آپ فرماتے اچھا میں سمجھ گیا ہوں یہ بات میرے متعلق تھی۔

آپ اکثر فرماتے تھے کہ خواب کسی کے سامنے بیان نہیں کرنا چاہیے۔ صرف اس کو خواب سنائی جائے جو اس کا علم رکھتا ہو یا آپ کا ہمدرد ہو اور اگر کوئی آپ کو خواب سنائے تو یا تو آپ خواب نہ سنیں اور اگر سنیں اور سمجھ نہ آئے تو کہہ دیں کہ خواب مبارک ہے کیونکہ خواب کا علم بڑا بکھرا ہوا علم ہے سننے والا جو بھی کہہ دے ویسے ہی ظہور پذیر ہو جاتا ہے۔

میں نے ایک بار خواب میں دیکھا کہ بہت بڑی آگ آہستہ آہستہ ہمارے رہائشی علاقے کی طرف بڑھتی چلی آ رہی ہے اور میں اپنے عزیز و اقارب کو وہاں سے نکال رہا ہوں۔ جب آپ کی خدمت میں میں نے خواب ساری جزئیات کے ساتھ عرض کی تو آپ نے ارشاد فرمایا ملکی حالات بہت دگرگوں ہوں گے اور اس کے بعد انشاء اللہ اچھا دور آئے گا۔ آپ نے مزید فرمایا کہ اسی طرح کی خواب حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کو ایک شخص نے سنائی آپ نے اس شخص کو میرے پاس بھیجا میں آپ سے کچھ فاصلہ پر بیٹھا ہوا تھا اور فرمایا اس کی خواب سنو۔ میں نے خواب سنی تو آپ نے پوچھا کیا سمجھے ہو؟ میں نے عرض کیا حضور ایک بہت بڑا سخت دور آنے والا ہے اس میں بصرف وہی بچے گا جو اپنے اسباق پر مکمل کاربند ہو گا ہر نیک کو بھی اس آگ کی تپش پہنچے گی۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے ارشاد فرمایا' درست ہے میں اس وقت موجود نہیں ہوں گا۔

اسی طرح میری بڑی بیٹی نے ایک خواب دیکھا جو اس کے اپنے متعلق تھا۔ آپ نے فرمایا کہ بیٹا اس خواب کو کہیں لکھ چھوڑنا جو بچہ تمہاری بیٹی نے دیکھا ہے وہ امام صاحب کی فوج کا ایک رکن ہو گا۔

آپ اکثر اپنے مریدین کو فرماتے کہ بڑے بڑے حالات آئیں گے اس دور میں سے جو بچ جائے گا وہ دیکھے گا کہ بڑی نیکی کا دور ہے لوگ باتیں کیا کریں گے کہ ہاں فلاں علاقہ میں ایک بدمعاش شخص رہتا تھا۔ اس زمانہ کے لوگ کہا کریں گے کہ مسلمان اتنے زیادہ ہونے کے باوجود کیسے محکوم تھے۔ آپ فرماتے اپنے بچوں کو عربی زبان سکھاؤ۔

۱۹۸۶ء کے قریب ایک بار آپ گجرات مشائخ سلسلہ کے مزارات پر گئے۔ شہباز لا مکاں حضرت بابا جنگو شاہ قلندر سہروردی قدس سرہ کے مزار پر کوئی پانچ چھ منٹ مراقبہ کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ سب میرے قریب ہو جاؤ اور ارشاد فرمایا کہ یا مجھے ۱۹۴۷ء سے پہلے اس طرح آگاہ کیا گیا تھا یا آج کیا گیا ہے اپنے معاملات رب کے ساتھ درست کر لو پھر نہ کہنا میں نے نہیں بتایا۔ بڑے برے حالات آنے والے ہیں۔ اس

کے بعد بڑے اچھے حالات بھی آئیں گے اپنے اسباق بلا ناغہ اور توجہ سے پڑھو۔ مجھے وہ صاحب اور ان کے ساتھی دکھائے گئے ہیں جو رہنمائی کریں گے۔

آپ اکثر فرمایا کرتے کہ یہاں کے لوگ یعنی پاکستان اور پنجاب کے لوگ دنیا کو گائیڈ کریں گے۔ اسی طرح آپ نے ایک موقع پر فرمایا کہ بھارت کے تیرہ (۱۳) ٹکڑے ہوں گے۔ میرے استفسار پر کہ کب ایسا ہو گا؟ آپ نے فرمایا جب ہم ذرا درست ہوں گے۔ بھارت کے ساتھ ہمارا ایک آخری مقابلہ ہو گا انشاء اللہ ہماری فوجیں دہلی سے آگے تک چلی جائیں گی۔

جنگ افغانستان سے پیشتر آپ کے ایک عقیدت مند سید مزمل شاہ صاحب جو نقشبندی سلسلہ میں اپنی عقیدت رکھتے ہیں اور کشمیری بازار کی مسجد مولا داد میں امام و خطیب ہیں عربی زبان کے بڑے عالم ہیں اور بڑی روحانی شخصیت کے مالک ہیں' انہیں کئی بار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو چکی ہے۔ ایک موقع پر سید صاحب نے مجھے فرمایا کہ میں زمانہ طالب علمی میں کتاب رکھ کر سوتا تو مدینہ شریف میں اپنے آپ کو امامین کریمین کے ساتھ کھیلتا پاتا۔ وہ جب کبھی فارغ ہوتے اعظم کلاتھ مارکیٹ میں حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کی خدمت میں آ بیٹھتے۔ ایک دن میں بھی آپ کی خدمت میں موجود تھا کہ سید مزمل شاہ صاحب تشریف لے آئے انہوں نے دوران گفتگو دو خوابیں آپ کی خدمت میں عرض کیں۔ ایک تو یہ کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ پاک بھارت جنگ ہوئی ہے اور ہماری فوجیں آگرہ تک چلی گئی ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا شاہ صاحب انشااللہ ایسا ہی ہو گا۔ دوسری خواب انہوں نے سنائی کہ حضور ہم کچھ لوگ عمرہ کیلئے مکہ مکرمہ جا رہے ہیں راستے میں میں نے دیکھا کہ ایک درخت کے ارد گرد بہت سے لوگ کھڑے ہیں اور درخت پر ایک پرندہ اپنی چونچ میں ایک سانپ پکڑ کر درخت کی شاخ پر اسے پٹکتا ہے اور جب مر جاتا ہے تو نیچے پھینک دیتا ہے نیچے کئی سانپ مرے پڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب ایک سپر پاور چھوٹے سے اسلامی ملک پر حملہ کر دے گی مگر اس کا بہت برا حشر ہو گا جو دنیا دیکھے گی۔ کچھ سالوں بعد جب افغانستان پر روس نے

حملہ کیا تو آپ کی دی ہوئی تعبیر مجھے یاد آ گئی۔

نبی کریم ﷺ سے خصوصی تعلق

ایک موقع پر میں اپنے ایک دوست ڈاکٹر نصیر احمد کے ساتھ دوکان پر حاضر ہوا تو آپ کی دوکان بند تھی چنانچہ ہم دونوں آپ کی رہائش گاہ واقع شادباغ پہنچے آپ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔ آپ سے جب دریافت کیا کہ حضور آج آپ دوکان پر تشریف نہیں لائے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبح محترم مزمل شاہ صاحب تشریف لائے تھے۔ آتی دفعہ کچھ پھل بھی وہ لیتے آئے انہوں نے مجھے کیلئے نکال کر دیئے کہ اس میں سے کچھ کھا لیں مگر میں نے یہ کہہ کر مجھے شوگر ہے کچھ نہ کھایا وہ ابھی ادھر ہی تھے کہ میرے پیٹ میں گڑبڑ ہوئی اور پاخانے لگ گئے اب کچھ طبیعت بہتر ہے۔ ہم دونوں دوست آپ کے پاس نماز عصر تک رہے پھر چلے آئے۔

ایک دن چھوڑ کر اگلے روز مجھے نماز مغرب جناب سید مزمل شاہ صاحب مدظلہ العالیہ کی امامت میں مسجد مولا داد کشمیری بازار جہاں آپ امام و خطیب ہیں' ادا کرنے کا اتفاق ہوا نماز سے فارغ ہو کر میں آپ کے پاس بیٹھ گیا آپ کا معمول یہ ہے کہ نماز مغرب ادا کرنے کے بعد آپ محراب میں ہی بیٹھے رہتے ہیں اور درود شریف پڑھتے رہتے ہیں۔ میرا حال احوال پوچھنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ آپ اچھا کرتے ہیں کہ قبلہ حاجی صاحب کے پاس روزانہ آ جاتے ہیں ان جیسا درویش فی زمانہ ڈھونڈھنے سے بھی نہیں ملے گا آپ کا تعلق نبی مکرم ﷺ کے ساتھ بہت زیادہ ہے آپ سرکار ﷺ کے حضوری ہیں ابھی پرسوں ہی کی بات ہے میں نے خواب دیکھا کہ سرکار دو جہاں ﷺ کا دربار حضرت داتا صاحب قدس سرہ کے روضہ مبارک والی جگہ پر منعقد ہے آپ ایک تخت پر تشریف فرما ہیں اور سب سے اگلی صف میں سرکار دو عالم ﷺ کے سامنے قبلہ حاجی صاحب تشریف رکھتے ہیں جب موقع ملتا ہے آپ سرکار دوعالم ﷺ کی خدمت میں امت کی زبوں حالی کے بارے میں عرض کرتے ہیں آپ ﷺ جمیع اولیاء کو ارشاد فرماتے ہوئے چہرہ اقدس آپ ہی کی جانب رکھتے ہیں اور آپ کو متوجہ فرما کر

ارشاد فرماتے ہیں۔ اجلاس کے اختتام پر جب مجھے رخصتی کا ارشاد فرمایا جاتا ہے تو آپ خصوصی طور پر فرماتے ہیں کہ کچھ پھل لے کر نذیر کے گھر جائیے گا چنانچہ پرسوں صبح اٹھتے ہی میں آپ کی خدمت میں پھل لے کر حاضر ہوا اور دوران گفتگو عرض کیا کہ اس میں سے کچھ کھالیں۔ آپ نے فرمایا شاہ صاحب مجھے شوگر کی شکایت ہے اس لئے کیلا میرے موافق نہیں میں ابھی وہیں تھا کہ آپ دو تین مرتبہ پاخانہ کرنے گئے مسکرا کر فرمانے لگے شاہ صاحب میں آپ کی بات مان لیتا تو بہتر تھا۔ میں کچھ دیر آپ کے پاس بیٹھا اور بعد میں رخصت کی اجازت لے کر چلا آیا۔

فقیر راقم السطور کے پیش نظر ایسے بے شمار واقعات ہیں جن سے نبی کریم ﷺ سے آپ کے خصوصی تعلق کا پتہ چلتا ہے۔ انشاء اللہ کتاب کے اگلے ایڈیشن میں میں کسی قدر تفصیل سے اس بارے میں عرض کروں گا یہاں صرف ایک اور واقعہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں۔

نماز جمعہ کے بعد جب آپ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے تو اکثر اوقات ایک مراقبانہ کیفیت میں چلے جاتے ایک نماز جمعہ کے بعد جو حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ کی مسجد میں ادا کی گئی تھی بعد از سلام آپ نے باتوں باتوں میں مجھے ارشاد فرمایا کہ ابھی ہم (یعنی حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ مع مخلصین) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوئے اور ہمارے چہرے آپ کی جلالت شان کی وجہ سے زرد تھے یا ایک دوسرے موقع پر اپنے ایک مخلص کے متعلق اظہار افسوس کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کہ باریابی کے موقع پر میں نے فلاں کو نہیں دیکھا اللہ خیر کرے آپ اس موقع پر اس کے لئے دعا گو بھی ہوئے۔

آپ جب نبی کریم ﷺ کا کوئی واقعہ ارشاد فرماتے تو جذبات سے آپ آبدیدہ رہتے اور اکثر ایسا محسوس ہوتا کہ کمرہ ایک خاص طرح کی خوشبو سے معطر ہو گیا ہے اس موقع پر آپ کا چہرہ اقدس دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے۔ رخ انور سرخ و سفید ہو جاتا اور ایک خاص نورانیت آپ کے چہرہ اقدس پر چھا جاتی بعض اوقات یہ کیفیت کئی کئی منٹ تک جاری رہتی۔

ماہانہ ختم خواجگان سہروردیہ

۱۹۸۳ء میں ایک موقع پر غلام آپ کی معیت میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے مزار اقدس واقع ہنجروال حاضر تھا کہ باتوں باتوں میں میں نے ماہانہ ختم خواجگان کی تجویز آپ کی خدمت میں پیش کی تھی آپ نے اسے بہت پسند فرمایا چنانچہ اس سلسلہ میں میرا خیال ہے بارگاہ شیخ الاسلام قدس سرہ سے آپ نے اجازت حاصل کی اس کے بعد آپ نے اپنے پیر بھائیوں حاجی محمد یوسف (مرحوم) سیکرٹری مرکزی مجلس سہروردیہ ہنجروال' چودھری محمد صادق (مرحوم) صوفی فضل الرحمٰن اور حاجی مختار احمد ناظم مالیات مجلس سہروردیہ (اللہ تعالیٰ مرحومین کی قبروں کو نور سے منور فرمائے اور باقی کے درجات بلند فرمائے) کی توجہ اس جانب مبذول کروائی چنانچہ سب نے متفقہ طور پر ہر انگریزی مہینے کے آخری جمعہ کو اس کا بندوبست برمزار حضرت شیخ الاسلام کیا جو آج تک جاری ہے چونکہ اب چھٹی جمعہ کی بجائے اتوار کو ہوتی ہے اس لئے انگریزی مہینے کے آخری اتوار والے دن ختم ہوتا ہے۔

۱۹۸۴ء میں اس سگ درگاہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور ہمارے حلقہ کو بھی مہینہ میں ایک دن ختم کے لئے مخصوص کر لینا چاہیے تاکہ اسی بہانے آپ سے توجہ و استفادہ کا موقع تمام دوستوں کو میسر آ جائے۔ آپ نے اس تجویز کو پسند فرمایا اور تمام دوستوں سے رائے لی بعض دوستوں کی رائے یہ تھی کہ ہر مہینے فرق فرق دوست کے گھر یہ ختم ہو تاکہ سب دوستوں کو سال میں ایک بار یا دو بار یہ سعادت حاصل ہو جائے۔ اس پر راقم السطور کی رائے یہ تھی کہ چونکہ ہمارا مرکز آپ کی ذات اقدس ہے اس لئے اگر جناب کے گھر یہ محفل منعقد ہو تو اس کی پاکیزگی اور برکات میں کئی گنا اضافہ ہو جائے گا۔ سب نے اس رائے کو پسند کیا اور حضور قبلہ گاہی قدس سرہ نے ایک سفر گجرات کی واپسی پر جب اس کا تذکرہ چھیڑا تو آپ نے اپنی پسندیدگی کی مہر ثبت فرما کر اس سلسلہ کو جاری فرمایا اور اس کے لئے انگریزی مہینے کے آخری جمعہ کو ہی پسند کیا گیا مگر وقت بعد از مغرب رکھا گیا تاکہ مہینے میں ایک دن صبح ہنجروال اور شام شادباغ جایا جائے اس طرح اگر کسی نے لاہور سے باہر کسی کام کے سلسلہ میں جانا ہو تو اس کو مہینے کے باقی تمام دن مل جائیں۔ یہ سلسلہ آج تک جاری رہے گو کہ اب چھٹی جمعہ کی بجائے اتوار کو ہوتی ہے مگر ختم جمعہ کو ہی ہوتا ہے۔ آپ کی حیات طیبہ سے آج تک ہمارے بزرگ پیر بھائی محترم صلاح الدین بڑی محبت اور پاکیزگی سے بہترین بریانی اس روز پکاتے ہیں ان کی معاونت برادرم جاوید اور

ملک طاہر اقبال سلمہ' تعالیٰ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر دراز فرمائے اور اجر عظیم سے نوازے۔

اس ختم کی بعض خصوصی باتیں عرض کرنا اس موقع پر ضروری خیال کرتا ہوں ہر ختم خواجگان سلسلہ عالیہ سہروردیہ سے شروع ہوتا ہے اس کے بعد شجرہ شریف پڑھ کر نعت خوانی ہوتی ہے جس میں کلام کے انتخاب پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے کلام کا چناؤ جلیل القدر صوفیاء یا شعراء کا آپ پسند فرماتے جن میں حضرت عثمانی ہارونی ؒ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی ؒ حضرت جان محمد قدسی ؒ حضرت بوعلی قلندر ؒ حضرت عثمان مروندی ؒ حضرت امیر خسرو ؒ حضرت پیر مہر علی شاہ ؒ احمد رضاخان بریلوی ؒ اور حضرت علامہ محمد اقبال ؒ وغیرھم کا کلام آپ پسند فرماتے۔ اگر کسی نعت خوان کے کلام میں کوئی ہلکا شعر آجاتا تو آپ اسے روک دیتے۔ حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ کی نعت "اج سک متراں دی ودھیری اے" آپ کو بہت پسند تھی۔ بعض اوقات آپ اسے کئی کئی بار پڑھواتے اور بعد میں ان اشعار کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے کہ پیر صاحب نے اس میں درویشی کے تمام لوازمات اس کا فکر اور دائرہ عمل سب ایک جگہ اکٹھے کر دیئے ہیں۔

آپ کے وصال کے بعد بھی اس ماہانہ ختم کی کیفیت عجیب طرح کی ہے جو احاطہ تحریر میں نہیں آسکتی انہیں اس میں شامل ہو کر ہی محسوس کیا جاسکتا ہے۔

دعوت رسالت ماب ﷺ

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ سال میں ایک بار بڑے اہتمام سے ایک دعوت کا اہتمام فرماتے جس میں بہترین بریانی پکواتے۔ ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی بارگاہ میں جا رہا تھا میری اہلیہ بھی ساتھ چل پڑی۔ میں سرکار کی خدمت میں بیٹھ گیا اور میری اہلیہ بالا خانہ پر قبلہ اماں جی کے پاس چلی گئی۔ واپسی پر اس نے مجھے پوچھا کہ کیا آپ کو کبھی نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی ہے؟ میں نے کہا تمہیں کس نے بتایا ہے؟ اس نے کہا کہ آج اماں جی نے مجھے پوچھا تھا کہ کیا تمہیں سرکار کی زیارت ہوئی ہے تو میں نے عرض کیا کہ جی نہیں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ تمہارے میاں کو تو روزانہ زیارت ہوتی ہے۔ آپ ایسا کریں کہ مجھے حضرت صاحب قبلہ کی بیعت کروا دیں اور ان کی خدمت میں عرض کریں کہ مجھے بھی آپ کی زیارت ہو جائے۔ چند

دنوں بعد وہ میرے ساتھ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی خدمت میں بیعت کی غرض سے گئی۔ مغرب کی نماز کے بعد میری اہلیہ واپس جانے کے لئے بالا خانے سے نیچے اتری اور ہم دونوں نے آپ سے واپس جانے کی اجازت مانگی۔ آپ بھی بالا خانے پر جانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے مجھے فرمایا کہ باہر کا دروازہ بند کر دو۔ یہ کہہ کر آپ اوپر جانے کے لئے سیڑھیاں چڑھنے لگے اتنے میں میری اہلیہ نے مجھ سے پوچھا کہ حضرت صاحب قبلہ سے میری بیعت والی بات عرض کی ہے؟ میں نے کہا چپ رہو اس وقت آپ اوپر تشریف لے جا رہے ہیں پھر کبھی کر لیں گے۔ اتنے میں آپ تین چار سیڑھیاں چڑھ چکے تھے۔ آپ ہماری باتیں سن کر رکے اور وہیں کھڑے کھڑے فرمایا! نذیر یہ کیا کہتی ہے؟ میں نے عرض کیا حضور یہ آپ سے بیعت ہونے کی غرض سے آئی تھی محفل میں مجھے اس بارے عرض کرنے کا موقع نہ ملا اس کے بارے پوچھ رہی ہے۔ آپ نے میری بات سن کر میری اہلیہ سے سوال کیا' یہ تمہارا کیا لگتا ہے؟ اس نے عرض کیا حضور یہ میرے میاں ہیں۔ آپ نے فرمایا تم دونوں اور تمہاری اولاد سب میری بیعت ہو میں نے کوئی رجسٹر تو نہیں رکھا ہوا جس میں اندراج کرنا ہوتا ہے جاؤ تم میری بیعت ہو۔ یہ فرما کر آپ واپس ہو ہی رہے تھے کہ میری اہلیہ نے کہا زیارت والی بات بھی کر دیں۔ آپ نے وہیں کھڑے کھڑے پوچھا نذیر اب یہ کیا کہتی ہے؟ میں نے عرض کیا حضور یہ کہہ رہی ہے کہ اسے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے۔ آپ نے فرمایا اچھا ہو جائے گی۔ اس موقع پر آپ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی محبت میں آبدیدہ ہو گئے اور فقیر کو فرمایا شاہ جی بتائیں کیا یہ کوئی وظیفہ ہے کہ جاؤ جاؤ زیارت ہو جائے گی لوگ تو زیارت نبی کریم ﷺ کے لئے بڑے وظیفے پڑھتے ہیں۔

خیر آپ یہ فرما کر اوپر بالا خانے پر تشریف لے گئے اور ہم گھر واپس آگئے۔ اسی رات میری اہلیہ کو سرکار دوعالم ﷺ کی ایسی زیارت ہوئی کہ ایک عرصہ تک میں روتا رہا اور دل میں سوچتا رہا اب بہتر یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے مرد کر دے اور مجھے عورت بنا دے۔ میری اہلیہ نے خواب دیکھا کہ نبی رؤف الرحیم ﷺ تشریف لاتے ہیں اور وہ قدم بوس ہوتی ہے میں قریب ہی چارپائی پر لیٹا ہوں۔ آپ ﷺ میری جانب اشارہ فرما کر فرماتے ہیں کہ یہ تمہارا میاں اور تم دونوں جنتی ہو۔ تم دو مرغ لاؤ اور میری دعوت کرو۔

صبح اس نے خواب سنائی تو میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں چلا گیا

اور خواب کے مندرجات بتائے۔ آپ نے فرمایا تمہارے پاس کتنے پیسے ہیں۔ ان دنوں میرے حالات بہت خراب تھے دورِ ابتلا تھا میں نے عرض کیا حضور دو روپے ہیں۔ آپ نے فرمایا ان دو روپوں کے دو مرغ لے آؤ چاہے دو چوزے ہی ملیں لے آؤ۔ میں لے کر حاضر ہوا تو آپ نے ان دو مرغوں کے گوشت سے بہترین بریانی پکوائی اور مجھے فرمایا اب تم اپنے چند دوستوں کو بلا لاؤ۔ اس طرح یہ پہلی دعوت حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی معرفت منعقد ہوئی۔ اس کے بعد ہر سال حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ یہ دعوت تادمِ وصال کرتے رہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب میں حج کے لئے گیا تو وہاں حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت اماں حوا سے میری ملاقات ہوئی انہوں نے تب میری اس بات کی تسلی فرمائی کہ جو میں زیارت کے بعد یہ سوچتا رہتا تھا کہ یا اللہ میری اہلیہ مجھ سے بڑھ گئی ہے اسے مرد اور مجھے عورت کر دے۔

تعمیرات

آپ نے حضرت قطب العالم میاں غلام محمد سہروری قدس سرہ کے مزار اقدس کی تعمیر و ترقی میں خصوصی دلچسپی لی۔ مزار کے تعویذ کی تعمیر جدید کے علاوہ مزار کے اندرونی حصہ پر سنگ مرمریں لگوایا۔ قبر شریف پر چونکہ پہلے کتبہ نہیں تھا اس پر بہترین کتبہ لگوایا جس پر حضرت قطب العالم قدس سرہ کی شان میں اپنی لکھی ہوئی منقبت بھی کندہ کروائی۔

اسی طرح مزار شریف کے باہر زر کثیر سے ایک برآمدہ کی تعمیر کروائی جس سے وہاں محفل میلاد کروانے کی ہر موسم میں سہولت ہو گئی ہے۔

انداز تبلیغ

آپ کا انداز تبلیغ عام روایت سے ہٹ کر تھا۔ آپ رسمی محافل سے احتراز فرماتے۔ لوگ آپ کے پاس آتے تو آپ ان کو فرائض کی انجام دہی' زکوٰۃ کی ادائیگی' عورتوں کو پردہ کی پابندی کا سختی سے حکم فرماتے اور حسب حال دعائیہ کلمات سے نواز کر رخصت فرماتے۔

آپ کا انداز درویشی متقدمین کا سا انداز ملامت لئے ہوئے تھا۔ اس لئے اکثر لوگ آپ کے مقامات کے بارے میں کچھ نہ جان پاتے۔ لوگ صرف آپ کو حاجی صاحب یا صوفی صاحب کی حد تک جانتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ کے ارد گرد رہنے والے بھی آپ کو

صرف اتنا جانتے تھے کہ ہاں آپ ایک نیک آدمی ہیں۔ کسی کو آپ کی شب بیداری یا کوائف درویشی کا دمِ وصال تک کچھ علم نہ ہو سکا۔ الا یہ کہ جن کو آپ نے کچھ بتایا یا جن پر قدرت نے آپ کے احوال کا کچھ حصہ منکشف کیا۔

آپ نے مریدین کی ایک قلیل تعداد کو پسند فرمایا' فقیر کے بے حد اصرار کے باوجود آپ نے اپنے ارد گرد زیادہ لوگوں کو جمع نہ ہونے دیا بلکہ اس سلسلہ میں ایک موقع پر اشارہ اور کنایہ سے سمجھایا کہ بیٹا میرے تکوینی معاملات اس طرح کے ہیں کہ میرے پاس اپنے اعمال و اشغال سے بہت تھوڑا وقت بچتا ہے کہ میں کسی دوسرے کی طرف متوجہ ہوں۔

آپ کے فیض نظر کی یوں تو بیشمار باتیں میرے اور میرے احباب کے پیش نظر ہیں مگر یہاں آپ کے نورِ توجہ کی صرف ایک مثال دے کر میں آگے بڑھتا ہوں۔ ایک دور میں شام کے اوقات میں جب بھی میں آپ کے خدمت میں حاضر ہوتا روزانہ چند احباب آپ کے ہم نشیں ہوتے ان میں ایک نوجوان جگہ کی کمی کی وجہ سے قدرے آپ کی مخالف سمت منہ کرکے بیٹھا ہوتا جس کی وجہ سے آپ کا رخِ انور تو اس کی طرف ہوتا مگر اس کا چہرہ آپ کی مخالف سمت رہتا۔ کبھی کبھار وہ کوشش کرکے یا جگہ کی فرصت کی وجہ سے آپ کی طرف متوجہ ہو کر بھی بیٹھ جاتا۔ کوئی دس پندرہ دن بعد میں نے ایک روز حضرت ممدوح قدس سرہ' کی خدمت میں عرض کیا حضور یہ نوجوان جو بظاہر فرائض کی ادائیگی میں بھی اتنا پختہ نظر نہیں آتا' آپ اسے کیوں یہاں بیٹھا رہنے دیتے ہیں۔ آپ مسکرائے اور فرمایا بیٹا دس پندرہ روز میں میں نے اسے اس قابل بنا دیا کہ اب یہ سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف بات سننا بھی برداشت نہیں کرے گا چنانچہ میں نے اگلی ملاقاتوں میں اسے ایسا ہی پایا۔ وہ بے عمل سا نوجوان بعد ازاں فرائض کی بجا آوری میں بھی کوشاں ہو گیا۔

تبلیغی سعی کے سلسلہ میں آپ مریدین کو اپنے سامنے سیرت' فقہ اور تصوف کی کتب سبقاً" پڑھواتے اور اس کے رموز سمجھاتے اس سلسلہ میں مریدین کو جن کتب کا سماع میسر آیا وہ درج ذیل ہیں۔

۱۔ کشف المحجوب
۲۔ عوارف المعارف
۳۔ الفقر فخری
۴۔ مکتوبات حضرت مجدد الف ثانی

۵۔ جمال رسول ﷺ　　۶۔ کتاب الفقہ (علامہ الجزیری)

مسائل فقہ پر آپ بہت زور دیتے۔ حنفی فقہ کا دورہ آپ نے اپنے سامنے کئی بار کروایا اور پاکیزگی سے لے کر ارکان اسلام کے مسائل خصوصاً" زکوٰۃ کے مسائل اچھی طرح ذہن نشین کروائے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ درویش کو فقہ پر خاصی دسترس ہونی چاہیے تاکہ وہ خود بھی اور دوسروں کو بھی سنت نبویہ ﷺ پر اچھی طرح عمل کروا سکے۔

شاعری

جیسا کہ ابتدا میں عرض کیا گیا ہے آپ پنجابی زبان میں شعر بھی کہتے۔ نمونہ کلام کے طور پر چند رباعیاں نقل کرتا ہوں۔

بارگاہ عالی جناب اندر میری عرض ایہ لیل و نہار ہووے
ہووے وچ مدینے قیام میرا روضے پاک دا سدا دیدار ہووے
بیٹھا رہواں در مصطفیٰ اتے ہور نہ کوئی میری کار ہووے
عشق نبی اندر حامد موت آوے اوسے جاہ تے میرا مزار ہووے

● ● ●

نال ذکر دے فکر روا ہوندا بنا فکر دے ذکر روا ناہیں
نال ذکر دے مشکلاں حل ہون' ذاکر کدی وی ہویا فنا ناہیں
جہناں ذکر محبوب دا ترک کیتا دین دنی وچ اودھا کجھ رہیا ناہیں
جدا چیت ہووے محو ذکر اندر حامد اوسدا ثانی ہما ناہیں

● ● ●

روشن نور نبی نال کردے دل دماغ اساڈا توں
ہر دم ذکر کریساں تیرا ہر سو نظریں آویں توں
لوں لوں وچ سما کے میرے غیر خیال مٹا دیں توں
کر حضوری نبی سرور دا میں ہوواں یا ہوویں توں
ذکر لسان توں فارغ کر دے روح نوں ذکر سکھا دے توں
خدمت وچ حضور دے لا کے حرص ہوا مٹا دیں توں

ارشادات اور نصائح

توحید: کے نظری مسائل میں مت الجھو توحید وہی درست ہے جو رسالت کے تابع ہو۔

رویت باری تعالیٰ: اپنی طرف اشارہ کئے بغیر ایک موقع پر فرمایا' لاہور میں اب بھی ایسے درویش موجود ہیں جو سارا دن اپنے مالک کو دیکھتے ہیں مگر پھر کہتے ہیں' ہنوزم آرزو باشد یک بار دگر بینم۔

رسالت: نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تصوف کی ابتدا بھی ہے اور انتہا بھی۔ جس کو آپ سے نسبت حاصل ہو گئی اس کو سب نسبتیں حاصل ہو گئیں۔

اصحاب کرام اور اہلبیت: اکثر فرمایا کرتے اللہ تعالیٰ' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اہل بیت اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بارے بحث میں مت الجھو۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے متعلق نہیں پوچھنا۔ ہمیں ان کا حد درجہ ادب کرنا چاہیے ہم ان کی شان کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔ بلکہ اگر کہیں ایسی بحث ہو تو بہتر ہے وہاں سے اٹھ کر چلے جاؤ مبادا جوش میں کوئی بے ادبی کے کلمات منہ سے نہ نکل جائیں۔

علم: درویش کے لئے علم حاصل کرنا بہت ضروری ہے۔ بے علم نتواں خدارا شناس۔ اللہ تعالیٰ نے عمل یعنی رسالت کے ساتھ اسی لئے علم یعنی الکتاب نازل فرمائی۔

پاکیزگی: طہارت اور پاکیزگی روحانیت کی جان ہے۔ کھانے کی پاکیزگی پر بڑا زور دیتے بازار سے کھانا حتی المقدور منع فرماتے۔

درویشی: فرمایا' درویشی یہ نہیں کہ کسی کا کام ہو جائے' کافر اور مشرکوں کے بھی تو کام ہوتے ہیں کیا یہ سب کام درویش کرتے ہیں۔ درویشی یہ ہے کہ بندہ اپنے مالک کی حضوری میں رہے۔ نماز پڑھے تو جس کی نماز پڑھ رہا ہو وہ اس کے سامنے ہو۔

ذکر: ذکر زبان ہلائے بغیر کرنا سب سے افضل ہے۔ اس کی خبر فرشتوں کو بھی نہیں ہوتی۔ صرف ذاکر کو ہوتی یا اس کے مالک اللہ تعالیٰ کو ہوتی ہے۔

نوافل: آپ ادائیگی نوافل پر بہت زور دیتے۔ آپ کی عادت شریفہ تھی کہ آپ خوشی ہو یا غمی' کوئی مہم پیش آئے یا سفر پر جانا ہو کثرت سے نوافل ادا کرتے بلکہ کئی بار گھنٹوں نوافل ادا کرتے رہتے۔

اخلاص: تصوف کی جان اخلاص ہے جو اخلاص میں جتنا بڑھا ہو گا تصوف بھی اتنا اس پر اثر

اندازہو گا۔

خلوت: درویش کا لوگوں سے زیادہ میل جول نہیں رکھنا چاہیے اگر ایسا کرے تو نماز مغرب کے بعد چند نوافل ضرور ادا کرے تاکہ قلب کی پاکیزگی برقرار رہے۔

ترک دنیا: ترک دنیا کا مطلب لوگوں نے غلط سمجھ لیا ہے۔ دنیا وہ ہے جو تمہیں دین سے روکے۔ اگر کاروبار حیات تم کو فرائض کی انجام دہی سے نہیں روکتے تو تمہارا کاروبار کرنا' اٹھنا بیٹھنا' کھانا اور سونا جاگنا سب دین ہے ورنہ سب دنیا ہے۔

نماز تہجد: نماز تہجد نبی رؤف الرحیم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرض ادا فرمائی ہے۔ آپ کے صدقے امت کو اس کی فرضیت معاف ہے۔ ہاں درویش پر یہ فرض ہے۔

کشف و کرامات: فرمایا! یہ تو ہندو اور مشرکوں کو بھی حاصل ہیں ان باتوں میں اگر درویش پھنس جائے تو اپنی منزل سے بھٹک جائے گا۔ چنانچہ درویش کو صرف طالب مولیٰ رہنا چاہیے۔

پیر اور مرید: فی زمانہ لوگ مرید تو کر لیتے ہیں مگر ان کی تربیت کی طرف دھیان نہیں دیتے۔ اسی طرح لوگ مرید ہو جاتے ہیں مگر اپنے اعمال و اشغال کو بہتر کرنے اور طلب حق کے لئے مجاہدہ سے بھاگتے ہیں۔ پیر بننا بہت مشکل ہے جب کہ مرید بننا اور بھی زیادہ مشکل ہے۔ آدمی اپنے جیسے انسان کا کس تندہی سے ادب و احترام کرتا ہے وہ اسے جب کہے جیسا کہے کرنے کے لئے تیار رہتا ہے۔

صاحبان افراد: فرمایا' کن فیکونی طاقتیں صاحب افراد کو حاصل ہوتی ہیں اگر وہ چاہیں تو کئی شہر آباد ہو جائیں اور اگر وہ چاہیں تو کئی برباد ہو جائیں مگر اللہ تعالیٰ انہیں حوصلہ اور ظرف بھی بے انتہا عطا فرماتا ہے۔

• • •

اولاد و احفاد

صالح اولاد انسان کی عظیم یادگار ہوتی ہے حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد زہد و تقویٰ اور شرافت میں یگانہ روزگار ہے یہ بات خصوصاً عرض کرنے والی ہے کہ آپ کی تمام اولاد پیدائش سے ۶ ماہ بعد تک ذکر اسم ذات بالجہر کرتی تھی اور ان کو پیدائشی کشف بھی حاصل تھا آپ نے فرمایا کہ میں نے اپنی اولاد کا کشف بند کرنے کے لئے بہت دعائیں کیں کہ بیٹیاں ہیں اگر ان کا کشف اسی طرح بڑھتا گیا تو میں ان کے رشتے کیسے تلاش کروں گا انہیں تو ان رشتوں میں عیب نظر آئیں گے کیونکہ ہر آدمی میں کچھ نہ کچھ عیب تو ہوتے ہی ہیں۔

آپ نے پہلی اہلیہ کے وصال کے بعد دوسری شادی کی۔ پہلی اہلیہ حضرت ممتاز بی بی رحمۃ اللہ علیہا سے آپ کی تین اولادیں ہوئیں جن میں دو بیٹے اور ایک صاحبزادی اس طرح ہیں۔

۱۔ محمد نصیر غوری ۱۹۳۹ء میں پیدا ہوئے۔ تادم تحریر حیات ہیں اور صوفی منش صاحب تقویٰ انسان ہیں۔ آپ کی شادی لاہور ہی میں ہوئی آپ کا ایک بیٹا محمد بخش غوری اور ایک صاحبزادی ہے۔

۲۔ جاوید اقبال (فوت شد)

۳۔ بیٹی (فوت شد)

دوسری اہلیہ حضرت بی بی غلام فاطمہ "اماں جی" دامت برکاتہا کا عقد آپ سے ۱۹۴۹ء میں ہوا آپ سے جو اولاد ہوئی اس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

۱۔ **بیٹی طاہرہ خانم :** آپ کی پیدائش یکم جنوری ۱۹۵۱ء کو ہوئی آپ کی شادی محمد عظیم قریشی سے ہوئی جن سے تین صاحبزادیاں اور دو بیٹے محمد ٹیپو قریشی اور ہمایوں قریشی ہیں۔

۲۔ **بیٹی زاہدہ خانم :** پیدائش ۱۹۵۴ء' آپ کی شادی ملک کے مشہور پہلوان محمد

سردار (۰ ھمیاں والا) سے ہوئی جو دولت مشترکہ کھیلوں کے چیمپئن اور بین الاقوامی شہرت کے حامل پہلوان ہیں۔ آپ کی دو صاحبزادیاں اور ایک بیٹا غفار محی الدین ہے۔

۳۔ شاہدہ خانم : چھوٹی عمر میں فوت ہو گئیں۔

۴۔ بشریٰ خانم : پیدائش ۱۹۵۷ء' آپ کی شادی محمد دلدار سے ہوئی آپ کی تین صاحبزادیاں اور دو بیٹے برہانُ الدین احمد اور ریاض الدین احمد ہیں۔

۵۔ رضیہ خانم : پیدائش ۱۹۶۰ء' آپ کی شادی خالد بیگ ولد مرزا فیروز بیگ سے ہوئی۔

۶۔ سعیدہ خانم : پیدائش ۱۹۶۳ء آپ کی شادی محمد عثمان علی سے ہوئی۔ آپ کے آٹھ بیٹے عزیزالرحمٰن' سیف الرحمٰن' شریز الرحمٰن' سعد الرحمٰن' فضل الرحمٰن' وحید الرحمٰن' رئیس الرحمٰن اور شہریر الرحمٰن ہیں۔

۷۔ ایک بیٹا پیدا ہوا جو پیدائش سے کچھ دن بعد فوت ہو گیا۔

متوسلین اور محبین

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کا حلقہ ارشاد گو کہ اتنا وسیع نہیں تھا پھر بھی اگر تمام متوسلین اور محبین کا تذکرہ اختصار سے بھی کیا جائے تو ایک الگ دفتر درکار ہو گا چنانچہ ذیل میں میں اپنی یادداشت کے زور پر حتی المقدور ان کے اسمائے گرامی یہاں نقل کرتا ہوں۔ انشاء اللہ کتاب کے اگلے ایڈیشن میں ان کا مختصر تعارف اور حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کے ان کے متعلق واقعات بھی قلمبند کرنے کی کوشش کروں گا۔

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کے دست حق پرست پر جس نے بھی رضائے الٰہی کے لئے بیعت کی وہ اپنی استعداد کے مطابق ثمرات سے بہرہ مند ہو کر رہا۔ آپ کے متوسلین میں یہ خاص رنگ ہے کہ وہ دنیوی عروج کے باوجود حق طلبی' صلاح و تقویٰ صوم و صلوٰۃ کی پابندی' زکوٰۃ کی ادائیگی اور شعائر اسلام کے ادب میں اپنی سعی بلیغ سے کام لینے والے نظر آئیں گے۔ عام طور پر اخلاص ان کا خاص وصف ہوتا ہے۔

۱۔ جناب محمد سبحان صاحب سہروردی
اور ان کے بیٹے خالد عرفان' زاہد عرفان'
داؤد عرفان (سمن آباد لاہور)

۲۔ ڈاکٹر نعیم اقبال سہروردی اور ان کے
بیٹے محمد ضیغم اور محمد وسیم
(ٹاؤن شپ لاہور)

۳۔ صلاح الدین سہروردی اور ان کے
بیٹے امیر دین اور محمد دین
(وسن پورہ لاہور)

۴۔ ملک محمد بشیر سہروردی اور ان کے
بیٹے محمد اسلم' محمد سلیم' محمد وارث'
شبیر احمد اور منیر احمد (یکی دروازہ لاہور)

۵۔ ملک محمد جاوید سہروردی
اور ان کے بیٹے راشد محی الدین اور
مراد محی الدین (گلشن راوی لاہور)

۶۔ سعید احمد (متوفی نومبر ۱۹۹۹ء)
(وارث روڈ لاہور)

۷۔ محمد یٰسین سہروردی (متوفی ۱۹۹۹ء)
(نسبت روڈ لاہور)

۸۔ عبداللطیف سہروردی
(متوفی ۱۹۹۸ء)
(علامہ اقبال ٹاؤن لاہور)

۹۔ جناب سکندر سہروردی
(نسبت روڈ لاہور)

۱۰۔ نعیم طاہر سہروردی (غازی روڈ لاہور)

۱۱۔ محمد ارشد سہروردی اور ان کے فرزند
علی احمد (ڈیفنس لاہور)

۱۲۔ چودھری امتیاز احمد سہروردی اور
ان کے بیٹے چودھری محمد سلمان مغیث'
چودھری شیراز عبید' چودھری محمد واصف اور
چودھری محمد اویس (گلشن راوی لاہور)

۱۳۔ چودھری محمد جمیل سہروردی
(گلشن راوی لاہور)

۱۴۔ محمد جاوید مدنی سہروردی اور ان کے بیٹے
عزیزالرحمٰن (نیو شادباغ لاہور)

۱۵۔ مرزا عدنان بن مراد سہروردی اور ان کے
بیٹے مرتضٰی مراد (ڈیفنس کالونی لاہور)

۱۶۔ فرحان احمد مدنی سہروردی
(کریم پارک لاہور)

۱۷۔ زاہد محمود بھٹی سہروردی (شاہدرہ لاہور)

۱۸۔ محمد انور سعید سہروردی (شاہدرہ لاہور)

۱۹۔ غلام جیلانی سہروردی
(علامہ اقبال ٹاؤن لاہور)

۲۰۔ محمد حنیف سہروردی (گڑھی شاہو لاہور)

۲۱۔ ملک طلعت اقبال سہروردی
(سانده لاہور)

۲۲۔ ملک طاہر اقبال سہروردی اور ان کے
فرزند طیب اقبال (بھگت پورہ لاہور)

۲۳۔ حافظ ضمیر الحسن سہروردی اور ان
کے بیٹے محمد رضوان اور محمد عثمان
(گجومتہ لاہور)

۲۴۔ محمد جمیل سہروردی
(کشمیری بازار لاہور)

۲۵۔ اللہ بخش سہروردی
(کشمیری بازار لاہور)

۲۶۔ عزیز احمد خان سہروردی
(گلبرگ لاہور)

۲۷۔ محمد انیس بٹ سہروردی
(علامہ اقبال ٹاؤن لاہور)

۲۸۔ محمد عارف سہروردی (اچھرہ لاہور)

۲۹۔ خاور بٹ سہروردی (اچھرہ لاہور)

۳۰۔ محمد خالد محمود سہروردی
(مغلپورہ لاہور)

۳۱۔ ندیم طاہر سہروردی
(غازی روڈ لاہور)

۳۲۔ جاوید الرحمٰن سہروردی
(ڈیفنس لاہور)

۳۳۔ ڈاکٹر گوہر عظیم (بہاولپور)

۳۴۔ شہزاد سلیم طاہر سہروردی
(غازی روڈ لاہور)

۳۵۔ محمد سلطان سہروردی
(سمن آباد لاہور)

۳۶۔ محمد اقبال سہروردی (ملتان)

۳۷۔ چودھری ذوالفقار احمد سہروردی
(اردو نگر لاہور)

۳۸۔ محمد متین سہروردی
(نسبت روڈ لاہور)

۳۹۔ کمترین از غلامان قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ
سید اویس علی سہروردی اور ان کے بیٹے
جنید علی سید اور افتخار علی سید
(سمن آباد لاہور)

صوفیاء کی علمی روایت

صوفیاء کی علمی روایت کو آگے بڑھانے کے سلسلے میں آپ نے کئی مریدین کی توجہ اس جانب مبذول کروائی اور اپنی نگرانی میں تصنیف و تالیف کے کاموں کو جاری کیا۔ اس سلسلے میں آپ نے فقیر سے تصوف پر ایک علمی و تحقیقی مجلّہ "سہرورد" کے نام سے جاری کروایا جو برصغیر پاک و ہند کے اہل مطالعہ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس میں بنگلہ دیش، بھارت، ایران اور کئی بیرونی ممالک کے محققین کے مقالات شائع ہوتے ہیں۔ اسی طرح آپ نے اپنی نگرانی میں کئی علمی پراجیکٹ پر کام شروع کروایا جن میں اجل صوفیاء کی کتابوں کے تراجم بھی شامل ہیں۔ اس سلسلہ میں حضرت شاہ ہمدان کی تقریباً چھ کتابوں کے اردو تراجم "شش رسائل" کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ مندرجہ ذیل کتب اور ان کے تراجم بھی شائع ہوئے ہیں۔

۱۔ سیاح لامکاں
مولفہ شیخ الاسلام حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

۲۔ Muhammed Meets the Creator
انگریزی ترجمہ "سیاح لامکاں"

۳۔ دخترِ ملت (عورتوں کے پردہ کے احکامات)
مولفہ شیخ الاسلام حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ
یہ کتاب آپ نے ہزاروں کی تعداد میں شائع کروا کر مفت تقسیم کروائی۔ اس سلسلہ میں آپ خود اپنے گھر کے باہر والے کمرہ کے دروازے میں جہاں اب آپ مدفون ہیں روزانہ سہ پہر کو بیٹھ جاتے اور بہنوں اور بیٹیوں کو اپنے دست مبارک سے یہ کتاب تقسیم فرماتے اور ساتھ پردہ کی تلقین کرتے۔

۴۔ Women in Islam

انگریزی ترجمہ "دختر ملت"

۵۔ یوم الفرقان (جنگ بدر کے احوال اور اس کا پیغام)

مولفہ پروفیسر غلام سرور' اسلامیہ کالج سول لائنز لاہور

٦۔ مشائخین سہروردیہ

یہ کتاب آپ کے فرمودات پر مشتمل ہے جسے فقیر نے آپ کی نگرانی میں مرتب کیا۔ اس میں قبلہ گاہی ﷫ کے مرشد کریم حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ اور ان کے شیخ قبلہ العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ کے احوال و مقامات اور ملفوظات درج ہیں۔

چند علمی ادارے جو آپ کی زیر توجہ اپنی کاوشیں کر رہے ہیں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعارف بھی یہاں کروا دیا جائے تاکہ معلوم ہو سکے کہ آپ کتنی خاموشی سے تبلیغ کا بنیادی کام سرانجام دے رہے تھے۔

ادارہ سہروردیہ فی مخزن علوم اسلامیہ

١٩٨٠ء میں جب آپ علمی کام شائع کرنے کے لئے عمل پیرا ہوئے تو آپ نے حسب عادت اپنے قریبی احباب سے اس سلسلہ میں مشورہ کیا اور فقیر کو ادارہ کے مختلف نام تجویز کرنے کا حکم دیا۔ جب آپ کی خدمت میں مختلف نام پیش کئے گئے تو آپ نے "ادارہ مخزن علوم اسلامیہ" پسند فرمایا مگر اپنے پیر بھائی حضرت قبلہ صوفی فضل الرحمٰن سہروردی مدظلہ العالیہ کی تجویز پر اسے "ادارہ سہروردیہ فی مخزن علوم اسلامیہ" کر دیا۔

علم اور عمل میں مطابقت پیدا کرنے کے لئے آپ ہمیشہ زور دیتے اور اس سلسلہ میں آپ فرمایا کرتے کہ عورتوں کی تعلیم پر مسلمانوں کو بڑی توجہ دینی چاہیے کیونکہ ایک عورت ایک خاندان کی معلمہ ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ کی خواہش کے مطابق آپ کے مزار اقدس سے متصل بچیوں کی ایک درسگاہ شروع کی گئی ہے جہاں کل وقتی قرآن کریم ناظرہ اور ترجمہ پڑھنا شروع کیا گیا ہے۔ جسے آئندہ بچیوں کی ایک بہترین درسگاہ

میں تبدیل کر دیا جائے گا جو انشاء اللہ ملت اسلامیہ کی عظیم خدمت بجا لائے گا۔

سہروردیہ فاؤنڈیشن

یہ ادارہ آپ کے فیض نظر سے ١٩٨٦ء سے کام کر رہا ہے۔ اس ادارے کا مقصد سلسلہ سہروردیہ کے بنیادی ماخذ کی کھوج اور اشاعت ہے۔ "سہرورد" کے نام سے یہ ادارہ ایک بڑا وقیع مجلّہ بھی نکالتا ہے جو اردو زبان کا اپنی نوعیت کا واحد علمی اور تحقیقی مجلّہ ہے جس میں تصوف' تذکرہ اور کتابیات پر مستقل اہمیت کے مقالات شائع ہوتے ہیں۔ یہ پاکستان کے علاوہ بھارت' بنگلہ دیش' ایران اور دوسرے ممالک کے اہل مطالعہ حضرات کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اب تک ویژہ نامہ سعدی شیرازی سہروردی کے علاوہ کئی اہم اشاعتیں شائع ہو چکی ہیں۔ اس ادارہ کا سب سے اہم کام "تاریخ سلسلہ سہروردیہ" کی تدوین ہے جس میں حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کا نہ صرف فیض نظر بلکہ آپ کے کئی مریدین اور محبین کا پورا تعاون بھی شامل ہے۔

ادارہ معارف سہروردیہ

اس ادارہ کی بنیاد آپ کے دست مبارک سے ١٩٩٥ء میں رکھی گئی۔ اس کے معاونین کی ذمہ داری میں صرف سلسلہ سہروردیہ کی علمی کاوشیں منظر عام پر لانا ہے۔ اب تک وہ مندرجہ ذیل کتابیں شائع کر چکا ہے۔

١۔ "باعث کون و مکان ﷺ کا علم غیب"

مولفہ حضرت شیخ الاسلام سید قلندر علی سہروردی قدس سرہ

٢۔ "رمضان المبارک" (اس کی شرعی حیثیت' احکام اور مسلم معاشرے پر اس کے اثرات)

مولفہ حضرت شیخ الاسلام سید قلندر علی سہروردی قدس سرہ

٣۔ "شش رسائل حضرت شاہ ہمدان" (اردو ترجمہ)

مولفہ میر سید علی ہمدانی کبروی سہروردی' مترجم غلام حسن حسنو سہروردی۔

یہ چھ رسائل حضرت شاہ ہمدان ﷫ کے فارسی سے اولین اردو ترجموں کا مجموعہ ہے جس میں تصوف و عرفان کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے' مندرجہ ذیل رسائل اس

مجموعہ میں شامل ہیں۔

(۱) تلقینہ (آداب مبتدی' رسالہ التوبہ) (۲) ہمدانیہ (۳) عقبات (قدوسیہ' حقیقت ایمان) (۴) درویشیہ (نفس شناسی رسالہ در غیر صوفیاں) (۵) داؤدیہ (وصیت نامہ' فقر نامہ' ارشاد نامہ) (۶) ذکریہ (ذکر کی برکات)

۴۔ کرامت نامہ از شفیع قادری

سلسلہ سہروردیہ کے مشائخ پر نظم میں شفیع قادری کی تصنیف مع اردو ترجمہ کی اولین اشاعت۔

۵۔ جویائے حق از سید اویس علی سہروردی

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کے احوال' مقامات و ملفوظات کے ضمن میں لکھی گئی ہے۔

زیر اشاعت کتابیں:

۱۔ رشف النصائح الایمانیہ و کشف الفضائح الیونانیہ (۲ جلد) اردو ترجمہ

یہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی قدس سرہ' نے فلسفہ کے رد میں لکھی تھی۔

۲۔ مرآت التائبین از حضرت شاہ ہمدان مع اردو ترجمہ

۳۔ ماثر سہروردیہ از سید اویس علی سہروردی' سلسلہ سہروردیہ کے متعلق کتابوں کی وضاحتی فہرست

۴۔ مشارب الاذواق از شاہ ہمدان' رسالہ خمریہ کی شرح مترجم ڈاکٹر سیدہ اشرف

۵۔ السائر الحائر (اردو ترجمہ) از نجم الدین کبریٰ مترجم غلام حسن حسو

۶۔ فتوت نامہ از حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردی اردو ترجمہ از سید اویس علی سہروردی

۷۔ الفقر فخری (فارسی ترجمہ) از حضرت شیخ الاسلام سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی' مترجم ڈاکٹر آفتاب اصغر مدظلہ العالیہ۔

❁ ❁ ❁

کوائف وصال

عارف باللہ کہتے ہیں۔

ہرگز نمیرد آن کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

یعنی جن کا دل عشق الٰہی سے زندہ ہو جائے وہ ہرگز نہیں مر سکتا عالم ہستی کے صفحہ پر ہمارا دوام ثبت ہو چکا ہے۔ ہمارے قبلہ گاہی قدس سرہ انہیں اوصاف سے متصف ہو چکے تھے۔ ایک موقع پر میرے برادر روحانی ڈاکٹر نعیم اقبال سہروردی سلمہ' تعالیٰ نے آپ کو کھانے کی دعوت پر بلایا میرے علاوہ ڈاکٹر صاحب کے ایک دوست ساجد جاوید اکبر صاحب بھی موجود تھے۔ مکرمی ساجد صاحب نے حیات بعد از موت کے بارے کچھ عرض کیا اس کے جواب میں آپ نے اس کے تمام پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ اسی دوران برادرم ڈاکٹر نعیم اقبال کھانے کے برتن واپس رکھ کر چائے کے برتن لئے کمرہ میں داخل ہو رہے تھے اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ہاتھ کا اشارہ ڈاکٹر صاحب کی طرف کرتے ہوئے فرمایا۔ ساجد صاحب میں تو ابھی جلیل القدر اولیاء کی حیات بعد از موت کے بارے میں عرض کر رہا تھا انشاء اللہ میرے ساتھ جو مخلص ہو کر چلے گا اس کے لئے موت اسی طرح ہو گی جیسے ڈاکٹر صاحب برتن رکھنے گئے اور واپس آ گئے۔

بعض کوائف قبل از وصال

۱۹۷۹ء عیسوی کو مجھے آپ سے نسبت کا شرف حاصل ہوئے کوئی چھ مہینے/سال کا عرصہ گزرا ہو گا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ اسی کمرہ میں جہاں اب آپ کا مزار بنا ہوا ہے آپ کی مرقد بنی ہوئی ہے میں نے خواب کے مندرجات عرض خدمت کئے تو آپ نے ارشاد فرمایا آپ نے جگہ غور سے دیکھی ہے میں نے عرض کیا جی حضور' آپ نے فرمایا اچھا اللہ تعالیٰ بہتری فرمائیں گے شاید ایسا ہی ہو میں کچھ غمزدہ ہوا اور عرض کیا حضور میرا کیا بنے گا میں تو بڑی تلاش کے بعد یہاں تک پہنچا ہوں آپ نے فرمایا "برخوردار اتنا کر جاؤں گا کہ کسی کی ضرورت نہیں پڑے گی' میں مطمئن ہو گیا۔

۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء کو آپ کا وصال ہوا اس سال تک میرا معمول یہ تھا کہ میں ہر مہینے کی آخری جمعرات کے علاوہ ہر پیر اور جمعرات آپ کی خدمت میں عصر اور مغرب کے درمیان حاضر ہوتا اور جب آپ رخصت دیتے گھر چلا جاتا۔ ہر مہینے کی آخری جمعرات کو حاضر نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کیونکہ اگلے دن آخری جمعہ کو ماہانہ ختم کی وجہ سے حاضر ہونا ہوتا۔ جمعرات کو نہ آنے کے لئے پیر والے دن "تقریباً" عرض کرتا حضور آنے والی جمعرات میری چھٹی ہے انشاء اللہ جمعہ کو ختم والے دن حاضر ہوں گا۔ ۱۹۹۵ء کے شروع میں مجھے اپنی اہلیہ کی دوائی لانے کے لئے داروغہ والا کے قریب ایک حکیم کے پاس جانا پڑتا۔ اسی مہینہ کی آخری جمعرات تھی اور میں داروغہ والا سے پل گڑھی شاہو کی طرف مڑ رہا تھا کہ میرا دل بڑی شدت سے چاہنے لگا کہ میں شادباغ حاضر ہوں مگر میں اگلے روز آخری جمعہ کو ختم شریف ہونے کی وجہ سے گھر چلا گیا۔ اگلے روز حاضر ہوا اور گزشتہ روز کی قلبی کیفیت کے بارے میں عرض کیا کہ سرکار بڑی شدت سے دل آپ کی بارگاہ میں حاضر ہونے کو چاہ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا آج سے آپ کی جمعرات کی چھٹی بند ہے۔ میں خاموش ہو رہا اس بے خانماں کو کیا پتہ تھا کہ تیرے صاحب کسی دوسرے شہر جانے کی تیاری کا ارادہ فرما چکے ہیں۔ آئندہ "تقریباً" ہر دوسری تیسری ملاقات پر آپ دوستوں کو اصرار سے بٹھاتے اور ہنستے ہوئے فرماتے۔

؎ غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں

یار بیٹھ جاؤ پتا نہیں پھر موقع ملے یا نہ ملے۔

۲۷ اکتوبر ۱۹۹۵ء بروز جمعہ ختم خواجگان آپ کی رہائش گاہ حسب معمول منعقد ہوا یہ آخری ماہانہ ختم تھا جس میں آپ نے شرکت فرمائی۔ دوران نعت خوانی اس میں ہمارے کچھ دوستوں پر بڑی رقت طاری رہی۔ اسی ختم شریف کے بعد آپ نے تمام مریدین کو فرمایا کہ "میں نے کوئی سات آٹھ آدمیوں کو تبلیغ کے لئے نامزد کیا تھا مگر چند ایک کے سوا باقی وقت پر پہنچنے میں بڑی سستی سے کام لیتے ہیں۔ اپنے آپ کو اس ضمن میں تیار کرو اور محنت کرو اور ہاں اگر مجھ میں کوئی غلطی دیکھو تو مجھے بتاؤ تاکہ میں اپنی اصلاح کروں۔ یاد رکھو یہی دین ہے۔" ختم کے بعد آپ نے برادر روحانی چودھری امتیاز احمد سہروردی سلمہٗ تعالیٰ کو فرمایا کہ "تم ہماری دعوت کرو" برادرم امتیاز سلمہٗ تعالیٰ کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر میری خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی کیونکہ آپ نے کبھی کسی کو اس طرح دعوت کرنے کا نہیں

کہا تھا۔ میرے لئے یہ بہت بڑا اعزاز تھا میرے اندر ایک عجیب طرح کی خوشی کی لہر دوڑ گئی جس کا اظہار الفاظ نہیں کر سکتے۔ میں نے عرض کیا قبلہ! اگلے ہی جمعہ آپ تشریف لے آئیں۔ آپ نے فرمایا' نہیں۔ میں تمہیں خود بتاؤں گا چونکہ ابھی تمہاری اماں جی صحیح طور پر تندرست نہیں (ان کا چند روز پہلے گردے کا آپریشن ہوا تھا)۔ میں ہر ملاقات پر آپ کو یاد دلاتا مگر آپ یہی فرماتے تسلی رکھو میں تمہیں بتاؤں گا۔ اس طرح ایک مہینہ گزر گیا اور ۲۴ نومبر ۱۹۹۵ء کو ماہانہ ختم والے دن میں نے پھر یاد کرایا۔ آپ نے فرمایا اچھا آئندہ جمعہ کو ہم آئیں گے۔ میں نے عرض کیا حضور ابھی دوستوں کو بتا دوں؟ آپ نے فرمایا' نہیں۔ میں خود سب کو کہوں گا چنانچہ آپ نے سب دوستوں کو میرے گھر آنے کی دعوت دی۔ اس دعوت کی تیاری میں میرے ساتھ عجیب و غریب واقعات ہوئے ہر چیز بڑی اچھی اور سستی تیار ہوئی جو میرے لئے بڑی حیران کن بات تھی۔

یکم دسمبر کی اس دعوت میں آپ نے خاص طور پر اپنے چند دوستوں خصوصاً" پروفیسر غلام سرور قریشی صاحب کو بلوایا۔ کھانے کے بعد آپ ایک عجیب شان سے بیٹھ گئے اور باری باری ہر مرید کو بلاتے اور پوچھتے تمہارا کوئی مسئلہ' کوئی آرزو یا کچھ پوچھنا چاہتے ہو تو پوچھو۔ محفل کا عجیب سماں تھا ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے آج کچھ بانٹا جا رہا ہے۔ بعد ازاں نماز مغرب کے وقت آپ نے اپنے ایک مرید کو فرمایا کہ امامت کرواؤ۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے بڑی شرم اور ہچکچاہٹ محسوس ہوئی کیونکہ نہ تو کبھی میں نے امامت کروائی تھی اور نہ ہی اس کا ارادہ تھا۔ دوسرا حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کے ہوتے ہوئے میں کیسے امامت کروا سکتا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ فوراً" مجھے شیطان کا سجدہ نہ کرنے والا واقعہ یاد آ گیا کہ وہ بھی سجدہ کرنے کا حکم نہ مان کر راندہ درگاہ ہو گیا تھا۔ دوسرا میں شاید انکار کر ہی دیتا مگر کسی غیبی طاقت کے زیر اثر میں مصلی پر کھڑا ہو گیا۔ اقامت کہی گئی اور میں نے جیسے تیسے کر کے جماعت کروائی۔ نماز کے بعد آپ کچھ دیر وہیں رکے پھر واپس گھر تشریف لے گئے۔ اب خیال آتا ہے کہ برادرم امتیاز سہروردی سے دعوت کروانا اور فرداً" فرداً" سب کو اپنی طرف سے شرکت کی دعوت دینا پھر مرید سے امامت کروانا یہ سب اس بات کا اشارہ تھا کہ جانے کی تیاری ہو چکی ہے۔

وصال سے "تقریباً" بیس پچیس روز پہلے میرے محبی برادر روحانی مرزا عدنان بن مراد سلمہٗ تعالیٰ ایک روز کچھ آزردہ و غمگین مجھے ملنے آئے اور ایک خواب جو کل رات انہوں

نے دیکھا تھا بیان فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ "میں نے دیکھا ہے کہ اسی کمرہ میں جہاں آپ تشریف فرما ہوتے ہیں آپ کا مزار اقدس بنا ہوا ہے۔ پیروں کی جانب دو قبریں اور بھی ہیں جو نسبتاً چھوٹی ہیں اور کمرہ کے ایک جانب ایک شخص دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا ہوا ہے جس کے متعلق پتا یہ چل رہا ہے کہ یہ آپ کے بعد ہے۔" میں نے خواب سن کر کہا کہ بھائی پندرہ سال پیشتر میں نے بھی اسی طرح کا خواب دیکھا تھا اسے دیکھے پندرہ سال بیت گئے ہیں اللہ خیر کرے گا۔ ہاں تم ایک کام یہ کرنا کہ کسی موقع پر قبلہ گاہی قدس سرہ کی خدمت میں اسے بیان کر دینا۔ چند روز بعد انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کی خدمت میں خواب عرض کیا تھا اور آپ نے فرمایا کہ یہ خواب دوبارہ تمہیں آئے گا اس آدمی کو اچھی طرح پہچان لو اور تیاری کر لو۔ میں پھر بھی بے خبر رہا اور اپنے محبی دوست کو وہی بات دہرا دی کہ مجھے بھی ایسی خواب دیکھے پندرہ سال ہو گئے ہیں۔
"تیرا لُٹیا شہر بھنبھور نی سسی اے بے خبرے"

یکم دسمبر کی دعوت کے بعد پہلی جمعرات کو آپ نے برادر روحانی نعیم طاہر سہروردی سلمہ' تعالیٰ کو فرمایا کہ صبح جمعہ ہے آپ ذرا جلدی آجایئے گا اور ساتھ ہی مجھے فرمایا کہ شاہ صاحب آپ نماز جمعہ کے بعد گھر پر ہی رہیے گا ہم آپ کو گھر سے لے لیں گے۔

اگلے دن بروز جمعہ حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ نے نماز جمعہ مسجد حضرت داتا گنج بخش پڑھی بعد ازاں آپ میرے گھر تشریف لائے اور مجھے ساتھ لے کر حضرت قبلہ شیخ الاسلام قدس سرہ کے آستانہ پر ہنجروال حاضری دی۔ میرے علاوہ دوسرے تین ساتھی نعیم طاہر سہروردی' صلاح الدین سہروردی' محمد جاوید مدنی سہروردی بھی تھے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ حضرت میاں میر صاحب قدس سرہ چلیں۔ اس طرح آخری بار آپ جو گھر سے باہر تشریف لے گئے تو حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ' حضرت میاں میر رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے مرشد کریم حضرت سید قلندر علی سہروردی قدس سرہ کے مزار پر حاضری کے لئے نکلے۔ واپس آتے ہی آپ کمبل لے کر لیٹ گئے اور نماز مغرب کے لئے جب بیدار ہوئے تو آپ کو بخار ہو چکا تھا اور آپ کی طبیعت خراب ہونا شروع ہو گئی تھی۔

پیر کو حاضر خدمت ہوئے تو دیکھا کہ آپ کو نمونیہ کی شکایت ہو چکی ہے اور آپ کو بخار بھی ہے۔ دوا لائی جا چکی ہے مگر آپ کی حالت دیکھ کر ایک بے کلی سی دل کو لگ گئی کہ یہ پہلے طرح کی بیماری نہیں۔ کچھ دوست آپ کو دبا رہے تھے ہمیں دیکھ کر

آپ اٹھ بیٹھے اور باتیں کرنے لگ پڑے۔ مجھے فرمایا کہ کتاب "عوارف المعارف" پکڑیں اور پڑھیں۔ میں نے آپ کی بیماری کا بہانہ بنایا تو آپ نے فرمایا بالکل نہیں' آپ پڑھیں۔ میری بیماری کی وجہ سے کوئی کام نہیں رکنا چاہیے۔ میں نے "عوارف المعارف" کا چھٹا باب پڑھا مجھے نہ جانے کیا ہوا ایک جگہ جہاں توکلت الی اللہ کے بارے عبارت تھی میں نے اس کی تشریح کرتے ہوئے یہ فقرہ کہا کہ توکل پہلی منزل ہے اور رضا آخری۔ یہ کہتے ہوئے میں نے کتاب سے نظریں اٹھائیں اور آپ کے چہرہ اقدس کو دیکھنے لگا اسی لمحہ میرے دل میں القاء ہوا کہ آپؒ مقام رضا پر متمکن ہیں۔ عین اس وقت جب میری نگاہیں اٹھیں آپ نے بھی اسی لمحے اپنی نظریں اوپر اٹھائیں اور غلام کی طرف دیکھا۔

در خرمن کائنات چوں کردیم نگاہ
یک دانہ محبت است باقی ہمہ کاہ

(صرف آپ کی محبت کی نگاہ سے اس کائنات کے باغ میں الفت و محبت کا بیج قائم ہے ورنہ تو سب گھاس پھوس ہی ہے)

میں نے نظریں نیچی کر لیں اور دوبارہ پڑھنا شروع کیا۔ درس ختم ہوا تو آپ نے شریک محفل (نعیم طاہر سہروردی' محمد ارشد سہروردی' عدنان بن مراد سہروردی برادر بزرگ محمد نوید) کو سگ درگاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "آپ نے جو کچھ سنا ہے اس کے متعلق اگر کوئی سوال ہو تو اسے کرو" میں نے فوراً عاجزانہ انداز میں عرض کیا حضور آپ کے ہوتے ہوئے میں کیسے کچھ عرض کر سکتا ہوں۔ اتنے میں ہمارے دوست نوید صاحب جو آپ سے بڑی خوش عقیدتی رکھتے تھے اور رہائش قریب ہونے کی وجہ سے کبھی کبھار شامل محفل بھی ہو جاتے تھے انہوں نے مراقبہ کے بارے میں سوال کیا۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں آپ پر سایہ فگن رہیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کسی کی بیعت ہیں اگر نہیں ہیں تو آپ کو ایسے سوال نہیں کرنے چاہئیں یہ تو اسی طرح ہے جیسے کوئی کنوارہ شادی کی لذتوں کے بارے پوچھ لے اب اسے آپ کیا سمجھائیں

گے۔ آپ کو چاہیے کسی کی بیعت کریں اور کچھ سال اس کی محبت میں گزاریں پھر ایسے سوال کریں۔ سگ درگاہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا اس نے ۱۴ سال لگائے ہیں اور اب آکر ایسی کتابیں پڑھنا شروع کی ہیں۔ اس کے ساتھ آپ نے کچھ اور نصیحتیں بھی فرمائیں۔

بعد ازاں آپ نے سخت خراب طبیعت کے باوجود برادرم نعیم طاہر اور محمد ارشد کو زکوٰۃ کے تمام مسائل دوبار سمجھائے اور یہ سلسلہ رات گیارہ بجے تک جاری رہا۔

بیماری طول پکڑتی گئی متوسلین تقریباً" ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہتے کوئی پاس بیٹھا ہے کوئی آپ کو دبا رہا ہے اگر کوئی دوا لینے گیا ہے تو کوئی کسی حکیم ڈاکٹر سے مشورہ کرکے آیا ہے۔ آپ تقریباً" خاموشی سے لیٹے رہتے تھے۔ دوا کا استعمال بہت کم فرماتے۔

مقبولان بارگاہ کے وصال کی باطنی کیفیات تو صاحب حال لوگ ہی جانتے ہوں گے ہم ظاہر بین تو عالم اسباب میں وقوع پذیر حالات کو ہی بیان کر سکتے ہیں۔ ۱۸ دسمبر کو آپ کی طبیعت کافی خراب ہو گئی۔ کھانا وغیرہ تقریباً" ختم ہو چکا تھا تھوڑی چائے اور رس وغیرہ استعمال فرما لیتے تھے۔ بخار کافی ہوتا شام کو میں حاضر خدمت تھا تو آپ نے برادرم محمد سبحان، نعیم طاہر اور ملک جاوید سلمہ ربہ، کو فرمایا کو صبح ۹ بجے آپ میرے پاس آئیں۔ صبح حاضر خدمت ہوئے تو آپ نے کچھ رقم گن کر ان کے سپرد کی کہ یہ میرے پاس ادارہ کی امانت ہے اسے بنک میں جمع کروا دیں۔ اس کام سے فارغ ہو کر آپ دوبارہ لیٹ گئے۔ شام کو حاضر خدمت ہوا تو آپ کی طبیعت کچھ بہتر تھی آپ نے اشارہ سے بیٹھنے کو کہا آپ کو بٹھا دیا گیا آپ نے مریدین سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی اور پھر رخصت کی اجازت دے دی۔

اگلی صبح ۲۰ دسمبر کو آپ کو ہسپتال دکھانے کے لئے گئے ڈاکٹروں کی ہدایت پر آپ کو داخل کروا دیا گیا۔ وہاں آپ کی حالت میں استغراق اور محویت غالب آتی گئی غذا بالکل ترک فرما دی چند چمچ یخنی کے پی لیتے۔ آپ کی حالت دیکھ کر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ قدرت آپ کے محبین کو آنے والی بلائے ہجر و فراق کا خوگر بنا رہی ہے۔

آہ یوم پنج شنبہ، ۵ شعبان المعظم

جمعرات ۵ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ بمطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ء کی صبح تقریباً" دس گیارہ بجے میں سرکار کی طرف جانے کی تیاری میں تھا کہ محبی برادر روحانی مرزا عدنان بن مراد سہروردی سلمہ ربہ، نے مجھے اطلاع دی کہ سرکار کی طبیعت آج بہت بہتر ہے۔ آپ نے کئی دنوں بعد ڈبل روٹی کے ساتھ چائے بھی پی ہے آپ کے پاس اس وقت ڈاکٹر نعیم اقبال اور محمد یٰسین (مرحوم) ہیں مجھے کچھ اطمینان ہوا اور ہم دونوں آپ کا ذکر خیر کرنے لگے۔

دوپہر تقریباً" ظہر کی نماز کے ساتھ ہی برادرم چودھری امتیاز احمد سہروردی سلمہ تعالیٰ کے ایک نقشبندی بزرگ دوست غلام رسول صاحب آپ کی عیادت کے لئے تشریف لائے آپ کے کمرہ میں داخل ہوئے جہاں آپ اس وقت اکیلے لیٹے ہوئے تھے تھوڑی دیر بعد انہوں نے آکر اطلاع دی کہ آپ کے پیر صاحب کو سرکار دو عالم ﷺ کی زیارت ہو رہی ہے اور ان کے پاس وقت بہت کم ہے آپ اندر چلے جائیں۔ یہ کہہ کر وہ تو چلے گئے اور باقی دوست جلدی سے کمرہ کے اندر پہنچے تو روح مبارک چمنستان برزخ اعلیٰ کی طرف عروج کر چکی تھی اور چہرہ اقدس پر ایک زعفرانی تبسم پھیل چکا تھا۔

قرآن ہا باید کہ تا صاحب دلے پیدا شود
بایزید اندر خراساں یا اویس اندر قرن

مستورات کے رونے پر چہرہ مبارک پر انقباض

آپ کی صاحبزادی بشریٰ خانم کا بیان ہے کہ جب آخری دیدار کے لئے میں جنازہ کے قریب آئی تو بمقتضائے بشریت میری آنکھوں سے آنسو نکل پڑے تو میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ اقدس پہلے دائیں پھر بائیں ہوا اور ساتھ ہی چہرہ مبارک سے انقباض کی صورت ظاہر ہوئی جیسے فرما رہے ہوں کہ ایسا مت کرو میں فوراً" ٹھٹکی اور خاموش ہو

گئی تو معناً" ایک ہلکی سی مسکراہٹ چہرہ اقدس پر پھیل گئی۔

نمازِ جنازہ

دوسرے دن بروز جمعہ المبارک ۶ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ بمطابق ۲۹ دسمبر ۱۹۹۵ء بعد از نماز جمعہ حضرت مولانا سید محمد مزمل نقشبندی دام ظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ ایک کثیر تعداد میں اہل علاقہ متوسلین اور محبین نے شرکت کی۔ لحد میں اس سگ درگاہ کے ساتھ برادر عزیز ملک محمد جاوید سہروردی نے آپ کے جسد خاکی کو اتارا۔ غلام نے پیشانی مبارک کا آخری بوسہ لیا کفن کے بند کھولے اور رخ انور کو قبلہ رخ کرنے کی سعادت حاصل کی۔

آپ کے متوسلین و دل زدگاں آپ کے داغ مفارقت کا ناقابل برداشت صدمہ اٹھا رہے ہیں اور آپ کی یاد کے سہارے اس فانی دنیا میں دن گزار رہے ہیں۔ حضرت ابن فارض مکی کے دو فراقیہ اشعار کی تضمین میں فخر خاندان سلسلہ چشتیہ مہر منیر پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہ کے چند پنجابی اشعار میرے حسب حال ہیں۔

ساربانا! رہبانا! راہیا!
شالا جیویں خیر تھیوی ماہیا!
آکھیں جا اُنہاں پیاریاں دلجانیاں
گُوڑھے نیناں والیاں مستانیاں
لا پریتاں دے لے لارے اوہ گئے
اوہ گئے آہ دِل دے پیارے اوہ گئے
سارا عالم صدقے آکھاں بول توں
واراں سر میں اُس انوکھڑے ڈھول توں
بن تساڈے ہِک گھڑی سو سال دی
بہہ ٹھکانے نیں تساڈے بھال دی

اِک وچھوڑا دُوجھے طعنے جگ دے
پیراں تھیں سر تک المبے اگ دے
بالدی ڈیوے پئی خانقاہاں تے
آوندا ویکھاں ڈھولا انہاں راہاں تے
چشماں فرش وچھاواں خاطر ڈھول دی
مرحبا یا مرحبا پئی بول دی
پہنچیں جد توں سوہنیاں دی جھوک تے
خیر ہووی اِنہاں نوں ذرا روک تے
جا سُنیہڑا دیویں اُنہاں جانیاں
گوڑھے نیناں والیاں مستانیاں
بُھل دے نہیں اوہ بول مٹھڑے ڈھول دے
بول سانول یار روہی رولدے
رات ساری گزری تارے گِندیاں
یاد کر کر قول میتراں مندیاں

* * *

تدفین

آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو اسی کمرہ میں دفن کیا گیا جہاں آپ ایک عرصہ سے ذکر و عبادات میں مشغول رہتے تھے۔ اس وقت آپ کی قبر شریف سفید سنگ مرمریں سے تعمیر کر دی گئی ہے جس کے سرہانے بہترین کتبہ آویزاں کیا گیا ہے۔ کتبہ کی عبارت اس طرح ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یااللہ جل جلالہ　　　　یا رسول اللہ ﷺ

فسبحٰن الذی بیدہ ملکوت

کل شیء و الیہ ترجعون

مرکز انوار و تجلیات

حضرت الصوفی ابو نصیر محمد نذیر غوری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وصال

بروز جمعرات ۵ شعبان المعظم ۱۴۱۶ ہجری

بمطابق ۲۸ دسمبر ۱۹۹۵ عیسوی

مقرب ایزد محمد نذیر

۱۶ھ ۱۴

کتبہ غلام رسول

قطعہ تاریخ وصال

مشہور شاعر و ادیب اور میرے محترم و مکرم ابو طاہر فدا مدظلہ العالیہ نے آپ کے وصال حزن پر ملال پر قطعہ تاریخ وصال رقم فرمایا۔

قدوۃ السالکین، زین العابدین، فرد الافراد

حضرت ابو نصیر محمد نذیر غوری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

مقرب ایزد محمد نذیر

—— ۱۶ ہجری ۱۴ ——

گئے حق سے ملنے محمد نذیر
سفر زندگانی کا وہ کرکے طے
وہ تھے عابد و زاہد و متقی
نہ مطلوب انہیں تھی کوئی اور شے
تھے پابند صوم و صلوٰۃ و سلام
رہے اس میں مشغول وہ پے بہ پے
وہ تابع فرمان آئین فطرت
تھی مرغوب انہیں عشق احمد کے مے
سن وصل ہاتف پکارا فدا سے
محب زمن داخل خلد ہے

—— ۱۶ ہجری ۱۴ ——

ایک مرض کا علاج

فقیر کے دو یا تین برادران طریقت کو مختلف مواقع پر فرمایا کہ سرکار دو عالم ﷺ کی طرف سے ایک تحفہ ملا ہے کہ تمہاری قبر سے ایک مرض کا علاج ہو گا۔ میرے استفسار پر کہ کس مرض کی شفا کے بارے میں فرمایا گیا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مرض ”چھپاکی“۔ الحمدللہ اب تک کئی افراد آپ کے مزار پر آکر دعا کرتے ہیں تو شافی مطلق انہیں شفا عطا فرما دیتے ہیں۔

• • •

جادہ اول

یہ فقیر سگ در کوچہ جانم اپنے قبلہ گاہی' مربی و سردار' پیشوا کریم کی خدمت جلیلہ میں حاضر ہونا شروع ہوا تو آپ کی گفتگو سن کر یہ محسوس کرتا کہ جب بھی آپ اپنے مرشد کریم حضرت قبلہ و کعبہ امام السا لکین رؤف بر متوسلین شیخ الاسلام حضرت سید ابو الفیض قلندر علی سہروردی قدس سرہ' کے احوال و آثار کا ذکر خیر فرماتے ہیں تو سن کر دل کو از حد خوشی و طمانیت محسوس ہوتی ہے اسی طرح جب کبھی کلام کا رخ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے پیشوا ظل فضل و عطا و منبع جود و سخا' قطب العالم حضرت بابا جی میاں غلام محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ (حیات گڑھ گجرات) کی طرف ہوتا تو سن کر قلب و نظر کے حجابات اٹھتے ہوئے محسوس ہوتے ہیں سینہ کی انشراحی کیفیت آپ کے قرب کی متلاشی ہوتی ہے مگر اظہار تمنا بپاس ادب کبھی زبان پر نہ لایا کہ مزار اقدس پر حاضر ہونا چاہتا ہوں۔ حتیٰ کہ ایک روز آپ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ آئندہ جمعۃ المبارک گجرات چلیں گے۔ چنانچہ جمعۃ المبارک کو گجرات پہنچے تو سب سے پہلے شہر کے وسط میں آستانہ عالیہ منبع صدق و صفا حضرت سید کبیرالدین شاہ دولہ دریائی سہروردی قدس سرہ' پر حاضر ہوئے اور روضہ انور سے متصل جامع مسجد میں نماز ظہر ادا کی۔

بعد ازاں شہر کے جنوب کی طرف جو سڑک بھمبر (آزاد کشمیر) کو جاتی ہے اس پر کچہری سے ۵ میل دور ایک گاؤں ملو کھوکھر المعروف بابے دا ڈیرہ نامی آباد ہے (جو آج کل اچھے خاصے بڑے قصبے میں تبدیل ہو چکا ہے) کی طرف روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر شہنشاہ مہر و وفا حضرت شرف الدین المعروف بابا جنگو شاہ قلندر سہروردی قدس سرہ' کے دربار اقدس پر حاضری دی جو حضرت شاہ دولہ سہروردی قدس سرہ کے اویسی مرید ہیں۔ آپ کا مزار برلب سڑک ہی واقع ہے آپ کا شمار بڑے جلیل القدر سہروردی بزرگوں میں ہوتا ہے آپ ہی کے متعلق حضرت قلندر علی پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو تذکرہ

غوثیہ میں یوں درج ہے کہ "مقام قلندر پر دو شخصیات کامل ہم نے دیکھی ہیں ایک بوعلی قلندر ؒ جو ہو گزرے ہیں اور دوسرے جنگو شاہ قلندر ؒ جو ہمارے زمانے میں موجود ہیں"۔

وہاں سے واپس گجرات آئے اور جلال پور جٹاں سے ایک میل پہلے واقع ایک گاؤں حیات گڑھ پہنچے جہاں شیخ الاسلام قدس سرہ' کے شیخ مکرم و معظم اور میرے قبلہ گاہی ؒ کے دادا مرشد آفتاب سنت محمدیہ و مہتاب طریقت سہروردیہ قطب العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ' العزیز مدفون ہیں کے مزار پر حاضر ہونے کا شرف حاصل ہوا۔ حضرت قبلہ نے مراقبہ و دعا کے بعد بزرگوارم محمد لطیف سہروردی (المتوفی ۱۹۹۸ء) کو ارشاد فرمایا کہ وہ کتاب نکالیں جو شائع کرنی ہے۔ چنانچہ لطیف صاحب نور اللہ مرقدہ' نے ایک چھوٹی سی کاپی نکالی اور پڑھنا شروع کیا آپ نے بعض جگہوں پر کچھ اضافے تجویز فرمائے اور کچھ فقرے اور الفاظ حذف کروا دیئے۔ اس طرح دس پندرہ منٹوں میں مسودے پر نظر ثانی مکمل ہو گئی۔ آخر میں جب فقیر سے رائے طلب کی گئی تو میں نے عرض کیا کہ اس طرح کاتب کو کتابت کرنے میں دقت محسوس ہو گی کیونکہ یہاں صرف یہ درج ہے کہ اس کے بعد فلاں کتاب سے اتنے صفحات کتابت کیئے جائیں اور فلاں سے اتنے اور دوسری بات یہ ہے کہ اس میں کوئی نئے واقعات تو درج ہی نہیں یہ تمام واقعات تو پہلے سے ہی پڑھے جا چکے ہیں ہاں اگر آپ اجازت دیں تو یہ غلام اس کام کو بہ احسن طریقے سے انجام دینے کی کوشش کرے گا۔ یہ سن کر آپ بہت خوش ہوئے اور فرمایا لو بھئی یہ اچھا ہوا ہمارا معاملہ حل ہو گیا۔

واپس لاہور آ کر کتاب کی تدوین کے سلسلے میں میں ایک دن آپ کی رہائش گاہ واقع شاد باغ (اللہ تعالیٰ اس بستی کو ہمیشہ شاد اور آباد رکھے) حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا! کل رات قبلہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے اور آپ کے ہاتھ میں ایک کتاب ہے جسے آپ بڑی پسندیدگی سے دیکھ رہے ہیں۔ جب آپ نے کتاب کا نام دریافت کیا تو میں نے "مشائخین سہروردیہ" عرض کیا جو آپ نے پسند فرمایا میرا خیال ہے اس مجوزہ کتاب کا نام یہی رکھا جائے ۔ اس پر غلام نے عرض

کیا کہ جیسے حضور کی مرضی۔ بعدازاں میں نے سوال کیا کہ حضور آپ یہ فرمائیں کہ آپ کس طرح حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں پہنچے تاکہ اس واقعہ کو کتاب کا حصہ بنا دیا جائے اس طرح کئی نئے پہلو شامل کتاب ہو جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اوائل عمری سے ہی میں ذاتی طور پر ہندوؤں کے بڑا خلاف تھا محلّہ میں (کشمیری بازار) سے جو ہندو گزرتا اس کی چیزیں چھین لینا میرا اور میرے دوستوں کا عام وطیرہ تھا ذرا ہوش سنبھالا تو ہمارا تعلق "بھارت نوجوان سبھا" سے ہو گیا یہ کانگرس کی ایک ذیلی جماعت تھی اس کا کام بم وغیرہ بنانے یا تخریب کاری کرنا تھا۔ گو کہ وہ سادہ دور تھا ہم میں اتنی چالاکی ہوشیاری نہیں تھی مگر پھر بھی میرے ناپختہ ذہن میں اس وقت بھی یہ ضرور تھا کہ یہ ہندو ہیں اور ہم مسلمان۔ مگر ہندو مسلمانوں میں کیا فرق ہوتا ہے اس کی تفصیل کا پتہ نہیں تھا۔ ایک دفعہ صوبہ سرحد سے ایک ہری کرشن آیا جس نے گورنر پر ایک دعوت میں فائرنگ بھی کی تھی اور گرفتار بھی ہوا تھا یہ بھگت سنگھ دت وغیرہ کے ساتھ رہتا تھا۔ اعظم کلاتھ مارکیٹ جہاں کراچی بلاک میں میری دکان ہے اس کے ساتھ ایک مندر اب بھی موجود ہے وہاں وہ شراب وغیرہ پیتے اور بڑا شور شرابا کرتے تھے۔

خیر ان کے ساتھ ہمارا میل جول رہتا تھا مگر ایک کرید دل میں یہ رہتی کہ مسلمانوں کی بھی اس طرح کی ایک جماعت ہونی چاہیے جو مسلمانوں کے مفاد میں کام کرے۔ مجھے کسی سے پتہ چلا کہ دو لڑکے اور بھی ایسے ہیں جن کے پاس ہر وقت پستول وغیرہ رہتا ہے اور وہ بھی میرے ہی ذہن کے ہیں چنانچہ میں نے ان سے رابطہ پیدا کیا اور ان دونوں کو اعتبار دلانے کے لئے بم بنانے کا سامان اپنے گھر کے نیچے والی بیٹھک میں لا کر دکھایا۔ یہ گھر حویلی میاں خاں کشمیری بازار میں تھا انہوں نے جب وہ سامان دیکھا تو مجھے بھی اپنا ہم راز بنا لیا۔ اس طرح آہستہ آہستہ ہمارا تین لڑکوں کا گروپ بن گیا جن میں سے ایک میرے محلے کا رہنے والا غازی امیر احمد ؒ اور دوسرا غازی محمد عبداللہ ؒ گڑھی شاہو کا رہنے والا تھا جو ریلوے میں ملازم بھی تھا۔ وہ جہاں رہتا تھا اسی غازی عبداللہ شہید ؒ کی وجہ سے آج بھی اس محلّہ کا نام غازی محلّہ ہے۔

انہی دنوں سیاست اخبار کے مالک سید حبیب صاحب کی صدارت میں گڑھی شاہو میں ایک جلسہ ہوا وہ ہم نے سنا جس سے ہمارے جذبات بہت بھڑکے کیونکہ یہ جلسہ اس گستاخ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف منعقد ہوا تھا جس کا نام بھولا ناتھ سین تھا اور وہ کلکتہ کا رہنے والا کتابوں کا تاجر تھا اس نے ایک کتاب "پراچین کہانیاں" نام کی لکھی جس کے سرورق پر سرکار دو عالم ﷺ کی شبیہ مبارک بھی تھی۔

گڑھی شاہو والا جلسہ سن کر ہم تینوں قبرستان میانی صاحب چلے گئے وہاں بیٹھ کر قسمیں کھائیں کہ اس گستاخ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دینا چاہیے اور جو پکڑا جائے وہ دوسروں کا پتہ نہیں بتائے گا۔ اگلے روز سے ہم نے جیل کی صعوبتیں برداشت کرنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا شروع کر دیا کبھی بھوکے رہتے' کبھی موٹے اور کھردرے کمبل میں ننگے جسم سوتے تاکہ جسم کی قوت برداشت زیادہ ہو جائے۔

کچھ دنوں بعد غازی امیر احمد ؒ کو ہم نے کلکتہ بھیجا کہ جاؤ اور پتہ کر کے آؤ کہ وہ آدمی کہاں اور کیسے رہتا ہے وغیرہ۔ تقریباً" دو ماہ بعد غازی امیر احمد ؒ بڑے برے حال میں واپس آیا داڑھی بڑھی ہوئی اور پاؤں سوجھے ہوئے تھے۔ کیونکہ پیسے تو تھے نہیں اور ہم نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ کسی سے مانگنے بھی نہیں اس لئے وہ بھوکا پیاسا' کبھی پیدل کبھی ریل پر بڑی مشکل سے پہنچا۔ اس نے آ کر ہمیں بتایا کہ اس ہندو کی بہت بڑی دکان ہے جو کالج سٹریٹ پر واقع ہے' ہر وقت سات یا آٹھ آدمی اس کے ارد گرد موجود رہتے ہیں اور دکان کے دونوں طرف دروازے ہیں۔

عید قربان پر ہم پھر قبرستان میانی صاحب گئے دوبارہ قسمیں کھائیں اور پروگرام بنایا کہ امیر احمد ؒ اور عبداللہ ؒ پہلے جائیں اور حالات کا جائزہ لیں اتنی دیر میں میں بھی پہنچ جاؤں گا۔ پروگرام تو یہ تھا کہ پہلے وہ دہلی جائیں گے اور پھر کلکتہ اتنے دنوں میں میں سیدھا کلکتہ پہنچ جاؤں اور پھر تینوں مل کر اس کا کام تمام کر دیں گے۔ مگر وہ سیدھے ہی کلکتہ چلے گئے۔ ان کے جانے کے چند روز بعد اخبار میں آ گیا کہ بھولا ناتھ سین قتل کر دیا گیا ہے اور دو پنجابی قاتل پکڑے گئے ہیں۔ میں نے یہ خبر اخبار میں پڑھی اور رات عبداللہ ؒ کے گھر (گڑھی شاہو) چلا گیا کہ پتہ کروں کہ اصل صورت

حال کیا ہے کیونکہ اخبارات میں نام غلط چھپے تھے۔ جاتی دفعہ میں اپنے ایک ہم راز جو بعد میں میرا پیر بھائی بنا' ملک مراتب علی سہروردی کو کہہ گیا کہ اگر رات دس بجے تک میں نہ پہنچا تو میرے گھر کہہ دینا کہ وہ پکڑا گیا ہے' کیونکہ لازمی بات ہے پولیس اس کے گھر ضرور پہنچی ہو گی۔

خیر رات میں جب اس کے گھر پہنچا' پہلے تو ارد گرد کا جائزہ لیا مگر وہاں تو ہو کا عالم تھا۔ میں نے اس کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے اس کی والدہ محترمہ نے دروازہ کھولا میں نے انکی خیریت دریافت کی اور عبداللہ ؒ کا پتہ پوچھا انہوں نے کہا کہ وہ سیر کرنے کے لئے ریلوے کا پاس لے کر گیا ہوا ہے' پتہ نہیں کب آئے اور ہاں اس کے ہاں پرسوں بیٹا بھی پیدا ہوا ہے۔ کچھ دیر میں وہاں رکا اور پھر گھر چلا آیا۔ دو تین روز کے بعد پولیس ہمارے محلے بھی میں آئی اور امیر احمد ؒ وغیرہ کا پوچھتی رہی محلہ داروں میں سے کسی نے نہ بتایا کیونکہ بڑے بوڑھوں کو ہم سے بہت محبت تھی اس لئے ہم پاس بھی کھڑے ہوتے تو وہ ہمارا پتہ نہ بتاتے پولیس اچھی طرح پوچھ گچھ کر کے چلی گئی۔

تقریباً" چار پانچ دنوں بعد کلکتہ سے ان دونوں کا مجھے خط بھی آ گیا جس میں تفصیلاً" لکھا تھا کہ ہم نے تین آدمی قتل کر دیئے ہیں اس میں تحریر تھا کہ امیر احمد ؒ نے دو قتل کئے ہیں اور عبداللہ ؒ نے ایک۔ قتل کر کے دونوں مخالف سمت میں بھاگ گئے عبداللہ ؒ دریائے ہگلی پر چلا گیا اور خون کے چھینٹے وغیرہ دھو کر ذکریا سٹریٹ حاجی مولو کی سرائے کی طرف آیا جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے۔ دوسری طرف امیر احمد ؒ کو ایک پنجابی بدمعاش نے دیکھا تو کہا ٹھہر جا اس نے کہا کہ کوئی تمہیں کچھ نہیں کہے گا جو آدمی پیچھے دوڑے آ رہے تھے انہیں اس نے گالیاں وغیرہ دیں تو وہ بھی پیچھے ہو کر کھڑے ہو گئے۔ اس موقع پر آپ نے فرمایا کہ شاہ صاحب (راقم السطور) ان دنوں میں نے دیکھا ہے کہ پنجابی کلکتہ میں راج کرتے تھے ان کا وہاں بڑا دبدبہ تھا ایک پنجابی کئی کئی آدمیوں پر بھاری ہوتا تھا۔ خیر اس پنجابی بدمعاش نے سمجھا کہ یہ بھی کوئی اچکا وغیرہ ہے اس نے کہا کہ یہ چھری مجھے دے دو اور بتاؤ کیا بات ہے۔ امیر احمد ؒ

نے کہا میں کوئی اچکا وغیرہ نہیں ہوں' میں دو آدمی قتل کر کے آیا ہوں۔ ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ پولیس بھی وہاں آگئی اور اسے پکڑ کر زکریا سٹریٹ میں لے گئی جہاں وہ ٹھہرے ہوئے تھے' وہاں عبداللہؒ بھی آگیا۔ اب عبداللہؒ کہے کہ میں نے آدمی قتل کئے ہیں اور امیر احمدؒ کہے کہ میں نے آدمی قتل کیے ہیں چونکہ ذکریا سٹریٹ میں مسلمانوں کی دوکانیں زیادہ تھیں اس لئے وہاں بہت سے مسلمان بھی اکٹھے ہو گئے اور ان کی حمایت کرنے لگے' یہ حمایت پھر ان کے تختہ دار پر پہنچنے تک جاری رہی اور دونوں کو ہر طرح کی آسائش وہاں کے مسلمانوں نے بہم پہنچائی کھانا پینا' روپیہ پیسہ ہر طرح سے انہیں خوش رکھنے کی کوشش کی' حتیٰ کہ میں وہیں موجود تھا جب غازی علم الدین شہیدؒ کے والد وہاں آئے اور کہا کہ میں نے بیٹے کی قبر بنوانی ہے اس کے لئے رقم کی ضرورت ہو گی۔ انہوں نے وہاں کے ایک عطر فروش کے نام چٹھی لکھ دی اس نے کچھ نہیں پوچھا اور جتنی رقم رقعہ میں لکھی تھی وہ انہیں دے دی۔
خیر پولیس نے جب دیکھا کہ تکرار بڑھ گئی ہے اور دونوں اس پر بضد ہیں کہ قتل انہوں نے کئے ہیں تو وہ دونوں کو تھانے لے گئی۔ وہاں کے لوگوں کو جو مسلمان تھے جب صحیح صورت حال کا پتہ چلا تو ان کے متعلق ان کے دلوں میں اور بھی محبت بڑھ گئی۔ وہ فوراً" میاں عبدالمجید عطر فروش جو وہاں کا صدر اور بہت امیر آدمی تھا' کے پاس پہنچے اور پورا ماجرا سنایا۔ وہ اپنی گاڑی میں بیٹھ کر تھانے پہنچا اور تھانے دار کو کہا کہ یہ اپنے آدمی ہیں انہیں چھوڑ دو۔ مگر غازی عبداللہؒ اور غازی امیر احمدؒ دونوں نے کہا کہ ہم باہر نہیں آئیں گے ہم نے قتل ہی اس لئے کئے ہیں کہ پھانسی چڑھ جائیں۔
اس موقع پر آپ نے آبدیدہ ہو کر یہ شعر پڑھا۔

مقام فیض کوئی راہ میں جچا ہی نہیں
جو کوئے یار سے نکلے تو سوئے دار چلے

چنانچہ دونوں کو جیل بھیج دیا گیا۔ انہوں نے وہاں سے مجھے خط لکھا کہ یہاں کے مسلمان بہت تنگ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بیان دو کہ قتل ہم نے نہیں کئے ہم مہنگے ترین وکیل کرا کے تمہیں بچالیں گے' تمہارا کیا خیال ہے۔ جوابی خط میں میں نے انہیں

لکھا کہ چونکہ ہمارا مقصد ہی یہ تھا اس لئے معافی کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا بہرحال چونکہ انہوں نے خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ اس کے متعلق فتویٰ لو چنانچہ میں حضرت مولانا غلام مرشد کے پاس چلا گیا (جو بھاٹی دروازہ اونچی مسجد میں خطیب تھے) انہوں نے فرمایا کہ وہ معافی مانگ سکتے ہیں۔ جیسے کوئی ہندو سکھ تم سے خیرات مانگے تو تم دے دیتے ہو اگر ان کی جان بچ سکتی ہے تو وہ معافی مانگ سکتے ہیں۔ میں نے تمام باتیں خط میں لکھ دیں۔ انہوں نے جواب لکھا کہ تم یہاں آؤ چنانچہ میں کلکتہ چلا گیا اور ان کے ساتھ جیل میں ہی تقریباً" دو ماہ رہا اور شہادت سے ایک ماہ بیس دن پہلے واپس آگیا۔
جیل میں اک عجیب سماں میں نے دیکھا وہاں کے مسلمانوں نے ہم تینوں کی خدمت کی انتہا کر دی۔ مکھن' دودھ' چائے' سگریٹ اور طرح طرح کے کھانے روزانہ ہمارے لئے آتے۔ وہاں کا جیلر انگریز تھا اور اس کی رہائش ہماری بارک کے سامنے تھی سارا دن اس کی بیوی کھڑکی میں بیٹھی رہتی اور ہمیں دیکھتی رہتی کہ چند دن بعد جن لوگوں کو پھانسی چڑھ جانا ہے وہ کتنے خوش و خرم ہیں ہم صبح کو اٹھ کر ڈنڈ سپاٹے لگاتے پھر ناشتہ کرتے اور سارا دن خوش گپیوں اور شرارتوں میں گزار دیتے۔
وقت گزرا اور ایک دن میرے دونوں ساتھیوں کا شہادت سے چار دن پیشتر کا لکھا ہوا خط مجھے ملا جو میں دکان کے پچھلے کمرے میں بیٹھا پڑھ رہا تھا اور رو رہا تھا کہ میں رہ گیا اور میرے دوست اپنے مقصد کو پا گئے۔ میں جہاں کام کرتا تھا وہ میرے استاد قبلہ حضرت مرزا غلام محی الدین سہروردیؒ کی دکان تھی وہاں میں ان دنوں جلد سازی کا کام کیا کرتا تھا مرزائیوں کے خلاف ہم پمفلٹ چھاپ کر تقسیم کرتے تو محترمی استاد مکرم کمال شفقت سے ہمیں کاغذ وغیرہ خرید کر دیتے۔ خیر پچھلے کمرے میں جہاں میں بیٹھا رو رہا تھا وہاں میرے استاد محترم اچانک کسی کام کے سلسلے میں تشریف لائے تو انہوں نے میری یہ کیفیت دیکھی اور پوچھا نذیر پتر کیا بات ہے' تم رو کیوں رہے ہو اور ساتھ ہی میرے ہاتھ سے خط پکڑ کر یہ سمجھ کر پڑھنے لگے کہ کسی قریبی عزیز کے مرنے کی خبر آئی ہے مگر جب آپ نے اصل بات جان لی تو میرے لئے بھی چارہ نہ رہا کہ میں انہیں اپنے بارے میں کچھ آگاہی پیش کروں چنانچہ میں نے اپنا کچھ ماجرا کہہ سنایا

اور کہا کہ اس خط کے چار دن بعد میرے دونوں دوستوں کو پھانسی لگ چکی ہو گی میں رو اس لئے رہا ہوں کہ میں اکیلا رہ گیا ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے استاد صاحب کی قبر مبارک نور سے منور فرمائے آپ نے مجھ سے پوچھا پتر تمہارا مقصد کیا ہے جس کی وجہ سے تم یہ تمام کام کر رہے ہو۔ میں نے کہا کہ مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ خود اپنی زبان اطہر سے ارشاد فرما دیں کہ تمہاری جان کی ضرورت ہے۔ آپ نے فرمایا! اگر یہ مقصد قتل ہونے کے بغیر اور ابھی پورا ہو جائے تو پھر' میں نے کہا کہ مقصد حیات ہی یہی ہے اگر ایسا ہو جائے تو میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔ یہ سن کر آپ اسی وقت مجھے قلعہ گوجر سنگھ شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں لے گئے اور بیعت کروا دیا۔

وہاں سے فارغ ہو کر جب ہم سید مٹھا وکلن پر واپس آئے تو میرے استاد مکرم رحمۃ اللہ علیہ اپنے چھوٹے بھائی کو فرمانے لگے کہ بھئی نذیر سے مٹھائی کھاؤ یہ حضرت صاحب (شیخ الاسلام حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ) سے بیعت ہو کر آیا ہے۔ جب آپ کے بھائی مرزا غلام مصطفیٰ سہروردی صاحب نے مجھے پوچھا' کیوں بھئی نذیر مٹھائی کب منگواتے ہو؟ سنا ہے تم حضرت قبلہ سے بیعت کر آئے ہو تو میں نے جوابا" کہا کہ نہیں۔ وہ چونکے اور اپنے بڑے بھائی جناب مرزا غلام محی الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو کہنے لگے کہ یہ تو کہتا ہے کہ بیعت نہیں کی۔ استاد صاحب نے مجھے پوچھا تو میں نے انہیں بھی یہی جواب دیا کہ بیعت نہیں کی۔ وہ بڑے سٹپٹائے اور مجھے ٹانگے پر بٹھا کر اسی وقت دوبارہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کی کہ حضرت صاحب یہ تو کہتا ہے کہ میں بیعت نہیں ہوا۔

اللہ تعالیٰ آپ کی قبر شریف نور سے منور فرمائے' آپ نے مجھ سے پوچھا کیوں بیٹا کیا تم میری بیعت نہیں ہوئے میں نے عرض کی' حضور نہیں۔ آپ نے فرمایا بیعت نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ عنداللہ میں آپ کو سچ کہتا ہوں کہ مجھے یہ بھی علم نہیں تھا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں میں نے عرض کی کہ "کیا مجھے کوئی سرکار (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کا حکم ہوا ہے"۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ لمحہ بھر کے لئے خاموش ہوئے اور فرمایا "اچھا کل

صبح بعد از نماز فجر میرے پاس آنا"۔ میں اپنے استاد محترم رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ واپس چلا آیا اگلے دن صبح صادق آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ (واقع محلہ آویاں قلعہ گوجر سنگھ) جو لاہور کی قدیم بستی ہے' حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے پوچھا "کیوں بیٹا بیعت ہوئے ہو؟" میں نے عرض کیا' حضور ابھی حکم نہیں ملا۔ آپ نے فرمایا! اچھا کل پھر صبح اسی وقت آ جانا۔ میں اگلے روز پھر اسی وقت حاضر خدمت ہوا۔ آپ بالاخانے سے نیچے تشریف لائے اور پھر مجھ سے پوچھا۔ "کیوں بیٹا میری بیعت اختیار کی ہے"۔ میں نے عرض کیا' حضور ابھی حکم نہیں ملا۔ آپ پھر چند لمحوں کے لئے خاموش ہوئے اور فرمایا اچھا کل پھر اسی وقت آ جانا۔ تیسرے دن جب میں حاضر ہوا تو آپ نے مجھے گذشتہ دنوں کی طرح پھر وہی سوال پوچھا کہ میری بیعت کی ہے۔ میں نے عرض کیا کہ جی حضور! آپ نے پوچھا بھئی پہلے کیوں نہیں مان لیا۔ میں نے عرض کیا کہ سرکار دو عالم ﷺ کا حکم ہو گیا ہے اس لئے آج میں نے اقرار کر لیا ہے۔ یہ سن کر آپ نے فرمایا' اچھا اب جاؤ اور اسباق کا دھیان رکھنا۔

اس موقع پر آپ نے اپنے مرشد کریم شیخ الاسلام حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے انداز تربیت کا ذکر فرماتے ہوئے فرمایا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ کسی سے کہہ کر کوئی کام کروایا تو کیا کروایا بہتر تو یہ ہے کہ اس کا دل خود کہے کہ یہ نیکی کا کام ہے اور اسے کرنا چاہیے۔ خود میری مثال لے لیں میں سولہ یا سترہ سال کی عمر میں آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہوا مگر ساری عمر آپ نے مجھے کبھی نماز کے متعلق سختی سے حکم نہیں فرمایا بلکہ بڑے اچھے پیرائے میں سمجھا دیا کہ صبح سب مسلمان نماز پڑھتے ہیں' میں بھی پڑھتا ہوں اس لئے تم بھی نماز پڑھ لیا کرو۔ ایک دن نماز تہجد کی برکات گنوانے کے بعد مجھے فرمانے لگے کہ دیکھو ایک غلہ (پیسے جمع کرنے والا برتن) تم رکھ لو اور ایک میں رکھ لیتا ہوں جس کی تہجد قضا ہو وہ اس میں ایک دونی (دو آنے کا سکہ) ڈال دیا کرے مہینے بعد دیکھیں گے کس کی کتنی نمازیں قضا ہوئیں۔

اسی طرح شروع شروع میں میں پکا روزے دار نہیں تھا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک روز فرمانے لگے دیکھو مسوڑھوں کی خرابی کی وجہ میرا منہ سوجا ہوا ہے اور میں روٹی نہیں

کھا سکتا سحری کو ایک بند دودھ کے ساتھ کھا کر روزہ رکھ لیتا ہوں میں مرتو نہیں گیا۔ اس دن کے بعد سے اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ روزہ نہیں چھوٹا۔

حضرت ممدوح قدس سرہ' نے فرمایا میں آپ کی خدمت میں سال ہا سال حاضر ہوتا رہا ہوں اگر کبھی کسی دن حاضر خدمت نہیں ہو سکا تو اگلے روز آپ نے خاص طور پر پوچھا کہ کیا بات ہے خیریت تھی! یار کل تم ملے نہیں۔ ایک دن بارش اور کیچڑ کی وجہ سے میں حاضر خدمت نہ ہو سکا تو اگلے روز آپ نے نہ آنے کی وجہ پوچھی میں نے عرض کیا کہ حضور بارش ہو رہی تھی دوسرا کیچڑ بھی بہت زیادہ تھا اس لئے حاضر نہ ہو سکا۔ یہ سن کر آپ مسکرائے اور ارشاد فرمایا کہ درویش سے تو پھر کیچڑ ہی اچھا ہوا کہ کیچڑ کے ڈر کر تم گھر ہی میں بیٹھے رہے اور مجھے ملنے نہیں آئے۔

بعد ازاں آپ ہم سب کو جو اس محفل میں شریک تھے گھر سے باہر تک چھوڑنے آئے۔ آپ بڑی محبت سے سب کو الوداع فرما کر یہ دعا دیتے "جاؤ اللہ کی حفاظت میں جاؤ" (یہ دعا آپ کی عادت شریفہ میں تھی کہ جب بھی کوئی آپ سے رخصت ہوتا آپ اسے یہی دعا دے کر رخصت فرماتے) اس سگ درگاہ کی باری آئی تو آپ نے بڑی محبت سے فرمایا! شاہ جی آپ آتے رہا کریں میری تسلی ہو جاتی ہے کہیں آپ اپنے آپ کو کتاب کی اشاعت تک ہی محدود نہ کر لیجئے گا۔

جادہ دوم

دست بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو گفتگو کا موضوع حضرت مجدد الف ثانی احمد سرہندی قدس سرہ' العزیز سے متعلق تھا۔ آپ نے فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ کے والد بزرگوار رحمتہ اللہ علیہ وحدت الوجود کے قائل تھے جبکہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ وحدت الشہود کے۔ میرے شیخ قبلہ حضرت صاحب' اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو نور سے منور فرمائے آپ نے اپنی تصنیف "جمال الہیٰ" میں وحدت الوجود اور وحدت الشہود کے باب میں وحدت الوجود کی مخالفت میں بہت ہی مدلل گفتگو فرمائی ہے۔ اس موقع پر آپ نے سگ درگاہ کو پوچھا کیا آپ نے وہ حصہ پڑھا ہے۔

میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ پڑھا تو ہے مگر چونکہ ابھی سمجھ میں نہیں آتا' اس لئے چھوڑ دیا ہے کیونکہ ان تمام باتوں کا تعلق مشاہدات سے ہے اور میں ابھی صرف الفاظ کی ہی حد تک ہوں اس لئے اسے پڑھنا سوائے گمراہی میں الجھنے کے اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ آپ نے میرے خیالات سن کر فرمایا۔ شاباش! یہ بہت اچھی بات ہے۔ اسی ضمن میں اپنا ایک واقعہ بیان کیا۔

آپ نے فرمایا! ایک دفعہ میرے ایک دوست جو نقشبندی سلسلے میں عقیدت رکھتے تھے نے مجھے مکتوب شریف حضرت مجدد الف ثانی ؒ پڑھنے کو دیئے میں جب بھی فارغ ہوتا انہیں پڑھنا شروع کر دیتا اس وجہ سے کئی روز تک حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر نہ ہو سکا۔ کچھ دنوں کے ناغہ کے بعد جب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پوچھا! بھئی نذیر آج کل تم کون سی کتاب پڑھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا کہ حضور مکتوبات شریف پڑھ رہا ہوں آپ نے فرمایا ابھی انہیں مت پڑھو میں نے عرض کیا جیسے آپ کا حکم۔ ایک بات اور بھی آپ کو بتا دوں آپ کی زبان میں میں نے عجب تاثیر دیکھی ہے جس کام کے متعلق آپ مجھے حکم فرما دیتے کہ اسے چھوڑ دو' یقین کریں وہ میرے دماغ سے یوں نکل جاتا جیسے وہ کام کبھی میں نے کیا ہی نہ ہو۔ خیر میں نے مکتوبات شریف پڑھنے بند کر دیئے۔

کافی عرصہ گزر گیا ۱۹۵۸ء میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' اس دار فانی سے رخصت ہو گئے۔ آپ کے وصال کے بھی کئی سال بعد آپ کے سالانہ عرس سے ایک دن پہلے' شاید پیر کا دن تھا میں اپنی عادت کے مطابق نماز فجر پڑھ کر سویا تو میں نے دیکھا کہ حضرت مجدد الف ثانی ؒ تشریف لائے ہیں۔ میں نے آپ کی جناب میں عرض کیا کہ سرکار دو عالم ﷺ کی تعریف' تعبداری اور محبت کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ آپ نے میری جانب دیکھا اور مسکرائے دو یا تین منٹ گزرتے ہیں کہ میں دوبارہ یہی عرض کرتا ہوں۔ آپ پھر میری جانب دیکھ کر مسکراتے ہیں اسی طرح تیسری بار پھر دو تین منٹ گزرنے کے بعد میں نے یہی عرض کیا اور ساتھ یہ بھی عرض کیا کہ اس طرح سمجھائیے کہ مجھ جیسے بے علم کی سمجھ میں آ جائے۔ آپ پھر میری طرف دیکھ کر

مسکراتے ہیں اور فرماتے ہیں "اچھا" اور آپ تشریف لے جاتے ہیں۔

اگلے دن حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کا عرس تھا میں آپ کے مزار اقدس ہنجروال چلا گیا وہاں ایک مولوی صاحب نے آیت پڑھی' "الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون" اور تقریر شروع کر دی۔ تقریر شروع کی تو وہ اپنے موضوع سے اس قدر دور چلے گئے کہ مجھے مداخلت کرنا پڑی اور میں نے انہیں کہا کہ آپ اپنے موضوع کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں یہ رٹی رٹائی تقریر چھوڑیں وہ بجائے مجھے جواب دینے کے بڑے ناراض ہوئے اور کہنے لگے کہ آپ خود تقریر کر لیں میں نے انہیں کہا کہ اگر میں تقریر کر سکتا تو آپ کو زحمت نہ دیتا خیر وہ بیٹھ گئے دوسرے صاحب آئے انہوں نے بھی یہی آیت پڑھی مگر موضوع سے دور چلے گئے اسی طرح تیسرے صاحب آئے اور وہ بھی موضوع سے ہٹ گئے۔ مجھے ایسے محسوس ہونے لگا جیسے میرے اندر کسی نے آگ لگا دی ہو اور یہ آتش اس قدر بڑھی کہ میں وہاں سے اٹھ کر باہر چلا آیا۔

عرس کی تقریبات ختم ہونے پر میں وہ آتش لئے گھر چلا آیا۔ چند روز بعد میں نماز جمعہ پڑھنے کے لئے حجتہ الکاملین' امام الواصلین حضرت عثمان بن علی' ہجویری المعروف داتا گنج بخش قدس سرہ العزیز کے آستانہ عالیہ سے منسلک مسجد میں گیا اب حسن اتفاق کہ وہاں بھی امام صاحب مولوی محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے وہی آیت پڑھی اور وہ بھی موضوع سے ہٹ کر ادھر ادھر کی سنانے لگے ادھر میرے اندر اس قدر تلخی بڑھی کہ بیان سے باہر ہے۔ اسی دوران نماز کے لئے جماعت کھڑی ہو گئی لوگ ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے اور میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا کہ اب یہاں سے کیسے نکلوں اتنے میں رکوع کے لئے امام صاحب نے اللہ اکبر کہا۔ ناچار میں بھی اللہ اکبر کہہ کر ان کے ساتھ رکوع میں شامل ہو گیا۔ مجھے یاد ہے سجدے سے فارغ ہو کر جب دوسری رکعت کے لئے قیام میں کھڑے ہوئے تو مجھے ایسے محسوس ہوا کہ میرے اندر جیسے کوئی چیز داخل ہو رہی ہے اس سے مجھے بڑی ٹھنڈک محسوس ہوئی اور یہ سلسلہ بڑھتا ہی رہا حتیٰ کہ نماز ختم ہو گئی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد میں بعد از فاتحہ قلعہ گوجر سنگھ

سے ہوتا ہوا میکلوڈ روڈ پر حضرت موسیٰ آہنگر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوا۔ فاتحہ پڑھی اور وہاں سے نکل کر پیدل ہی حضرت میاں میر قادری قدس سرہ العزیز کے آستانہ عالیہ پر پہنچ گیا وہاں مجھے اور ٹھنڈک اور خوشی میسر آئی حالانکہ وہ دن سخت گرمی کے تھے۔

اس واقعہ کے تین روز بعد حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' پھر تشریف لائے اور میں نے پھر وہی سوال آپ کی خدمت میں عرض کیا آپ پھر اسی طرح مسکراتے رہے۔ آپ سے دوبارہ ملاقات کے متعلق میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ حضرت مجدد الف ثانی رحمتہ اللہ علیہ کے تشریف لانے کا مقصد یہ ہے کہ مجھے اب مکتوبات پڑھنے کی اجازت ہو گئی ہے چنانچہ میں نے مکتوبات پڑھنے شروع کر دیئے۔ میں سچ کہتا ہوں کہ اس بار مجھے پڑھنے کا اس قدر لطف آیا کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔

یہ مکتوبات جو میں نے پڑھے' دراصل انتخاب شدہ تھے اور یہ مجھے اس طرح ملے کہ میرے ایک دوست نے مجھے دعوت دی کہ میرے ہاں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین تشریف لائے ہیں۔ کیونکہ وہ تمہارے ہم مشرب ہیں اس لئے آؤ میں تمہیں ان سے ملا دوں۔ میں نماز جمعہ پڑھنے کے بعد اس کے ہاں چلا گیا۔ ان سے ملاقات ہوئی تو میں نے ان سے پوچھا کہ حضرت آپ کے گھرانے میں ایک مسئلہ پیدا ہوا تھا (وحدت الوجود اور وحدت الشہود) کیا آپ اس کے متعلق کچھ بیان فرمانا پسند کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس مسئلہ کے متعلق کچھ بتانے سے قاصر ہوں آپ یہ انتخاب شدہ مکتوبات کا نسخہ لے جائیں اور پڑھ لیں ہو سکتا ہے اس طرح آپ کا مسئلہ حل ہو جائے۔ میں وہ مکتوبات شریف ان سے لے آیا اور جیسے پہلے بیان کیا ہے میرے ساتھ یہ واقع پیش آیا۔

جادہ سوم

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری اوائل عمری کا دور تھا اور ہم کشمیری بازار محلہ گگے زئیاں میں

رہتے تھے۔ میری والدہ ماجدہ کا وصال ہو چکا تھا میری دادی جان اور میرے والد ماجد حیات تھے ہمارے محلے میں ایک قصاب رہتے تھے۔ میں آج تک روزانہ جب قرآن پڑھتا ہوں' انہیں ضرور ایصال ثواب کرتا ہوں کیونکہ انہوں نے بروقت میری صحیح رہنمائی کی تھی۔ وہ سلسلہ قادریہ میں بیعت تھے بہت اچھے پنجابی زبان کے شاعر تھے ان کے شاگرد وہاں آتے اور ان سے اصلاح لیتے چونکہ میں فارغ ہی تھا اس لئے ان کے پاس بیٹھ جاتا اس طرح ان سے کچھ راہ و رسم پیدا ہو گئی۔ یہ راہ رسم بڑھتے بڑھتے اس حد تک آ گئی کہ میں ان کا شاگرد ہو گیا اور پنجابی اشعار کی اصلاح لینے لگا۔

ایک دن میری والدہ ماجدہ رحمتہ اللہ علیہا مجھے خواب میں ملیں میں نے دیکھا کہ انہوں نے بڑی گندی چادر اوڑھی ہوئی ہے اور وہ ایک چارپائی پر بیٹھی ہیں۔ میں نے انہیں عرض کیا کہ آپ نے اتنی گندی چادر کیوں اوڑھی ہوئی ہے آپ نے فرمایا تم توبہ کر لو' میں یہ گندی چادر اتار دیتی ہوں۔ میں نے عرض کیا ٹھیک ہے میں توبہ کرتا ہوں اور انہوں نے چادر اتار دی میں نے دیکھا کہ آپ نے بڑے خوبصورت کپڑے زیب تن فرمائے ہوئے ہیں۔

اس خواب کا تذکرہ میں نے اپنے استاد محترم ﷫ سے کیا انہوں نے فرمایا کہ اگر تمہیں میں کچھ کہوں تو تم میرا کہنا مانو گے میں نے کہا بالکل جناب انہوں نے فرمایا ایسا کرنا کہ ایک پیسے کا تمباکو ہر اتوار کو اپنے محلے کے خاکروب کو دے دیا کرو اور ساتھ ایک سبق دیا اور کہا کہ ایک تسبیح پڑھ لیا کرنا اور چاہے لیٹ کر پڑھ لینا مگر وضو ہونا ضروری ہے۔ میں رات سوتے وقت جتنی دیر جاگتا رہتا' پڑھتا رہتا اور پھر سو جاتا تین چار روز بعد مجھے انکشافات ہونے شروع ہو گئے اور میں آپ کی خدمت میں بیان کرتا رہتا۔ میرا ایک ساتھی' جو میرے ساتھ ہی آپ کا شاگرد ہوا تھا وہ بھی خواب بیان کرتا ایک روز وہ مجھے کہنے لگا کہ کیا تم سچ مچ یہ خواب دیکھتے ہو میں نے کہا ہاں اس نے کہا میں تو یوں ہی بنا کر بیان کر دیتا ہوں تاکہ استاد صاحب یہ نہ سمجھ لیں کہ ایک شاگرد پیچھے رہ گیا' اور ایک آگے نکل گیا ہے۔

وقت گزرتا گیا چند مہینوں بعد ایک دن میرے استاد مجھے اپنے دادا پیر کے بیٹوں

کے پاس تکیہ الی والا نزد پیسہ اخبار (انار کلی بازار) لے گئے وہ حضرت پیر محمد شاہ صاحب ﷫ شیخو شریف پاک پتن کے بیٹے تھے اور تکیہ الی والا میں ان کی جائیداد تھی اب بھی ان کی وہاں ایک بڑی کوٹھی ہے ان کا نام پیر احمد حسین تھا۔ وہاں گیارہویں شریف کا ختم تھا انہوں نے مجھے کھانے کے لئے چاول دیئے میں نے جو منہ ڈالے تو وہ مجھ سے نگلے ہی نہ جائیں حتیٰ کہ قے کی صورت پیدا ہو گئی۔ میرے استاد مجھے بڑا سمجھائیں کہ ایسے نہیں کرتے بڑا گناہ ہوتا ہے اس پر میں نے استاد جی سے کہا کہ جناب میرے گلے سے نیچے ہی نہیں جاتے۔ اتنے میں اندر سے پیر صاحب کا خادم آیا اور کہنے لگا کہ حضرت صاحب فرماتے ہیں آپ اندر آ جائیں میں نے جا کر سلام کیا انہوں نے بڑے پیار سے اپنے قریب بٹھا لیا اور میرے استاد محترم کو فرمایا' جو ان کے والد صاحب کے مرید تھے بابا اسے چاول کھلائے ہیں۔ استاد صاحب نے کہا یہ کہتا ہے کہ چاول کھائے نہیں جاتے اور ساتھ ہی میرا تعارف بھی کروا دیا کہ یہ میرا شاگرد ہے۔ (اس واقعہ سے پہلے ایک دن خواب میں میرے استاد محترم کے شیخ اور جن کے ہاں ہم آئے تھے۔ ان کے والد ملے اور ایک درود شریف پڑھنے کا فرما گئے تھے' جو میں پڑھتا تھا)۔

خیر پیر احمد حسین صاحب نے بھی میرے لئے بڑے تپاک سے چاول منگوائے مگر پہلے والی کیفیت ہو گئی مجھے چاولوں میں سے بو بھی آئے اور وہ مجھ سے کھائے بھی نہ جائیں انہوں نے کہا اچھا رہنے دو اور بتاؤ تمہیں کیا خواب آتے ہیں میں نے وہ خواب سنا دیے جو مجھے نظر آتے تھے انہوں نے میرے استاد محترم سے کہا بابا اب یہ ہمارے اور تمہارے کنٹرول سے باہر ہو گیا ہے اس کا تعلق ہمارے والد بزرگوار سے بلا واسطہ ہو گیا ہے اب تم اسے کوئی سبق نہ دینا۔

اس کے بعد نعت خواں حضرات نے نعتیں اور منقبت وغیرہ پڑھنی شروع کر دیں مجھے بھی میرے استاد محترم نے حکم دیا کہ تم بھی پڑھو میں نے منقبت کا یہ مصرع پڑھا جو شاید حضرت بو علی قلندر رحمتہ اللہ علیہ کا تھا جو اب مجھے یاد نہیں رہا کیونکہ یہ واقع پچاس ساٹھ سال بیشتر کا ہے۔

چو بر شیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی
کرم سے پار کر بیڑا جناب شاہ جیلانی

اور اسی کو دہرانے لگا چونکہ میں خوش الحان نہیں تھا اس لئے ایک دو دفعہ اس مصرع کو پڑھنے کے بعد بیٹھ گیا اور اس دن کے بعد سے آج تک پھر کبھی کسی مجلس میں نعت یا منقبت پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔

جادہ چہارم

قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا تو گفتگو تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء کے بارے ہو رہی تھی آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب ختم نبوت تحریک شروع ہوئی تو میرے شیخ قبلہ حضرت صاحب قدس سرہ العزیز نے مجھے فرمایا کہ تم اس معاملے میں خاموشی اختیار کر لو یعنی اس معاملے میں دخل انداز نہ ہونا میں نے عرض کیا ٹھیک ہے ایسے ہی ہو گا مگر جب میں یہ دیکھتا کہ لوگ اس میں شرکت کے لئے جا رہے ہیں اور قید ہو رہے ہیں تو میرا دل بھی چاہتا کہ میں بھی اس تحریک میں شریک ہو کر شہید ہو جاؤں۔ ایک اور بات بھی عرض کر دوں کہ میں فطری طور پر قید کے خلاف ہوں قید کے طور پر اگر اسی جگہ آپ مجھے ایک دن بٹھا دیں تو میں نہیں بیٹھ سکتا ویسے چاہے ایک ہفتہ بیٹھا رہوں اس کی وجہ یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ گولی کھا کر مر جانا بہتر ہے وہ اس لئے کہ قید میں تو آدمی سسک سسک کر مرتا ہے اور وہ موت بزدلانہ ہوتی ہے جبکہ آگے بڑھ کر موت کو گلے لگانا بہادرانہ فعل ہے اور دلیری کی موت ہے اسی لئے میرا دوستوں سے ہمیشہ اختلاف رہا ہے۔ کشمیر ایجی ٹیشن میں بھی میں نے قید ہونے کو اچھا نہیں سمجھا کیونکہ قید میں جذبات مجروح ہو جاتے ہیں وہاں گھر والے یاد آتے ہیں دوست عزیز یاد آتے ہیں اور انسان اپنے مقصد کو بھول جاتا ہے۔

خیر میں ان دنوں نماز جمعہ مسجد وزیر خان پڑھتا تھا اور وہاں مولوی حضرت محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نماز جمعہ پڑھاتے تھے جو اس تحریک کے بڑے سرگرم لیڈر تھے چونکہ حضرت قبلہ العالم حضرت شیخ قدس سرہ' العزیز نے منع فرمایا تھا۔ اس لئے ویسے تو میں تحریک ختم

نبوت کے جلوسوں میں شریک نہ ہوتا مگر دل میں خیال کرتا کہ کوئی ایسی جگہ ہو جہاں چاقو چھریاں وغیرہ چلیں اور میں بھی سرکار دو عالم ﷺ کے نام پر قربان ہو جاؤں۔

خیر تحریک کچھ مدھم پڑی تو ایک دن میں حضرت قبلہ شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر ہوا میرے علاوہ میرا برادر روحانی چودھری امتیاز سیکرٹری محکمہ خوراک پنجاب بھی بیٹھا تھا اس سے کوئی غلطی سرزد ہو چکی تھی اور وہ آپ کی خدمت میں معافی کی غرض سے بیٹھا تھا۔ مجھے دیکھ کر حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' نے فرمایا چلو بھئی دربار حضرت داتا گنج بخش قدس سرہ چلیں۔ وہاں پہنچے' پہلے پرانی مسجد کے صحن میں بیٹھے اور مراقبہ کیا مگر کچھ دیر بعد سرکار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا آگے چلے آؤ اور مزار کے قریب برآمدہ میں جا بیٹھے میں نے پوچھا سرکار رحمۃ اللہ علیہ وہاں اور یہاں کا کیا فرق ہے آپ نے فرمایا قرب اور بعد کا کوئی مسئلہ ہے میں نے کہا جی حضور' آپ نے فرمایا تو پھر چپ ہو کے بیٹھ جاؤ۔ وہاں بیٹھ کر مراقبہ کیا پہلے تو بھائی چودھری امتیاز سہروردی اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمائیں کا معاملہ پیش ہوا اور وہ حل ہو گیا۔ میری باری آئی تو امام السالکین حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ بہت ناراض تھے آپ میرے شیخ قدس سرہ کو فرمانے لگے اسے کیوں نہ میں سزا دوں اتنے آدمی جو تحریک ختم نبوت میں گولیوں کا نشانہ بنے ہیں ان کا ذمہ دار کون ہے اس کے سپرد یہ علاقہ تھا یہی اس کا ذمہ دار ہے میں نے آپ کی جناب میں عرض کیا کہ حضور اصل حقیقت یہ ہے کہ حضور نبی رؤف الرحیم علیہ الصلوۃ والسلام کی بے پایاں محبت کی وجہ سے میں اپنے دل پر قابو نہ رکھ سکا میں نے نہ تو کسی سے اس کا ذکر کیا ہے' نہ کسی کو اس کام کے لئے تیار کیا ہے بلکہ اس ارادہ اور خواہش کو میں جانتا ہوں یا میرا خدا۔ آپ نے فرمایا تم نے ایسا ارادہ کیا ہی کیوں؟ بہرحال اس دن بڑی مشکل سے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی وجہ سے معافی ہوئی اور یہ بھی پتہ چلا کہ درویش پر ایک مقام ایسا بھی آتا ہے جب اس کے غلط خیال پر بھی سزا لگ سکتی ہے۔

جادہ پنجم

خدمت اقدس میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا تو آپ بڑی محبت و التفات سے پیش آئے۔ دوران گفتگو میں نے عرض کی کہ سرکار مراقبہ میں جو کیفیات سامنے آتی ہیں اس میں مراقب کی اپنی مرضی شامل ہوتی ہے یا نہیں؟

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا۔ مراقبے کا مطلب انتظار ہے۔ مراقبہ کرنے والا صرف انتظار میں بیٹھ جاتا ہے جو کچھ واردات ہوتی ہے اور وہ من جانب اللہ ہوتی ہے اس میں مراقبہ کرنے والے کی کوئی مرضی شامل نہیں ہوتی ہاں اس واردات کا تعلق مراقبہ کرنے والے کی حیثیت سے ضرور ہوتا ہے اگر اس کی حیثیت سے زیادہ تجلیات ہو جائیں تو وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے یعنی مجذوب ہو جاتا ہے جیسے کسی کی حیثیت ایک من بوجھ اٹھانے کی ہو اور اسے کہہ دیا جائے کہ جاؤ جتنا مرضی سامان اٹھالو اور وہ ایک من کی بجائے پانچ من وزن اٹھالے تو اب آپ خود ہی سوچ لیں کہ اس کا حشر کیا ہو گا۔ دوسرا ان تجلیات سے کئی گمراہ بھی ہو جاتے ہیں جو لوگ اس راستے پر چلتے ہیں ان میں سے اکثر ابتدائی مکاشفات میں ہی رک جاتے ہیں۔ اس کی ایک وجہ تو وہی ہوتی ہے جو میں نے ابھی عرض کی ہے۔ دوسرا بعض اوقات ان میں تکبر بھی پیدا ہو جاتا ہے جس سے ان کی ترقی رک جاتی ہے۔

دوران گفتگو میں نے ان لوگوں کے متعلق آپ سے پوچھا جو نشے کی حالت میں رہتے ہیں اور درویشی کا دم بھی بھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا وہ بالکل غلط لوگ ہیں یاد رکھیں جو درویش ان افعال کے مرتکب ہوتے ہیں جن کی شریعت میں ممانعت ہے تو وہ اگر ہوا میں بھی اڑ کر دکھا دیں پھر بھی دین اور طریقت میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اب رہی یہ بات کہ نشے کی وجہ کیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہو سکتا ہے وہ شروع میں اس سے سکون اور یکسوئی حاصل کرتے ہوں اور بعد میں صرف نشہ ہی باقی رہ جاتا ہو اور درویشی کسی اور جہان میں پناہ لے لیتی ہو۔ میری اس بات کی ایک دلیل ہے جو میں اپنی ایک آپ بیتی کی صورت

آپ کو سناتا ہوں۔

میں ان دنوں چوک وزیر خاں میں بزاز کی دوکان کرتا تھا مجھے ایک دفعہ بڑا سخت نزلہ ہوا میں بڑی بری حالت میں وہاں بیٹھا تھا کہ ایک آدمی آیا جو اکثر وہاں سے گزرتا تھا وہ مجھے کہنے لگا اگر آپ برا نہ منائیں تو میں آپ کو اس کا ایک علاج بتاؤں جس سے آپ ابھی ٹھیک ہو جائیں گے میں نے کہا بتاؤ اس نے کہا آپ تھوڑی سی افیون کھا لیں۔ میں نے افیون کا نام تو سنا تھا کہ طب یونانی میں نزلہ کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے مگر اس کے اثرات سے ناواقف تھا میں نے اسے کہا ہاں دو اس نے مجھے فلفل سیاہ جتنی افیون دے دی میں نے اس سے لی اور کھالی تھوڑی دیر بعد میرا رنگ متغیر ہونے لگا تو اس نے مجھے کہا حضرت صاحب گھر چلے جائیں اور آرام کریں ہاں رات کو دودھ ضرور پی لینا۔ میں نے دوکان بند کی اور گھر آ گیا وہ آدمی مجھے گھر تک چھوڑنے بھی آیا گھر آ کر مجھے اتنی ہوش تھی کہ میں نماز مغرب پڑھ سکوں میں نماز کے لئے کھڑا ہوا تو نماز پڑھتے مجھے اس قدر فرحت اور یکسوئی حاصل ہوئی کہ آج تک نماز پڑھنے میں وہ لطف نہیں آیا اس وقت میرے خیال میں فوراً" آپ والا یہ سوال آیا اور مجھے سمجھ آ گئی کہ جو لوگ نشہ کرتے ہیں وہ اسی لئے نشہ آور چیزوں کا استعمال شروع کرتے ہیں تاکہ انہیں سکون اور یکسوئی حاصل ہو مگر بعد میں وہ اس کے عادی ہو جاتے ہیں اور مقامات بلند چھوڑ جاتے ہیں۔

اس موقع پر سگ درگاہ نے عرض کیا حضور اس میں شیطان کا عمل دخل بھی ہوتا ہو گا۔ آپ نے فرمایا شروع میں ہوتا ہے مگر جب وہ عادی ہو جاتے ہیں تو بغیر شیطان کے بہکاوے میں آئے وہ ان چیزوں کا استعمال کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسی علتوں سے محفوظ رکھے اور حضور نبی مکرم علیہ الصلوۃ والسلام کی پیروی میں زندہ رکھے اور اسی پر موت دے۔

سگ درگاہ نے بات کو بڑھاتے ہوئے عرض کیا کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ارشاد بحوالہ کشف المحجوب سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ میرے شیخ ۶۰ سال تک تنہائی کی تلاش میں رہے اور آخر کار وہ اپنا نام دنیا کی نظروں سے محو کرنے میں کامیاب

ہو گئے۔ حضور یہ کیسی تنہائی ہے جس کا ذکر حضرت سلطان العارفین ؒ اس اہتمام سے کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں دراز فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ان کی تنہائی وہ ہوتی ہے جس میں ان کے مالک حقیقی کا قرب ہو وہ تنہائی اس طرح کی نہیں' جسے عام لوگ اکیلا کسی جگہ قیام پذیر ہونا جانتے ہیں۔ وہ تنہائی یہ ہے کہ۔

من تن شدم تو جان شدی' من جاں شدی تو تن شدم
تاکس نہ گوید بعد ازاں من دیگرم تو دیگری

درویش کے ابتدائی اور انتہائی حالات میں بہت فرق ہوتا ہے ابتداء میں وہ جب نماز اور نیکی کی طرف راغب ہوتا ہے تو شیطان اس کو کچھ نہیں کہتا مگر جب ہفتہ پندرہ دن وہ پختہ ہو جاتا ہے' تو اپنے چیلوں کو کہتا ہے کہ اسے اس شغل سے ہٹاؤ۔ چنانچہ وہ کئی طریقوں سے سالک کو اپنے راستے سے بھٹکانے کے طریقے اپناتے ہیں اس موقع پر نفس ان سب کا بڑا بھرپور ساتھ دیتا ہے اور یاد رکھیں نفس امارہ شیطان سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر یہ سب کچھ نہ ہو تو انسان کی قدر و قیمت بھی کچھ نہیں آپ دیکھیں' آپ کے گھر میں اگر کوئی بچہ بڑا صحیح رویہ اپنائے تو آپ کی توجہ اس طرف زیادہ نہیں ہوتی اور جو ذرا شرارتی ہو اس پر آپ اپنی پوری توجہ رکھتے ہیں۔ بین ہی اسی طرح انسان ہے چونکہ اتنے دشمنوں سے جنگ کرتا ہے اس لئے مخلوقات میں یہ اللہ تعالیٰ کی توجہ کا زیادہ مستحق قرار پایا ہے۔ دوران گفتگو غلام نے عرض کیا حضور جن شخصیات کو نفس مطمئنہ حاصل ہو گیا ان پر یہ کیفیت طاری نہیں ہوتی؟

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنے انعامات و نوازشات کی بارش فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا ان پر اس طرح کی کیفیات زیادہ طاری ہوتی ہیں۔ یاد رکھیں جتنی پوزیشن کا آدمی ہوتا ہے اسے شیطان اسی کے معیار سے ورغلانے کی کوشش کرتا ہے کیونکہ شیطان کیلئے برگزیدہ انسان کو اپنی منزل سے گرانا ہزاروں لاکھوں عام انسانوں کو ورغلانے سے کہیں بہتر ہے۔ حضرت فخرالدین رازی ؒ کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے ۹۹ دلائل ذات باری تعالیٰ جل شانہ' کے حق میں یاد کئے ہوئے تھے مگر وقت وصال شیطان نے ان کو بہکایا تو

انہوں نے پہلی دلیل سے اس کا رد کیا شیطان نے دوسری دلیل دی تو آپ نے بھی ایک اور دلیل سے اس کی بات کا رد کیا علی ہذا القیاس شیطان نے حضرت کے ۹۹ دلائل ختم کروا دیئے۔ ادھر ان کے دوست یا شیخ یہ منظر دوران وضو دیکھ رہے تھے' انہوں نے وہیں سے چلو بھر پانی پھینکا اور ساتھ کہا کیوں نہیں اسے کہتا کہ میں اللہ تعالیٰ کو بغیر دلیل کے مانتا ہوں۔ چنانچہ آپ نے شیطان کو یہ کہہ کر اپنا ایمان بچایا۔ سو جتنی کسی کی حیثیت ہوتی ہے شیطان اسے اتنی حیثیت میں ہی آ کر ورغلاتا ہے۔

آپ ہی کے ایک ہمعصر بزرگ حضرت نجم الدین کبریٰ قدس سرہ' العزیز تھے۔ وہ بھی اپنے زمانے کے بہت بڑے بزرگ تھے۔ آپ سلسلہ سہروردیہ کی ایک شاخ کبرویہ کے سرخیل ہیں۔ وہ اپنے شیخ کے حکم سے حضرت شیخ عمار یاسر ؒ کی خدمت میں پہنچے۔ جب کافی عرصہ ان کی خدمت میں گزر گیا' تو آپ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں ایک روز یہ وسوسہ پیدا ہوا کہ باطنی علوم میں تو شیخ مجھ سے بڑھ کر ہیں مگر ظاہری علوم میں میں شیخ سے بڑھا ہوا ہوں۔ صبح شیخ نے مجھے کہا اٹھو نجم الدین اب تم مصر میں حضرت شیخ روزبھان قدس سرہ' العزیز کی خدمت میں چلے جاؤ۔ وہ کسر جو باقی رہ گئی ہے اسے وہ پوری کر دیں گے۔ آپ فرماتے ہیں میں مصر جب آپ کی خانقاہ میں پہنچا تو آپ وہاں موجود نہ تھے اور آپ کے مرید مراقبے میں مشغول تھے کسی نے میری طرف کوئی توجہ نہ دی وہاں اس جماعت کے ایک شخص سے میں نے پوچھا تو اس نے کہا وہ باہر ہیں میں باہر نکلا تو آپ وضو فرما رہے تھے میں نے آپ کی طرف دیکھ کر سوچا کہ کیسے شیخ ہیں جن کو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ اتنے تھوڑے پانی سے وضو کرنا جائز نہیں ہے آپ وضو کر کے خانقاہ میں آئے اور دو رکعت تحیہ الوضو پڑھنا شروع کر دی' ادھر مجھے اونگھ سی آ گئی۔ میں نے دیکھا کہ قیامت قائم ہے فرشتے لوگوں کو پکڑتے ہیں اور آگ میں ڈال رہے ہیں آگ کے راستے میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے اور اس پر ایک شخص بیٹھا ہے جو شخص یہ کہہ دیتا ہے کہ میرا تعلق ان کے ساتھ ہے فرشتے اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ مجھے بھی پکڑ کر فرشتے لے جاتے ہیں جب اس ٹیلے کے پاس پہنچے تو میں نے بھی کہا کہ میرا تعلق ان کے ساتھ ہے۔ انہوں نے مجھے بھی چھوڑ دیا۔ میں

اس شخص کے پاس سے گزرتا ہوں دیکھا کہ وہ حضرت شیخ روزبھان قدس سرہ' ہی ہیں آپ نے ایک تھپڑ مجھے مارا اور کہا اب آئندہ اہل حق کا انکار نہ کرنا مجھے ہوش آیا تو میں نے دیکھا آپ سلام پھیر رہے ہیں۔ میں آگے بڑھ کر آپ کے قدموں میں گر پڑا۔ انہوں نے کہا اب آئندہ اہل حق کا انکار نہ کرنا آپ کا یہ فرمانا تھا کہ میرے دل کی وہ بیماری دور ہو گئی۔ آپ نے مجھے فرمایا عمار یاسر ؓ کے پاس واپس چلے جاؤ اور ایک خط بھی ساتھ دیا جس پر لکھا تھا تمہارے پاس جتنے بھی لوگ تانبے کی طرح ہوں میرے پاس بھیج دو میں انہیں خالص سونے کا بنا کر تمہارے پاس بھیج دیا کروں گا۔

قبلہ گاہی قدس سرہ نے آپ کی تعریف فرماتے ہوئے مزید کہا کہ حضرت نجم الدین کبری قدس سرہ' کا بعد ازاں یہ حال تھا کہ آپ ایک دن اصحاب کہف کے متعلق واعظ فرما رہے تھے کہ ایک مرید کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ حضور نبی کریم رسول اللہ ﷺ کی امت میں بھی کیا کوئی ایسا شخص ہو گا کہ جس کی محبت کتے پر اثر کرے۔ شیخ نے اپنے نور باطن سے یہ بات معلوم کر لی اور خانقاہ کے دروازے پر آ کر کھڑے ہو گئے۔ اتنے میں ایک کتا دم ہلاتا قریب آ کر کھڑا ہو گیا آپ نے اس پر توجہ فرمائی وہ کتا اسی وقت متحیر و بے خود ہو گیا۔ وہ جدھر جاتا پچاس ساٹھ کتے اس کے پیچھے رہتے وہ شہر سے دور قبرستان میں سر رگڑتا رہتا کچھ دنوں بعد وہ مر گیا۔ تو بات کہنے کی یہ ہے کہ اللہ والوں کی باتیں دل کی بیماریوں کا علاج ہوتی ہیں۔

جادہ ششم

دست بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو چودھری امتیاز سہروردی سلمہ تعالیٰ نے آپ سے زکوۃ کے متعلق یہ پوچھا کہ کیا زکوۃ یک مشت دے دینی چاہیے یا اقساط میں بھی ادا کی جا سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے زکوۃ کا حساب کرنا چاہیے کہ کتنی زکوۃ بنتی ہے۔ جب حساب ہو جائے تو اگر آپ کے پاس رقم ہے تو یکمشت دے دیں۔ اگر نہیں ہے تو جوں جوں آپ کے پاس پیسے آتے جائیں' زکوۃ دیتے جائیں۔ دوسرا یہ کہ آپ ہر قسم کا باعزت خرچ کریں

یہ نہیں کہ آپ سوچیں کہ آگے زکوۃ دینی ہے اس لئے گھر کے اخراجات میں کمی کر دیں یہ سمجھ کر کہ یہ زیادہ نیکی ہے۔ دوسرا یہ بات بھی صحیح نہیں کہ اپنی حیثیت سے کم خرچ کیا جائے اولاد کی تربیت خوب اچھی کریں ان کو خوب کھانے پینے کے لئے دیں پھر جو بچ رہے اس میں سے زکوۃ دیں۔

برادرم چوہدری امتیاز احمد سلمہ اللہ تعالیٰ نے مزید کہا کہ میں آج ایک ایسے شخص سے مل کر آ رہا ہوں جس نے بھارت بلڈنگ والی جگہ خریدی ہے۔ وہ مجھے بتا رہا تھا کہ میں نے اس سال ڈیڑھ کروڑ روپیہ انکم ٹیکس دیا ہے مگر پھر بھی میں زکوۃ دیتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے۔ آپ بہت خوش ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ یہ بہت اچھی بات ہے اس وقت آپ پانچ آدمی میرے پاس بیٹھے ہیں (محمد سبحان' چودھری امتیاز' عزیز احمد' محمد انیس اور فقیر راقم السطور) آپ لوگ اس ۲۷ رجب یوم معراج شریف سے اپنی زکوۃ کا حساب کر لیں۔ اس سے آپ کو یہ فائدہ ہو گا کہ آگے شعبان اور رمضان میں اسے خیرات کرنے سے اس کے ثواب میں کئی گنا اضافہ ہو گا کیونکہ نبی رؤف الرحیم علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان اللہ پاک کا مہینہ ہے۔ رمضان شریف میں آپ ایک نفل پڑھیں گے تو ایک فرض کا ثواب ہو گا اور ایک فرض پڑھیں تو ۷۰ فرضوں کا ثواب ہو گا اس طرح رمضان میں دی گئی خیرات کا ثواب بھی کئی گناہ زیادہ ہو گا۔

اس موقع پر برادرم محمد انیس سلمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے حضور عرض کیا کہ پھر ایسا کیوں نہ کیا جائے کہ زکوۃ کا حساب رمضان میں ہی کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں دراز فرمائے۔ آپ نے فرمایا ۲۷ رجب کو حساب کرنا اس لئے بھی بہتر ہے کہ آگے پورا ایک ماہ آپ کے پاس ہو گا کہیں سے رقم لینی دینی ہو تو مل جائے گی اور آپ آسانی سے زکوۃ کی رقم رمضان میں ادا کر سکیں گے دوسرا شب قدر میں تمام انسانوں کا بجٹ مرتب ہوتا ہے چنانچہ آپ کے حساب میں ایک تو فرض کی ادائگی لکھی جائے گی دوسرا شب قدر کی مناسبت سے ایک بات اور عرض کر دوں کہ آپ شب قدر کے مہینے میں اپنی جائز حاجات ہر نماز کے بعد خداوند تعالیٰ کی جناب میں عرض کریں اور پندرہ'

سولہ شعبان تک کرتے جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ اسی سال بجٹ میں اللہ تعالیٰ منظوری فرما کر آپ کے بجٹ میں لکھ دیں۔ شاید آپ نے نہ سنا ہو میں جب چھوٹا تھا تو سنا کرتا تھا کہ آسمان میں ایک درخت ہے جس نے اگلے سال مرنا ہوتا ہے اس کے نام کا پتا درخت سے علیحدہ ہو کر گر جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں دراز فرمائے۔ آپ نے ضمناً" ارشاد فرمایا کہ شب معراج کو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوۃ والسلام کو وہ قرب عطا فرمایا ہے جو ۱۷ ہزار ۹۹۹ دوسری مخلوق میں سے کسی کو عطا نہیں ہوا۔

جادہ ہفتم

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو گفتگو گھریلو اخراجات کے بارے میں ہو رہی تھی کہ مسلمان کو اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرنے چاہیں۔ خصوصاً" اللہ کے راستے میں صدقہ' ہدیہ اور خیرات اچھی دینی چاہیے' یعنی اپنی حیثیت کے مطابق اللہ کی راہ میں خرچ کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنے انعامات و نوازشات کی بارش برسائے اور آپ کی حیات طیبہ میں برکت عطا فرمائے۔ آپ نے اس ضمن میں فرمایا کہ میرا ایک برادر طریقت سید نثار شاہ (سجادہ نشین حضرت طاہر بندگی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ) اللہ اسے غریق رحمت کرے۔ ایک دن مجھے کہنے لگا کہ بھائی ختم پڑھ دیں۔ میں نے ختم پڑھنے سے پیشتر دیکھا تو وہ چنوں کا پلاؤ تھا۔ میں نے انہیں کہا کہ یہ خیرات جو آپ کر رہے ہیں۔ میرا نہیں خیال کہ قبول ہو کیونکہ یہ آپ کی حیثیت کے مطابق نہیں۔ اللہ نے آپ کی حیثیت گوشت کے پلاؤ کی بنائی ہے اور آپ چنوں کے پلاؤ پر اکتفا فرما رہے ہیں۔ آپ جو خود کھاتے ہیں وہی اللہ کی راہ پر دیں بلکہ اس سے بھی بہتر دیں۔

آپ نے مزید فرمایا ہمارے شیخ قبلہ و کعبہ قدس سرہ اپنی حیات فانی میں ہمیشہ ۱۱ اور ۱۲ ربیع الاول کی درمیانی رات کو عید میلادالنبی کے سلسلے میں بڑا عظیم الشان جلسہ منعقد فرماتے تھے اس موقع پر دور دراز سے مریدین و متوسلین پہنچتے تھے۔ ایک جلسے

کے موقع پر دوپہر کا کھانا کھلاتے دیر ہو گئی۔ اس وجہ سے رات کے کھانے کے لئے گوشت نہ مل سکا۔ کیونکہ کھانا پکوانے کا سارا انتظام میرے ذمہ ہوتا تھا اس لئے میں نے ہی جرات کر کے حضرت صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور دیر ہو جانے کی وجہ سے گوشت نہیں مل سکا۔ آپ نے فرمایا پھر کیا کیا جائے۔ میں عرض کی حضور چنوں کی دال پکا دیتے ہیں۔ آپ کی قبر اللہ تعالیٰ نور سے منور فرمائے آپ نے فرمایا بیٹا یہ نہیں ہو سکتا۔ سارا سال جس کا صدقہ کھاتے ہیں اس کے نام پر دال نہیں پکائی جا سکتی۔ جاؤ سارا شہر چھان مارو۔ جتنا مہنگا گوشت ملے' لے آؤ۔ چنانچہ آپ کے حسب ارشاد ایسا ہی کیا گیا۔

اس کے بعد گفتگو سرور کائنات رحمتہ للعالمین علیہ الصلوۃ والسلام کے ادب و احترام کے بارے میں شروع ہو گئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اسلام کی اصل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ہی ہے۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے والد کا انتقال ہو گیا جب آپ وہاں تشریف لے گئے تو آیت نازل ہوئی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس کے لئے دعا نہ فرمائیے گا کیونکہ یہ منافق ہے اور آپ کا بے ادب ہے۔ آپ ۷۰ بار بھی اس کے لئے دعا کریں گے مگر ہم اسے نہیں بخشیں گے کیونکہ آپ کے گستاخ کو معافی نہیں۔ اسی لئے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔ "با خدا دیوانہ باش و با محمد ہوشیار" ایک اور جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے لوگو! ہمارے نبی معظم و مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کرو۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وما ارسلنا من رسول الالیطاع باذن اللّٰہ ولو انھم اذ ظلموا انفسھم جاء وک فاستغفروا اللّٰہ واستغفر لھم الرسول لوجد واللّٰہ توابارحیما (النساء : ۶۴)

ترجمہ : اور جب ان لوگوں نے (آپ کی نافرمانی کر کے) اپنے اوپر آپ ظلم کر لیا تھا (اس وقت) یہ لوگ آپ کے پاس آتے اور اللہ سے معافی مانگتے اور آپ بھی ان کے لئے معافی چاہتے' تو یقیناً وہ اللہ کو بڑا توبہ قبول کرنے والا' اور مہربان پاتے۔

تو برخوردار اللہ تعالیٰ نے مغفرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرضی اور

آمادگی سے مشروط کر دی ہے اب اگر کوئی ہو ہی منافق اور شفاعت کا دعویدار بھی ہو' یہ کیسے ممکن ہے۔

ایک اور صحابی جو کاتب وحی بھی تھا۔ اس کے تمام اعمال صالحہ ایک لغزش سے سب کے سب اکارت چلے گئے۔ ہوا یوں کہ جب سورہ المومنون کی ابتدائی آیات جن میں انسانی خلقت کے بارے میں اللہ نے بیان فرمایا ہے' اتریں اور جب ۱۴ ویں آیت کے آخری حصہ فتبرک اللہ احسن الخلقین کو سرکار دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا۔ لکھو تو اس کی زبان پر بھی اسی لمحے وہی الفاظ تھے۔ اس نے سمجھا کہ یہی نبوت ہے۔ بس اس کے اس خیال نے اسے ہلاک کر دیا۔

اس ضمن میں ایک اور بات آپ کو بتاتا چلوں۔ صوفیاء میں توجہ کے جو مختلف طریقے رائج ہیں۔ ان میں تین طرح کی توجہات کا اضافہ میرے دادا پیر حضرت قطب العالم میاں غلام محمد سہروردی ؒ نے کیا ہے اس کا ذکر میرے پیشوا اکرم حضرت شیخ الاسلام ؒ نے اپنی کتاب "الفقر فخری" میں تفصیل سے کیا ہے۔ ان تین میں سے ایک توجہ کو "توجہ انعکاسی" کہتے ہیں۔ "توجہ انعکاسی" یہ ہے کہ جب کوئی شیخ گفتگو فرما رہا ہو تو جو سالک اپنی توجہ کو ہر طرف سے قطع کر کے ان باتوں کو بڑے غور سے سنے۔ اگر شیخ آسمان کی کسی بات کا ذکر فرما رہا ہے تو بعض اوقات وہ سالک ان عوامل کو دیکھ بھی لیتا ہے۔ اب ہوتا کیا ہے؟ ہوتا یہ ہے کہ شیخ کا پرتو سالک پر انعکاس ہوتا ہے۔ جس طرح سورج کی روشنی ہم آئینے سے منعکس کر لیتے ہیں تو دراصل منعکس شدہ روشنی ہوتی تو سورج کی ہی ہے۔ مگر آئینے کی بدولت۔ تو اب اگر سالک اس مقام کو اپنی قابلیت سمجھے تو وہ ہلاک ہو گیا اور اگر شیخ کی روحانیت اور بلندی درجات کی برکت سمجھے تو کامیاب ہو گیا۔

میرے ساتھ خود ایک دفعہ ایسا واقعہ پیش آیا۔ ہوا یوں کہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز اللہ تعالیٰ آپ کی قبر مبارک نور سے منور فرمائے۔ ایک دفعہ لاہور کے مضافات میں جلسہ عید میلاد النبی ﷺ کے سلسلے میں سمسانی کھوئی بمقام ہنجروال گئے ہوئے تھے۔ میں بھی آپ کے ہمراہ تھا۔ دوران وعظ آپ نے سدرۃ المنتہی کے متعلق

ارشاد فرمایا کہ اس مقام کی یہ حالت ہے اب میرا یہ حال تھا کہ میں وعظ سن بھی رہا تھا اور اس مقام کو دیکھ بھی رہا تھا چنانچہ میں نے وہ مقام اچھی طرح دیکھا۔ وعظ کے بعد میں نے آپ کی خدمت میں وہ کیفیت بیان کی تو آپ نے فرمایا ہاں اسی طرح ہے۔

جادہ ہشتم

بندہ مسکین اپنے عالی جاہ مرشد کریم کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ گفتگو سالک اور مجذوب کے درمیان فرق کے متعلق شروع ہو گئی۔ برادر روحانی چوہدری امتیاز احمد سلمہ' تعالیٰ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم اتنا ہی بوجھ کسی پر ڈالتے ہیں' جتنا کوئی بوجھ اٹھا سکے تو مجذوب ہونے کی وجہ پھر کیوں پیدا ہوتی ہے؟ جبکہ اسے اتنا ہی مشاہدہ کروایا جانا چاہیے' جتنا وہ متحمل ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنے انعامات کی بارش برسائے۔ آپ نے فرمایا بیٹا صورتحال یہ ہوتی ہے کہ عشاق ہمیشہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر دیدار کے طالب ہوتے ہیں۔ چنانچہ قاعدہ تو یہی ہے کہ حیثیت کے مطابق مشاہدہ کروایا جائے مگر طالب صادق ایسی آتش اپنے سینوں میں لئے پھرتے ہیں کہ ان سے قرینے سے ہٹ کر سلوک کیا جاتا ہے۔ آپ دیکھیں کسی بھی نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات بعد از خدا افضل ترین ہوتی ہے اور وہ مشیت ایزدی سے ہٹ کر کوئی بات نہیں کرتے مگر اللہ کے ایک نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام ایسے بھی ہوئے ہیں جو بلا واسطہ رب ذوالجلال والاکرام سے بات چیت کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے عرض کی رب ارنی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا لن ترانی مگر وہ دیدار کرنے پر مصر رہے۔ یہی کیفیت ہوتی ہے عشاق کی۔ چنانچہ مفسرین لکھتے ہیں کہ جس جگہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تجلی فرمائی اس جگہ کے اردگرد ۱۲ میل کے علاقے سے تمام ذی روح کو نکال دیا گیا اور پھر کوہ طور پر تجلی فرمائی۔ اس کے انعکاس سے حضرت موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے۔ اب یہ بے ہوشی اس تمنا کی وجہ سے تھی' جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کی اسی طرح مجذوب کی کیفیت ہوتی ہے۔ وہ اپنی بساط سے بڑھ کر تمنا کر لیتا ہے اور بعد ازاں تجلی کی زیادتی کی وجہ سے اپنے آپ میں نہیں

رہتا۔ وہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے۔ جو نبی تھے اور نبی کبھی مجذوب نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہوش میں آ گئے مگر عام انسان کی کیا حیثیت ہے۔ اسی لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہوش میں آتے ہی فرمایا۔ "تبت الیک و انا اول المومنین" (الاعراف/۱۴۳) اسی کو صوفیاء توجہ انعکاسی کہتے ہیں۔

شیخ قبلہ العالم حضرت سید قلندر علی سہروردی قدس سرہٗ اپنی تصنیف لطیف "الفقر فخری" میں تحریر فرماتے ہیں کہ فیضان معرفت ارادت مند پر اس طرح جلوہ گر ہوتا ہے۔ جیسے سورج آسمان پر ہو اور دھوپ زمین پر پڑے اور اس کا عکس مکان کے اندر پایا جائے۔ یہ توجہ اس وقت ہوتی ہے۔ جب مرید براہ راست انوار و تجلیات الٰہیہ کے بے حجابانہ پانے کے لئے بے قرار ہو۔ جس کی بہترین مثال سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں قرآن کریم نے ارشاد فرمائی ہے۔ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ ایزدی میں جب دیدار بے حجابانہ کی تمنا کی تو حکم ہوا کہ تو نہیں دیکھ سکتا دیکھنے کے لئے میرے اور اپنے درمیان پہاڑ کو تجلی گاہ بنالے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور تجلی الٰہی پہاڑ سے انعکاسی طور پر موسیٰ علیہ السلام پر پڑی۔ تو برخوردار حضرت قطب العالم قدس سرہٗ نے اس توجہ کا نام اسی لئے "توجہ انعکاسی" رکھا ہے جسے حضرت صاحب ؒ نے اپنی کتاب میں کسی قدر شرح سے لکھا ہے۔

برادر امتیاز احمد سہروردی سلمہٗ تعالیٰ نے اس موقع پر عرض کی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعات میں ایسا بھی کوئی واقعہ ہے۔ جس میں امام غزالی ؒ کی روح سے ملاقات کا ذکر ہو۔

اللہ تعالیٰ میرے قبلہ گاہی پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا میں نے شاید الغزالی مؤلفہ شبلی نعمانی میں پڑھا ہے کہ جب حضور نبی اکرم ﷺ معراج کے لئے تشریف لے گئے تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ آپ نے فرمایا ہے۔ "علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل" تو میری خواہش ہے کہ کسی ایسے ہی شخص سے ملاقات ہو جائے آپ نے امام غزالی ؒ کی روح کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔

اے روح تمہارا کیا نام ہے؟ غزالی ؒ کی روح نے عرض کیا۔ میرا نام محمد ہے۔ غزالی باپ کی نسبت سے ہے۔ میں فلاں وقت اور فلاں جگہ پیدا ہوں گا وغیرہ وغیرہ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ اے روح میں نے تو صرف تمہارا نام پوچھا ہے۔ تم نے نام کے علاوہ غیر ضروری باتیں شروع کر دی ہیں؟ آپ نے عرض کی حضور جب آپ سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا تھا تمہارے ہاتھ میں کیا ہے تو آپ نے عرض کیا تھا۔ میرے ہاتھ میں عصاء ہے۔ اس سے میں بکریوں کے لئے پتے توڑتا ہوں۔ اور ٹیک لگاتا ہوں وغیرہ وغیرہ۔ تو آپ کی گفتگو میں بھی تو غیر ضروری حصہ شامل ہو گیا تھا۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا غزالی بپاس ادب خاموش رہ۔ یہ اللہ کے نبی ہیں۔ اب یہ مجھے یاد نہیں رہا کہ یہ کہاوت ہے یا کہیں پڑھا ہے۔

آپ نے مزید فرمایا کہ ایک روز حضرت عمر فاروق ؓ توریت پڑھ رہے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے دیکھا تو فرمایا عمر کیا پڑھ رہے ہو۔ آپ نے عرض کیا سرکار توریت پڑھ رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تمہاری ابھی تسلی نہیں ہوئی۔ اگر میرے زمانے میں صاحب توریت بھی ہوتے تو میری ہی اتباع کرتے۔ حضرت عمر بن خطاب ؓ نے توریت پڑھنا بند کر دی۔

آپ ﷺ نے حضرت عمر فاروق ؓ کی تعریف فرماتے ہوئے مزید فرمایا کہ ایک دن آپ منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ دوران خطبہ آپ نے فرمایا "یا ساریۃ الجبل" "اے ساریہ پہاڑ کی جانب ہو جا۔" خطبہ کے بعد آپ سے اس فقرے کے بارے میں معلوم کیا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں جلد معلوم ہو جائے گا۔ کچھ مدت کے بعد جب حضرت ساریہ ؓ جنگ فارس سے فارغ ہو کر واپس آئے تو آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ حضرت ساریہ نے فرمایا کہ جنگ کے دوران جونہی میرے پاؤں اکھڑے میں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی آواز سنی کہ ساریہ ؓ پہاڑ کی جانب ہو جا۔ چنانچہ میں اپنے عقب میں واقع پہاڑ کی جانب کھسک آیا اور بعد ازاں پھر فوج کو اکٹھا کر کے دھاوا بولا اور فتحیاب ہو گیا۔ سچ ہے کہ اگر حضرت عمر ؓ ہماری مدد نہ فرماتے تو ہم ضرور شکست سے دو چار ہو جاتے۔

آپ نے خلفاء راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ذکر کرتے ہوئے مزید فرمایا! جنگ بدر کے بعد حضور نبی الرؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیدیوں کے بارے میں پوچھا کہ ان سے کیا سلوک کیا جائے۔ یہ قیدی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت صدیق اکبر ؓ اور حضرت عمر ؓ کے رشتہ دار بھی تھے۔ حضرت عمر فاروق ؓ نے عرض کیا کہ ان تمام کو قتل کر دیا جائے تاکہ تمام عرب پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ جائے اور قتل بھی رشتے دار کو رشتے دار ہی کرے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ نے آپ کی رائے سنی مگر حضرت صدیق اکبر ؓ کی رائے کو پسند فرماتے ہوئے ان پر فدیہ مقرر فرما دیا۔ اس موقع پر سورہ انفال کی آیت نمبر ۶۷ نازل ہوئی جس کے حاصل معنی یہ ہیں کہ "ان کفار کو قتل کر دینا ہی بہت تھا مگر اے محبوب چونکہ آپ نے فدیہ لینا مقرر کیا اس لئے یہی صحیح ہے۔" اس سے پہلے کسی نبی کو فدیہ یا جزیہ لینے کا حکم نہیں تھا حضور ﷺ نے فدیہ لینا شروع فرمایا تو اب قیامت تک مسلمانوں کو اس کی اجازت ہے۔ اس سے پہلے مال غنیمت تک کو جلا دینے کا حکم تھا۔ اس موقعہ پر غلام نے عرض کیا کہ اس بارے میں ارشاد فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں کہ ان کو قتل کر دینا ہی بہتر تھا۔ یعنی حضرت عمر ؓ کی رائے کو پسند فرمایا گیا مگر ساتھ ہی اگلی آیت میں یہ کہا جا رہا ہے کہ چونکہ آپ نے فدیہ مقرر فرمایا ہے۔ اس لئے یہ حلال کیا جاتا ہے۔ یہاں اپنی پسند پر حضور نبی رؤف الرحیم علیہ الصلوۃ والسلام کی رائے کو فوقیت دی جا رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں میرے قبلہ گاہی پر نازل ہوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا دیکھیں اگر نبی اکرم ﷺ کی رائے کو حکم کا درجہ نہ دیا جاتا تو کفار کہتے کہ نبی کی بات پر دوسروں کی رائے کو اللہ تعالیٰ نے فوقیت دی ہے مگر یہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بات کو فوقیت دے کر آپ کی شان اقدس کو لوگوں پر واضح کیا گیا ہے۔

حضرت عمر فاروق ؓ کی شان بیان فرماتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک لڑکی دف بجا کر آپ کی شان میں قصیدہ پڑھ رہی تھی کہ حضرت عمر فاروق ؓ تشریف لے آئے۔ جونہی اس لڑکی نے آپ کو

گلی کا موڑ مڑتے ہوئے دیکھا تو بھاگ گئی آپ ؐ نے ارشاد فرمایا۔

"عمر تیرے سائے سے تو شیطان بھی بھاگتا ہے"

جادہ نہم

دست بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ اپنے شیخ مکرم حضرت سید ابوالفیض قلندر علی سہروردی قدس سرہ کی تصنیف "الفقر فخری" کا درس دے رہے تھے۔ دوران درس جب آپ باب ۲۵ "ضرورت شیخ اور ثبوت بیعت" کے ضمن میں ان فقرات پر پہنچے کہ "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے چند قسم کی بیعتیں لی ہیں۔ کبھی کسی فعل کے کرنے پر' کبھی ممنوعات کے ترک کرنے پر' کبھی ہجرت پر' کبھی جہاد پر' کبھی بیعت عام کبھی بیعت خاص' کبھی کسی شخص خاص کی اور کبھی کسی قوم خاص کی' کبھی مردوں کی اور کبھی بحکم قرآن عام عورتوں کی کہ ہم شرک نہ کریں گی' چوری نہ کریں گی' زنا نہ کریں گی' قتل اولاد نہ کریں گی اور ایک مرتبہ خاص انصار عورتوں سے بیعت لی کہ ہم نوحہ نہ کریں گی"۔

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی آپ نے سنا کہ عورتوں سے اس امر پر بیعت لی کہ چوری نہ کریں گی اس کو ذرا سمجھ لیں دراصل عورت فطرتاً چوہے کی مانند پس انداز کرنے والی ہوتی ہے۔ برادر روحانی محمد سبحان سلمہ تعالیٰ نے عرض کی کہ حضور اس کی وجہ کیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا وجہ یہ ہے (آپ نے اپنے قریب پڑے ہوئے چینی کے پیالے کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے کہا) کہ جیسے اگر اسے میں ہاتھ سے جان بوجھ کر چھوڑ دوں تو یہ ٹوٹ جائے گا اور اگر یہ میرے ہاتھ سے اتفاقاً" چھوٹ جائے تب بھی یہ ٹوٹ جائے گا یعنی پیالہ ہر دو صورتوں میں ٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح اگر میں آپ کے فائدے کے لئے آپ سے پوچھ کر آپ کی جیب سے پیسے نکال لوں یا آپ سے بغیر پوچھے نکال لوں چاہے ہر دو صورتوں میں آپ کا فائدہ ہی پیش نظر ہو۔ پھر بھی پہلی حالت میں چوری نہ ہو گی جبکہ دوسری حالت میں چوری ہو گی۔

بین ہی اسی طرح عورتیں رقم پس انداز کرتی ہیں اور اس کے لئے وہ بیان کردہ

هر دو صورتیں اختیار کرتی ہیں۔ جیسے اپنے میاں کی جیب سے گھر کے اخراجات کے لئے رقم بغیر پوچھے نکال لینا یا ۱۰ روپے کی چیز منگوانے کے بجائے ۹ روپے کی چیز منگوا لینا تاکہ تھوڑی تھوڑی رقم بچتی جائے اور وہ بچوں کے لئے بوقت ضرورت کام آئے۔ اب گو ان کی نیت بھلائی پر مبنی ہے مگر ذریعہ غلط اختیار کیا گیا ہے کیونکہ رقم بلا اجازت نکالی گئی مگر اس کے برعکس جو مرد گھر کے اخراجات کے لئے صحیح خرچ مہیا نہیں کرتے ان کی بیویاں اگر ایسا کریں تو وہ مجرم نہیں۔

اسی طرح ایک بی بی مائی ہند تھیں۔ آپ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشدامن بھی تھیں۔ فتح مکہ کے موقع پر جب وہ ایمان لائیں تو دربار رسالت میں اس طرح حاضر ہوئیں کہ چادر سے منہ چھپایا ہوا تھا تاکہ سرکار دو عالم ﷺ کے جذبات میں جلال نمودار نہ ہو جائے کیونکہ اسی نے ہی سرکار کے چچا حضرت حمزہ ؓ کا شہادت کے بعد کلیجہ چبایا تھا۔ بیعت ہونے کے بعد اس نے عرض کی کہ حضورا جس کا خاوند قبیلے کے سرداروں میں سے ہو اور گھر خرچہ پورا نہ دے تو کیا اس کی بیوی خاوند سے بغیر اجازت اس کے پیسے لے سکتی ہے؟ آپ مسکرائے اور انہیں فرمایا' ہاں لے سکتی ہے۔ اس میں ایک اور نکتہ بھی قابل غور ہے۔ وہ یہ کہ آپ خاندانی لحاظ سے دولت مند تھیں اور عرب کے سب سے زیادہ قابل عزت گھرانے سے متعلق تھیں۔ دوسرا نبوت سے تعلق بھی کئی سو سالوں سے چلا آ رہا تھا۔ مگر اپنی کوتاہی کا اظہار مجلس میں کر دینا بڑی عظیم بات ہوتی ہے اور نکتہ یہ ہے کہ دراصل یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ روحانی کا اثر تھا کہ جان چلی جائے مگر حق باطل سے نہ ملے۔ سچ بولنے کے لئے چاہے کتنی مصیبتیں جھیلنی پڑیں سچ ہی بولا جائے۔ یہ فقرے کہتے ہوئے آپ آبدیدہ ہو گئے اور فرمانے لگے کہ یہ آپ ﷺ کی تعلیم کا ہی اثر تھا کہ اگر کسی صحابی نے کہا کہ یہ پیالہ جو یہاں پڑا ہے۔ وہاں ہونا چاہیے تو اللہ تعالیٰ نے ویسے ہی کر دیا۔ جو لوگ اصحاب کرام رضوان تعالیٰ علیہم اجمعین پر اعتراض کرتے ہیں وہ بڑے ناسمجھ اور بیوقوف لوگ ہیں۔

اصحاب کرام تو وہ ہیں جو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہنے کی

وجہ سے خدا کے قوانین بدلنے کا محرک ہے۔ اٹھائیسواں پارہ جہاں سے شروع ہوتا ہے۔ وہ ایسے ہی واقعہ سے شروع ہوتا ہے واقعہ کچھ یوں تھا کہ ایک صحابی گھر تشریف لائے کسی بات پر نزع پیدا ہو گیا۔ چونکہ اس زمانے میں طلاق کا یہ دستور تھا کہ عورت سے علیحدگی کی صورت اگر پیدا ہو جائے تو کہہ دیتے تھے کہ "تیری پیٹھ تو میری ماں سے ملتی ہے"۔ چنانچہ ان صحابی سے یہ فقرہ طیش میں نکل گیا اب ان کی بی بی ان سے اس بات پر جھگڑنے لگی کہ نہ تم آسودہ حال ہو' نہ میرے والدین' تو اب تم ہی بتاؤ' تم تو یہ فقرہ کہہ کر علیحدہ ہو گئے ہو ان بچوں کا کیا بنے گا یہ اب کیسے پرورش پائیں گے۔ وہ بی بی اس پر مصر تھیں کہ طلاق نہیں ہوئی اور وہ صحابی کہیں کہ طلاق ہو گئی' تم مجھ پر حرام ہو۔ اس وقت یہ طریقہ تھا کہ اگر کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی' تو وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ لیتا اللہ تعالیٰ اس کو معاف فرما دیتے۔ چنانچہ اس کے میاں اور وہ خود نماز فجر میں حاضر ہوئیں بعد از نماز سرکار دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام کی خدمت میں معاملہ پیش کیا گیا۔ ابھی مائی صاحبہ آپ سے اس بارے میں عرض و معروض کر ہی رہیں تھیں کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام وحی لے کر حاضر ہوئے۔ قد سمع اللہ' یا رسول اللہ' اللہ سب سن رہا ہے۔ یہ عورت جو آپ سے جھگڑ رہی ہے۔ انہیں کہہ دیں' طلاق نہیں ہوئی۔

آپ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا۔ غور کریں کتنے برکت والے میاں بیوی تھے کہ خداوند کریم ارشاد فرما رہے ہیں کہ میں سن رہا ہوں۔ طلاق نہیں ہوئی بلکہ یہ جاہلیت کی رسمیں تھیں ان پر کفارہ لگا دیں۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس کے کفارے کے لئے غلام آزاد کرو اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ پر قربان ہو جاؤں میری اتنی سکت نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا اچھا پھر ۲ ماہ لگا تار روزے رکھو۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں تو پہلے ہی فاقوں کی وجہ سے بہت کمزور ہوں۔ سرکار دو عالم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا پھر صدقہ و خیرات کر دو۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس اس کے

لئے بھی کچھ نہیں۔ اتنے میں آپ کی خدمت میں کسی نے کھجوریں نذرانہ پیش کیں۔ آپ نے وہی کھجوریں اسے دے دیں کہ انہیں مدینے کے مستحق لوگوں میں تقسیم کر دو۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے اور میرے کنبے سے زیادہ مستحق مدینے میں اور کون ہو گا جس کے گھر کھانے کو نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اچھا جاؤ اسے گھر لے جاؤ اور اپنے بال بچوں کو کھلا دو۔ تمہارا کفارہ ہو گیا یہ ان ان پڑھ اصحاب کی شان ہے جن کے صدقے طلاق کے معاملے میں اتنی آسانی ہو گئی اور ایک سخت قانون بدل گیا۔

ایک اور واقعہ ایک دوسرے صحابی کا بھی ہے۔ وہ محنت مزدوری سے گزارہ کرتے تھے رمضان کا مہینہ تھا آپ گھر آئے تو بیوی نے کچھ نہیں پکایا تھا کیونکہ اس وقت یہ حکم تھا کہ روزے میں عورت کھانا پکانے کو ہاتھ نہیں لگا سکتی۔ چنانچہ روزہ کھلا اور ان کی بیوی کھانا تیار کرنے لگی اور وہ خود ٹیک لگا کر بیٹھ گئے چونکہ اس وقت یہ بھی حکم تھا کہ اگر افطار کے بعد سو گئے تو روزہ پھر سے شروع ہو جاتا تھا۔ بیوی کھانا پکا کر لائی تو دیکھا کہ خاوند سو گیا ہے انہیں اٹھایا تو پتہ چلا کہ روزہ دوبارہ شروع ہو گیا ہے انہوں نے نیت کر لی دوسرے اور تیسرے دن بھی اسی طرح ہوا۔ تیسرے دن وہ ایک یہودی کا سامان لے کر جا رہے تھے دوپہر کا وقت تھا بھوک اور کمزوری کی وجہ سے وہ گرے اور بے ہوش ہو گئے۔ اس یہودی نے اونچی آواز سے کہنا شروع کر دیا مسلمانو! اور اپنے نبی کا کہنا مانو اور روزے رکھو اسے لے جاؤ اپنے نبی کے پاس جو تمہیں شام اور دمشق دیتا ہے مگر کھانے کو کچھ نہیں دے سکتا۔ دربار رسالت میں جب یہ اطلاع پہنچی تو اس صحابی کو بلایا آپ نے اس کے گھر سے حالات معلوم کئے پتہ چلا کہ وہ تین دن سے بغیر کچھ کھائے روزہ رکھ رہے ہیں۔ اس پر حکم نازل ہوا کہ "یا رسول اللہ ﷺ اگر کوئی علاوہ مجبوری بغیر کھائے روزہ رکھے تو اس کا روزہ نہیں ہو گا"

اس واقعہ میں ہمیں دو سبق ملتے ہیں۔ اول یہ کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب اطلاع پہنچی تو آپ نے وہیں اپنی بصیرت سے نہیں فرمایا کہ اس نے تین دن سے کچھ نہیں کھایا بلکہ مادی وسائل بروئے کار لائے گئے آدمی بھیج کر اصل

حقیقت اس صحابی کے گھر سے پوچھی گئی دوم یہ کہ سرکار دو عالم رحمت اللعالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے ان صحابہ پر سختیاں کم ہوئیں اور سرکار کے صحبت یافتہ اصحاب و اہل بیت کے صدقے تمام امت پر آسانیاں ہوئیں یعنی آپ کے قریبی آسانیوں کے محرک بنے۔

اس موقع پر برادر روحانی عبدالعزیز خان سلمہ تعالیٰ نے پوچھا حضور یہ جو آٹھ پہر کا روزہ ہوتا ہے یہ کیا ہے؟ آپ پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا اس کی کوئی اصل اور حقیقت نہیں۔ آپ نے روزے کے بارے میں مزید ارشاد فرماتے ہوئے کہا کہ روزہ ہر مذہب میں ہے مگر اپنے اپنے طریقے سے ہے۔ اسی سے بات بڑھتی بڑھتی ہندومت کے بارے میں شروع ہو گئی آپ نے ارشاد فرمایا کہ رام اور لکشمن دو بھائی تھے ان کی سوتیلی ماں کلکی تھی ایک دن رام اپنے سوتیلے بھائیوں سے جوا کھیلتے ہوئے داؤ ہارتا ہارتا سب کچھ ہار گیا آخر سلطنت بھی بارہ سال کے لئے ہار گیا۔ جب وہ سلطنت چھوڑ کر بن باس جانے لگا تو اس نے سیتا کو ایک ایسی جگہ رکھا جس کو اردگرد جادو سے حصار کر دیا گیا تھا تاکہ کوئی اسے لے نہ جائے کیونکہ وہ بڑی خوبصورت تھی۔ لنکا کا بادشاہ اس وقت روان تھا وہ بڑا زیرک اور قابل آدمی تھا اس کو پتہ چلا کہ رام بارہ سال کے لئے چلا گیا ہے تو وہ سیتا کو لینے آیا کیونکہ وہ اسے پسند کرتا تھا جب وہ قریب آیا تو سیتا نے کہا کہ اگر تو اس حصار سے آگے آئے گا تو جل جائے گا روان نے دائرے سے باہر کھڑے ہو کر ہاتھ اندر کیا اور سیتا کا ہاتھ پکڑ کر جھٹکا دیا اور باہر لے آیا اور اسے لے گیا۔ پاکستان بننے سے پہلے اگر کسی کی بیوی کسی غیر مرد سے نازیبا حرکات کرتے پکڑی جاتی' تو ہندو کہتے تھے کہ تم تو سیتا سے بھی بڑھ گئی ہو۔

جادہ دہم

دست بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی تصنیف "الفقر فخری" کا درس دے رہے تھے جب آپ ان فقرات پر پہنچے کہ "مرشد کے لئے ولی اللہ ہونا ضروری ہے بے شک سچے مرشد اولیاء اللہ ہی ہو سکتے ہیں۔ پھر

جب کوئی ولی اللہ مرشد مل جائے تو اس سے بیعت اور راہ رشد کی تعلیم حاصل کرو اور اس کی ہدایت پر صبر اور استقلال سے عمل کرو تاکہ تم صراط مستقیم پر چل کر منزل مقصود پر پہنچ جاؤ۔ کیونکہ اصحاب طریقت کے نزدیک انسان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک معقولات و منقولات کے محدود دائرہ سے نکل کر شہودات کے میدان میں قدم نہ رکھے اور یہ دولت بغیر مرشد و مجاہدہ کے حاصل نہیں ہوتی"۔

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا آپ اسے سمجھے ہیں؟

میں نے عاجزی کا اظہار کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیل وقال سے نکل کر حال میں آجائے یعنی جس طرح اب ہم باتیں کر رہے ہیں یہ نہ ہوں بلکہ یہی باتیں مجسم شکل میں سامنے ہوں اسے مشاہدہ کہتے ہیں۔

اس موقع پر فقیر نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور یہ جو پچھلے پیرے میں بیعت رضوان کا حال پیش کیا گیا ہے کہ حضرت عثمان غنیؓ کی غیر موجودگی میں آپ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیعت لی تو کیا کوئی شیخ کسی مرید کی غیر موجودگی میں اسے بیعت کر سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کی بارش آپ پر برسائے آپ نے ارشاد فرمایا! کوئی شیخ کسی کی غیر موجودگی میں اس کی بیعت نہیں لے سکتا۔ دوسرا قبر والا کسی زندہ شخص کو بیعت نہیں کر سکتا ہاں اسے اپنے تصرف باطنی سے فیض یاب ضرور کر سکتا ہے۔ اس کو طریقت اویسی بھی کہتے ہیں ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی وکالت کسی شیخ کے سامنے کرے کہ فلاں شخص آپ سے منسلک ہونا چاہتا ہے آپ اس کی ارادت قبول فرمائیں اور اسے اپنے سلسلہ طریقت میں بیعت فرمالیں تو اس صورت میں اس شیخ کو بیعت کی اجازت ہے مگر بہترین یہ ہے کہ بلاقات پر تجدید بیعت کی جائے۔ جہاں تک بیعت رضوان کا تعلق ہے وہ اللہ کے نبی ﷺ لے رہے تھے جن کا ہر فعل وحی الٰہی کے تابع ہوتا ہے ان میں نسیان نہیں ہوتا۔

میں نے عرض کیا حضور یہ جو سجدہ سہو والی حدیث ہے اس بارے میں آپ کیا ارشاد فرمائیں گے آپ نے ارشاد فرمایا! وہ امت کی تعلیم کے لئے ہے۔ یاد رکھیں نبی

کبھی نہیں بھولتا کیونکہ اگر نبی بھول گیا تو اس کی تعلیمات میں بھی کجی کی گنجائش ہے۔ سورہ والضحیٰ میں بھی اسی طرح کے تراجم لوگوں نے کئے ہیں جو بہت غلط بات ہے ایسے مقامات پر جہاں اس طرح کا پہلو ہے وہاں حضرت احمد رضا خان قدس سرہ' نے اسے بہترین صورت میں بنایا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام سید قلندر علی سہروردی قدس سرہ' اللہ تعالیٰ آپ کی قبر نور سے منور فرمائے۔ آپ ایک دفعہ اپنے ایک مرید حکیم مودود سہروردیؒ کے پاس ٹمپل روڈ گئے وہاں اہل تشیع کا ایک مجتہد بھی آگیا وہ آکے بیٹھا تو حکیم صاحب نے ان کا تعارف حضرت صاحبؒ سے کروایا اور اس مجتہد کو بتایا کہ آپ میرے پیشوا ہیں۔ حضرت صاحب کی سادگی کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ حضرت کیا میں آپ سے قرآن میں سے کوئی سوال پوچھ سکتا ہوں آپ نے فرمایا الحمد شریف سے والناس تک جہاں سے چاہو سوال پوچھ لو۔ اس نے سورۃ والضحیٰ کی یہ آیت پڑھی و وجدک ضالا فھدی (۹۳:۷) اور اس کے ترجمے کے بارے میں استفسار کیا۔ آپ مسکرائے اور جواب دیا کہ حضرت یہاں قرآن آپ ﷺ کی اس کیفیت کا ذکر کر رہا ہے کہ الوہیت کے میدان میں آپ اس قدر خود رفتہ ہو گئے کہ انہیں کسی کی پرواہ نہ رہی اس لئے اللہ فرماتا ہے کہ ہم نے اس حالت میں دیکھا تو اپنی طرف آپ کو راہ دی۔ وہ مجتہد آپ کا یہ ترجمہ سن کر اس قدر خوشی سے سرشار ہوا کہ اٹھا اور آپ کی پیشانی پر بوسہ دے کر کہنے لگا قرآن اسی کیفیت کو بیان کر رہا ہے آپ نے سچ کہا ہے چونکہ وہ ایرانی تھا اور شاید ان کے ہاں کوئی ایسی بحث چل رہی ہو اس نے اسی وقت ایک خط ایران میں اپنے مکتب میں لکھا کہ یہ ترجمہ بالکل صحیح اس آیت پر منطبق ہوتا ہے۔

آپ پر اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا میرے ساتھ بھی ایک واقعہ اسی طرح کا پیش آیا۔ میں ایک دن حضرت میراں بادشاہؒ کے مزار جو مسجد وزیر خان کشمیری بازار کے صحن میں واقع ہے' وہاں گیا دوران مراقبہ مجھے ایک پیر صاحب کی اطلاع دی گئی کہ ان کی معرفت مجھے ایک سبق ملے گا۔ وہاں سے فارغ ہو کر میں اپنی دوکان واقع اعظم کلاتھ مارکیٹ آ بیٹھا۔ میرا ایک دوست گزرا اور کہنے لگا آؤ میں تمہیں

اپنے پیر صاحب سے ملواؤں وہ قریب ہی محلہ سبحان خان لائن (چونا منڈی) میں تشریف فرما ہیں گاہک کچھ کم تھے چنانچہ میں اس کے ساتھ ہو لیا وہاں پہنچ کر جب ان سے ملاقات ہوئی' تو میں نے فوراً" انہیں پہچان لیا کہ یہ تو وہی ہیں جن کے متعلق مجھے دوران مراقبہ کہا گیا تھا۔ میں نے ان سے بتائے گئے سبق کے بارے استفسار کیا تو انہوں نے مجھے وہ سبق بتا دیا تھوڑی دیر بعد وہاں ایک شخص نعت پڑھنے لگا جس کا مطلع تھا "اے کملی والے آقا ہم کو نہ بھول جانا"۔ یہ مصرع سن کر مجھے بڑی کرید ہوئی کہ یہ غلط کہہ رہا ہے ان کے کوئی ۶۰' ۷۰ مرید بھی بیٹھے تھے۔ اس لئے مجھے یہ خیال آیا کہ اگر میں اس کی نعت کو روک دوں تو ہو سکتا ہے کہ ان کے مرید بدتمیزی سے پیش آئیں۔ عین اس وقت مجھے قطب العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ کا یہ قول یاد آیا کہ "بیٹا نذیر جو بات دل میں ہو' وہی زبان پر ہو اور جس بات کو دل نہ مانے' وہ نہ ماننا' اگر مانو گے تو منافق بن جاؤ گے اور منافق کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشیں گے۔"

اس قول کا یاد آنا تھا کہ میں نے جرات کر کے پیر صاحب کی خدمت میں یہ کہا کہ حضرت یہ مصرع غلط پڑھ رہا ہے وہ پیر صاحب بہت نیک آدمی تھے۔ حضرت بابا حق سائیں ان کا نام تھا اگر وہ حیات ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائیں اور اگر فوت ہو گئے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قبر نور سے منور فرمائے۔ انہوں نے نعت تو بند کروا دی مگر مجھے دلائل دینے لگے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہ ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا۔ میں نے عرض کی کہ حضور وہ ظلی نبی تھے مگر حضور نبی کریم ﷺ تمام عالمین کے لئے ہیں۔ دوسرا اگر نبی کریم بھول سکتے ہیں تو پھر یہ بھی امکان ہے کہ رب امتی کہنے والے نبی امت کو بخشوانا ہی بھول جائیں یا ساری امت کو بخشوا لیں مگر ہمیں بھول جائیں۔ تو پھر ہمیں سردیوں اور گرمیوں میں تکلیف اٹھانے کی کیا ضرورت ہے یہاں بھی تکلیف اٹھائیں اور وہاں بھی۔ خیر بحث کا نتیجہ یہ ہوا کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور ان کی اصلاح ہو گئی انہوں نے نعت خواں کو کہا' جو ان کا اپنا ہی مرید تھا کہ یہ مصرع کاٹ دو اور دوبارہ کبھی نہ پڑھنا۔

اس موقع پر برادر طریقت عبدالعزیز خان زاد لطفہ' نے عرض کیا کہ حضور یہ

ارشاد فرمائیں کہ ولی کی پہچان کیا ہے کیونکہ ابھی آپ نے دوران درس ارشاد فرمایا ہے کہ بیعت کسی ولی اللہ سے کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ پہچان تو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرما دی ہے۔ ارشاد ہوتا ہے ثم تلین جلودھم و قلوبھم الی ذکر اللہ (۳۹:۲۳) چنانچہ قرآن کی رو سے یہ دیکھنا ہے کہ جس کی طرف ہم رجوع کر رہے ہیں۔ اس میں یہ خصائل ہیں بھی یا نہیں۔ اس کے اعضاء و جوارح خود بخود شریعت حقہ کے تابعدار ہیں یا وہ ہمیں کچھ کہتا ہے اور خود کچھ اور کرتا ہے یعنی اس کے قول و فعل میں تضاد نہ ہو۔ برادرم عبدالعزیز سہروردی نے عرض کی کہ میں کچھ اور سمجھا تھا میں سمجھا تھا کہ اس میں کشف و کرامت ہو' وہ ہر ملنے والے کے دل کی بات اس پر عیاں کر دے اور اس سے اکثر کرامات ظاہر ہوں وغیرہ۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کشف و کرامات کا ظہور کسی کی ولایت کی نشانی نہیں یہ دوسرے مذاہب میں بھی ہیں۔ کئی چوٹی کے درویشوں کی ساری زندگی میں پانچ سات سے زیادہ کرامات نہیں ملتیں مگر بعض درویشوں کی زندگی اسی سے معمور ہوتی ہے۔ دراصل تصرفات سے ہاتھ اٹھانا درویش کی ترقی کا باعث بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں آپ پر نازل فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے سلسلہ کے مورث اعلیٰ کشف و کرامات کے حق میں نہیں تھے کیونکہ ایسی باتیں کفار سے بھی ظاہر ہوتی ہیں مگر ان کے لئے اسے استدراج کا نام دیا گیا ہے۔ باقی رہا ولی ہونا تو ولی کا مطلب ہے دوست اور ولی اللہ کے لئے یہ لازم نہیں کہ وہ کشف و کرامات کے پیچھے لگا رہے اگر ایسا کرے گا تو وہ پھر راستے میں ہی اٹک جائے گا کیونکہ اس وادی کا سفر بہت ہی مشکل ہے اور اس گھاٹی سے گرا ہوا درویش کبھی نہیں سنبھل سکتا۔ شمس طریقت سہروردیہ قطب العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو نور سے منور فرمائے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں ۶۴ جگہ پر ایک وقت ایک لباس میں حاضر ہو سکتا ہوں مگر یہ ولایت نہیں۔ ولایت اس سے بہت آگے ہے۔ ولایت کو لوگوں نے بازیچہ اطفال سمجھ رکھا ہے۔ فی زمانہ تو ہر محلے میں ایک آدھ پیر آپ کو مل جائے گا مگر ان کے پاس چند فالناموں' حب و بغض کے تعویزات اور چند شجروں کے علاوہ کچھ

بھی نہیں ہوتا وہ مجاہدات و ریاضات کا مطلب بھی نہیں سمجھتے وہ تو وضو اور سنتوں
سے بھاگے ہوئے ہوتے ہیں۔ میرے شیخ مہتاب طریقت سہروردیہ' شہباز ولایت شیخ
الاسلام حضرت سید قلندر علی سہروردی قدس سرہ' اللہ تعالیٰ آپ کی قبر نور سے منور
فرمائے آپ فرمایا کرتے تھے کہ لوگ میرے پاس آتے ہیں اور اپنی پتلونوں کو شکن آنا
بھی گوارہ نہیں کرتے مگر چاہتے یہ ہیں کہ میں ان کی جیبوں میں انوار محمدیہ ﷺ ڈال
دوں وہ درویش کی ظاہری حالت دیکھتے ہیں مگر جو کچھ اس کے ساتھ ہو چکا ہے اگر اس
کی ہوا بھی انہیں لگ جائے تو وہ اس کوچہ میں آنے کی کبھی جرات بھی نہ کریں۔

جادہ ۔ ۱۱

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ نے گھر بار کا حال و احوال دریافت
فرمایا میری گزارشات پر آپ دعا گو ہوئے اور کچھ دیر بعد اپنے مرشد کریم قدس سرہ' کی
کتاب "الفقر فخری" کا درس دینے لگے۔ آپ دوران درس جب اس پیرے پر پہنچے کہ
"بنا بریں مطلب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نبوت سے قبل حق سبحانہ تعالیٰ نے حکم دیا
تھا کہ حضرت خضر علیہ السلام سے راہ رشد کی تعلیم حاصل کریں"۔ تو آپ کی خدمت
میں دعا جو نے عرض کی کہ کیا حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے؟

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بعض
انہیں نبی کہتے ہیں اور بعض انہیں حیات المیرولی کہتے ہیں بعض اصحاب نے انہیں ہر
زمانہ کے ولی کا ایک مرتبہ لکھا ہے بہرحال اس میں اختلاف ہے۔ جہاں تک حضرت
موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے واقعہ کا تعلق ہے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ
السلام نبی نہیں تھے۔ جب آپ نبی بنے تو حضرت خضر علیہ السلام بھی آپ کے ماتحت
تھے اور یہ جو بچے کو قتل کرنا' اور گری دیوار بنا دینا یا کشتی میں سوراخ کر دینا' تو اس کی
وجہ علم ہے جو حضرت خضر علیہ السلام کو حاصل تھا۔ اس علم کا تعلق صاحب وقت
درویش سے ہوتا ہے اور یہ بڑے چوٹی کے بزرگ ہوتے ہیں مگر اتنا علم ہونے کے
باوجود نبوت کے ماتحت ہوتے ہیں۔

اس کے بعد گفتگو کا رخ بدلا' تو سگ درگاہ نے عرض کی کہ کیا کسی شیخ کے
وصال کے بعد اس کے مریدین کسی دوسرے شیخ کی طرف رجوع کر سکتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ طریقت
کا اصول یہ ہے کہ اگر کسی سالک کے پیشوا وصال پا جائیں' تو اسے چاہیے کہ وہ پیشوا
کے مزار پر حاضر ہو اور مراقبہ میں ان کی طرف رجوع کرے اگر اسے اس کی سمجھ نہ ہو
یا وہاں سے مطلب برآوری نہ ہو تو اپنے پیر بھائیوں میں دیکھے کہ کون اس سے آگے
ہے اور اس کی صحبت اختیار کرے اور اگر وہاں سے بھی معاملہ حل نہ ہو تو پھر وہ کسی
دوسرے شیخ کی طرف رجوع کر سکتا ہے۔

جادہ ۔ ۱۲

قدم بوسی کے بعد حاضر خدمت تھا کہ گفتگو طلب العلم کے متعلق ہونے لگی
اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم نازل فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر
مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے مگر روحانیت کا علم ہر ایک پر فرض نہیں' یہ صرف
اس کے لئے ہے جو اس کی طلب رکھتا ہو۔ اس موقع پر سگ درگاہ نے عرض کی کہ
حضور گاؤں میں جو لوگ رہتے ہیں ان کے متعلق کیا حکم ہے کیونکہ وہاں کسی کو اتنا
شعور ہی نہیں ہوتا کہ وہ کسی کی بیعت کرکے راہ عرفان کی طرف گامزن ہو سکے یا وہ
شریعت کی تعلیم حاصل کرکے اپنے عقیدے اور اعمال کو درست کرلے؟

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا! جہاں تک
ایسے شخص کا تعلق ہے جس تک کوئی تعلیم نہیں پہنچی تو وہ ایک پہلو سے بری الذمہ تو
ہے مگر قدرت نے ہر انسان کی ذات میں ایک شعور ایسا بھی رکھا ہے کہ وہ اگر تجسس
کرے تو اپنے اردگرد کی شکست و ریخت سے اپنے مالک حقیقی کا ادراک کر سکتا ہے
کیونکہ حضور نبی رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ ہر پیدا ہونے
والا بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے مگر اس کے ماں باپ جیسے ہوں' وہ ویسا بن جاتا
ہے۔ یعنی فطرتاً" انسان اپنے اندر حق طلبی اور حق شناسی کا مادہ لے کر پیدا ہوتا ہے مگر

بعد ازاں اسے جیسا ماحول ملے' وہ اس میں اپنے آپ کو رنگ لیتا ہے مگر جن طبیعتوں نے روحانیت کے میدان کی غواصی کرنی ہوتی ہے۔ ان پر ماحول چنداں اثر نہیں کرتا۔ وہ صرف اپنے مالک حقیقی کے طالب ہوتے ہیں کسی پنجابی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ۔

جیہڑے تھل وسجن موڑن او کی کر

نئیں چھڈ دا شوق دیدار دا اے

یہ شعر سناتے ہوئے آپ آب دیدہ ہو گئے اور کچھ لمحے خاموش رہ کر آپ نے ارشاد فرمایا! رہا آپ کا یہ سوال' جو گاؤں کے رہنے والوں سے متعلق ہے تو ان کے ذرائع کے مطابق ہی ان پر قیود لاگو کی گئی ہیں۔ گو وہ شہر کے رہنے والوں سے بہت زیادہ جفاکش ہوتے ہیں مگر ایمانی لحاظ سے وہ شہر والوں سے کم درجے پر شمار کئے گئے ہیں کیونکہ یہاں شہر میں ہمارے چاروں طرف عالم ہیں کسی مسئلے کو سمجھنا ہے تو آپس میں ایک دوسرے سے پوچھا جا سکتا ہے ورنہ قریبی عالم کے پاس جا کر تصیح کی جا سکتی ہے مگر گاؤں کا کوئی آدمی جمعہ پڑھنے آیا تو مسئلہ سنا اور ہفتہ بھر اس پر اسی طرح عمل کرے گا جس طرح اسے سمجھ آئی ہے اس لئے ان پر اتنی قیود نہیں۔ باقی رہا مسئلہ بیعت کا تو آپ یہ فرمائیں اگر کسی گاؤں میں گندہ پانی ہو اور ساتھ والے گاؤں میں صاف پانی ہو تو کیا وہاں کے باسی وہی گندہ پانی پئیں گے یا صاف؟ بزرگوارم محمد سبحان زاد لطفہ' جو شریک محفل تھے نے کہا کہ صاف تو آپ نے ارشاد فرمایا اسی طرح سچائی کی تلاش کا جذبہ اگر صادق ہو تو بغیر کسی کے بتائے یہ راستہ بھی مل جاتا ہے۔

اس کے بعد گفتگو کا موضوع گاؤں کی معاشرت کی طرف ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا بیکو فیکٹری کا مالک میاں لطیف اکثر قطب العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا۔ ایک دفعہ حضرت قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ گجرات سے لاہور تشریف لائے ہوئے تھے چند روز بعد وہاں سے خط آیا کہ مال افسر آیا تھا اور وہ زمین کے کاغذات دیکھنا چاہتا ہے اور تنگ کرتا ہے میاں لطیف نے یہ سنا تو کہنے لگا کہ حضور مجھے آپ اجازت دیں میں کچھ دیر بعد حاضر ہوتا ہوں وہ میاں دولتانہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے والد نواب احمد یار کے پاس گیا

اور اس سے مال افسر کے نام چٹھی لکھوا لایا۔ (اس کے میاں دولتانہ وغیرہ سے بہت اچھے تعلقات تھے) اور کہا کہ اگر مال افسر آئے تو اسے یہ خط دے دیجئے گا۔ حضرت قبلہ العالم قدس سرہ' گاؤں تشریف لے گئے مگر دو تین ماہ تک مال افسر نہ آیا آپ نے وہ چٹھی رکھ چھوڑی۔ چند ماہ بعد آپ پھر لاہور تشریف لائے۔ حسن اتفاق کچھ دنوں بعد گاؤں سے پھر اس طرح کا خط آیا کہ مال افسر بہت تنگ کرتا ہے۔ اس وقت میاں لطیف پھر آپ ہی کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا اس نے دریافت کیا کہ حضور کیا آپ نے اسے چٹھی نہیں دی تھی؟ آپ نے فرمایا! نہیں۔ وہ پھر اجازت لے کر گیا اور ایک اور چٹھی لکھوا لایا اور کہنے لگا آپ مال افسر کو یہ چٹھی دے دیجئے گا وہ گاؤں کا رخ نہیں کرے گا۔ کچھ دن لاہور رہنے کے بعد آپ گاؤں واپس چلے گئے کوئی ڈیڑھ ماہ بعد مال افسر آیا اور آ کر بڑا گرم سرد ہونے لگا کہ کاغذات دکھائیں آپ نے فرمایا کہ یہ زمین میرے دادا کے والد نے خریدی تھی۔ پتا نہیں اس کے کاغذات اب کہاں ہوں گے۔ مال افسر بگڑنے لگا مگر اللہ کو اس کی اصلاح مقصود تھی حضرت قبلہ العالم نے باتیں کرتے ہوئے اسے فرمایا! اچھا ایسا کرو کہ بعد میں آ کر مجھ سے سوالات کرنا۔ پہلے جا کر اپنی بیوی کو سنبھالو' وہ آگ میں جلنے والی ہے اور ہاں جاتے ہوئے پنساری سے یہ کچھ چیزیں خرید لینا اور اسے پلا دینا۔ وہ گاڑی میں بیٹھا اور گھر پہنچا تو واقعی ہی اس کی بیوی جلتے جلتے بچی تھی۔ اس کی بیوی نے بتایا کہ میں چولہے کے قریب کام کر رہی تھی کہ اچانک میری چادر کے پلو کو آگ لگ گئی ایک بابا جی آئے اور انہوں نے مجھے خبردار کیا اور آگ بجھائی ورنہ آج میں تو مر جاتی۔

مال افسر نے جب روداد سنی تو ہکا بکا رہ گیا اور کہنے لگا کہ ایک بابا جی کے پاس میں ابھی بیٹھا ہوا تھا کہ انہوں نے مجھے یہ اطلاع دی کہ جلدی سے گھر جاؤ تمہاری بیوی جلنے والی ہے۔ یہ سن کر اس کی بیوی نے آپ سے ملاقات کا اشتیاق ظاہر کیا۔ وہ دونوں میاں بیوی گاڑی میں بیٹھ کر حیات گڑھ آپ کے گاؤں آ پہنچے مال افسر کی بیوی نے دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہی بابا جی ہیں جنہوں نے آج میری جان بچائی ہے۔ وہ سلام کر کے آپ کی خدمت میں بیٹھ گئے تو آپ نے مال افسر کی بیوی کو پوچھا کہ "پتر یہ

درد تمہیں پہلے بھی ایک دفعہ ہوا تھا" اس نے کہا کہ ہاں میری والدہ کہتی تھیں کہ بچپن میں مجھے ایک بڑا شدید درد دورہ کی شکل میں ہوا کرتا تھا۔ دراصل واقعہ یہ تھا کہ وہ کام کر رہی تھی کہ درد کی شدت سے وہ چولہے کے قریب ہی گر گئی۔ جس سے اس کی چادر کا ایک پلو چولہے پر گرا اور اس نے آگ پکڑ لی' جو غریب نواز حضرت قطب العالم قدس سرہ' العزیز نے اپنے تصرف باطنی سے بجھا دی۔

آپ نے اسے اس درد کا ایک معمولی سا علاج بتایا۔ جس کے استعمال سے وہ تندرست ہو گئی پھر تو مال افسر آپ کا بہت گرویدہ ہو گیا اور اکثر آپ کی خدمت میں حاضر رہنے لگا۔ آپ کے وصال کے کوئی تین یا چار سال بعد میں ایک دفعہ حیات گڑھ گیا اور آپ کے بڑے صاحبزادے مولوی محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا' تو آپ نے مجھے فرمایا کہ وہی مال افسر آتا ہے اور کہتا ہے کہ سڑک کے قریب میں آپ کو جگہ دے دیتا ہوں آپ میاں صاحب قدس سرہ کا جسد اطہر یہاں سے لیجا کر وہاں دفن کر دیں کیونکہ زائرین کو سڑک سے مزار اقدس تک آنے کے لئے پیدل چل کر آنا پڑتا ہے جس کی وجہ سے انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ میں نے مولوی صالح صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ مال افسر سے لکھوا دیں ہم حضرت قبلہ عالم قدس سرہ' کے جسد اطہر کو لاہور لے جاتے ہیں میں یہ کہہ کر لاہور آ گیا بعد میں برادرم مولوی صاحب نے شیخ الاسلام قدس سرہ کو خط لکھا کہ نذیر آیا تھا اور یہ کہہ گیا ہے کہ مال افسر سے لکھوا دیں ہم میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو لاہور لے جاتے ہیں آپ کی کیا رائے ہے؟

اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی قبر نور سے منور فرمائے آپ نے مجھے پوچھا کہ تم یہ کہہ آئے ہو میں نے عرض کی کہ جی ہاں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بیٹا یہ اچھی بات نہیں یہ حق صرف آپ کی اولاد کا ہی ہے اس لئے آپ ایسا نہ کریں۔ وہ جگہ جہاں آپ کا مزار شریف ہے وہ جگہ آپ نے خود پسند کی ہوئی ہے۔ میرے قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بات کو مزید بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ قطب العالم قدس سرہ نے پہلے وہ جگہ اپنی اولاد میں تقسیم فرما دی بعد ازاں دوبارہ جگہ ان سے رقم دے کر واپس خرید لی آج کل اسی جگہ پر آپ کا مزار اقدس واقع ہے۔

اس موقع پر بزرگوارم محمد سبحان سہروردی زاد لطفہ' نے کہا کہ مال افسر کی طرح دیہات میں پٹواری کی بہت عزت و تکریم ہوتی ہے اگر کسی جگہ کے متعلق وہ بغیر بارش برسے لکھ دے کہ فلاں تاریخ' فلاں وقت بارش ہوئی تو اسے ہائی کورٹ بھی چیلنج نہیں کر سکتی۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ حکومت برطانیہ کے وقت سر سکندر حیات کی بہت عزت تھی وہ جب وائسرائے کو ملنے جاتا تو وائسرائے اسے کھڑا ہو کر ملتا۔ دوسری جنگ عظیم میں جب اس کا چھوٹا بیٹا میجر عصمت حیات نازی فوج کا قیدی ہو گیا تو تقریباً" ایک سو نازی قیدی اس کے بدلے حکومت برطانیہ کو چھوڑنے پڑے۔ سکندر حیات سے لوگوں نے جب پٹواریوں کے متعلق شکایات کیں تو اس نے کہا کہ میں خود ان کے آگے بے بس ہوں یہ تو میری زمینوں کا پانی کاٹ کر دوسروں کو دے دیتے ہیں میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔

آپ نے اس موقع پر ہنستے ہوئے ایک واقعہ ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ عید کے موقع پر پٹواری نے آ کر ممتاز دولتانہ کو سلام کیا اور کچھ مطالبہ کیا تو میاں دولتانہ نے اسے برا بھلا کہہ کر چلتا کیا۔ وہ چلا گیا اور ہر سال ان کی بنجر زمین پر فصل ڈالتا گیا کئی سال گزر گئے ایک دن انہیں خط ملا کہ آبیانہ جمع کروائیں میاں دولتانہ کے والد نے جب چٹھی پڑی تو اس نے بیٹے سے پوچھا کہ پٹواری کبھی تمہارے پاس آیا تھا۔ اس نے کہا کہ کئی سال ہوئے آیا تھا اور میں نے اسے جھڑکیاں دے کر بھگا دیا تھا اس کے والد نے کہا بس اسی کا خمیازہ اب بھگتو۔ یہ جس زمین کے متعلق چٹھی آئی ہے کبھی ہم نے اس پر فصل تک نہیں بوئی تو کاٹی کہاں سے تھی۔ چنانچہ پٹواری کو بلا کر پہلے کی طرح اسے راضی خوشی کیا حالانکہ وہ خود وزیر داخلہ لگا ہوا تھا۔

جادہ - ۱۳

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لائے

ہوئے تھے اور میں آپ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا میرے استاد مکرم حضرت مرزا غلام محی الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے برادر عزیز مرزا غلام مصطفیٰ مرحوم بھی تشریف فرما تھے کہ اچانک آپ نے انہیں کوئی چیز منگوانے کے لئے کمرے سے باہر بھیجا اور مجھے فرمایا! "نذیر یہ تیری بیوی کھڑی ہے اور کہتی ہے کہ میری شادی اس سے کر دیں میں اس کے ساتھ بڑی خوش رہوں گی اور ہاں اس کی دو بہنیں اور ایک بھائی بھی ہے"۔

میرے حالات ان دنوں بہت خراب تھے اس لئے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ سرکار وہ میرے ساتھ شادی کر کے بھوکی ہی مرے گی اور دوسرا میری ابھی پہلی بیوی بھی تو حیات ہے یہ کیسے ممکن ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے میں دوسری شادی کر لوں۔ آپ نے ارشاد فرمایا! "اسے میں سنبھال لوں گا" آپ کا ارشاد سن کر میں خاموش ہو گیا کچھ عرصے کے بعد میری پہلی بیوی بیمار ہوئی اور پھر وفات پا گئی۔

ایک دن میں اپنے مرشد کریم حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر تھا اور آپ دوستوں کے ساتھ محو گفتگو تھے کہ اچانک مجھے فرمانے لگے' نذیر تم دوسری شادی کر لو میں نے عرض کی کہ حضور میرا ایک بیٹا ہے اور مجھے اب اولاد کی بھی کوئی حاجت نہیں دوسرا میں چاہتا ہوں کہ اس طرف (روحانیت کی طرف) زیادہ وقت لگاؤں اس لئے ایسے ہی ٹھیک ہے۔ آپ نے ذرا سخت لہجہ اختیار فرماتے ہوئے فرمایا میں تو تمہاری اولاد دیکھ رہا ہوں اور تم کہتے ہو میں شادی نہیں کرنا چاہتا ایک ہفتے میں شادی کر لو ورنہ یہاں مت آیا کرو۔ میں بڑا پریشان ہوا کہ بار الہا! ایک ہفتے میں کیسے شادی ہو گی؟ خیر اس کا ذکر میں نے گھر والوں سے کیا اور کوئی چھ دن ہی گزرے ہوں گے کہ میری بات موجودہ اہلیہ سے میرے گھر والوں نے پکی کر دی اس طرح میری شادی ہفتے کے اندر اندر ہی ہو گئی۔ خطبہ نکاح حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' نے خود پڑھایا اور اپنی شدید علالت کے باوجود شادی میں شریک ہوئے' حالانکہ واپسی پر آپ کو سٹریچر پر ڈال کر لایا گیا۔ حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی اصول پسندی کا اس موقع پر آپ نے بطور خاص ذکر فرمایا کہ جب نکاح نامہ تیار ہو گیا اور آپ کو خطبہ نکاح پڑھنے کے لئے عرض کیا گیا تو آپ نے پہلے نکاح نامہ منگوایا اور پڑھا اس میں حق مہر شرعی لکھا ہوا تھا آپ

نے اس پر اعتراض کیا اور فرمایا کہ شرعی حق مہر نام کی کوئی چیز شریعت میں نہیں ہے حق مہر حسب استطاعت ہوتا ہے۔ اس فقرے کو کاٹیں اور حسب استطاعت حق مہر ادا کریں۔ آپ کی خدمت میں عرض کی گئی کہ حضور آپ کاٹ کر لکھ دیں اس پر آپ نے فرمایا نہیں آپ خود اپنے ہاتھ سے کاٹیں اور خود ہی لکھیں۔ جب تک یہ معاملہ طے نہ ہوا آپ نے نکاح نہیں پڑھایا بلکہ اس موقع پر آپ نے تمام شرکاء محفل کو حق مہر کے متعلق مسائل بھی سمجھائے۔

خیر شادی سے چند دن بعد جب میں سسرال گیا تو میں نے باورچی خانے سے منسلک کمرے میں جہاں میں بیٹھا تھا سنا کہ میری اہلیہ سے اس کی والدہ نے پوچھا کہ تم کس حال میں ہو تمہارے سسرال والے تم سے کیسا سلوک کرتے ہیں۔ اس پر میری اہلیہ نے اپنی والدہ سے کہا کہ "ماں جی آپ میرا فکر چھوڑ کر باقی اولاد کی فکر کریں میں وہاں بہت خوش ہوں"۔ بعینہٖ وہی الفاظ جو قطب العالم حضرت قبلہ میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھی قدس سرہ' نے مجھے ایک عرصہ پیشتر فرمائے تھے کہ نذیر "یہ کہتی ہے کہ میں اس کے گھر بہت خوش ہوں" آپ اس موقع پر فرط جذبات سے آب دیدہ ہو گئے اور ڈبڈبائی ہوئی آواز سے ارشاد فرمایا کہ شاہ جی ذرا غور کریں کہ ۱۴ سو سال بعد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا یہ حال ہے۔ وہ لوگ کتنے مغالطے میں ہیں جو سرکار دو عالم ﷺ کے علم غیب کے متعلق بحث کرتے ہیں۔ کیا انہیں یہ زیب دیتا ہے کہ جس کے صدقے کھاتے ہیں اس ہی کی ذات میں عیب جوئی کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔

میرے قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت قطب العالم قدس سرہ' کی مداح سرائی فرماتے ہوئے فرمایا کہ دیکھیں غور طلب بات یہ ہے کہ میری پہلی بیوی حیات ہے اور آپ دوسری شادی کی خبر دے رہے ہیں حالانکہ اس وقت میری دوسری بیوی ابھی چھوٹی تھی دوسرا جتنے بہن بھائی آپ نے فرمائے تھے اس وقت اس سے زیادہ میری اہلیہ کے بھائی بہن تھے مگر جب میرا عقد ہوا تو اس وقت تک کچھ فوت ہو گئے۔ اور باقی اتنے ہی بہن بھائی بچے جتنے آپ نے ارشاد فرمائے تھے۔

حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ نے مزید ارشاد فرمایا کہ اسی طرح ابھی میری شادی بھی نہیں ہوئی تھی کہ ایک دن حضرت قطب العالم قدس سرہ العزیز فرمانے لگے۔ "نذیر تمہارا پہلا لڑکا بڑا پیارا ہے اور اس کے خدوخال ایسے ہیں"۔ میں نے عرض کیا حضور ابھی تو میری شادی بھی نہیں ہوئی بیٹا کہاں سے آگیا آپ نے ارشاد فرمایا' تمہارے ہاں پہلا لڑکا ہو گا اور مولوی صاحب (شیخ الاسلام قدس سرہ' کو آپ محبت سے مولوی صاحب کہہ کر پکارتے تھے) سے کہہ دینا کہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ سے نام پوچھ کر تمہیں بتا دیں' وہی نام رکھنا اس طرح میرے ہر بچے کی پیدائش سے پہلے ہی آپؒ اس کے تمام خدوخال بتا دیتے۔

خیر میرے ہاں جب پہلا بیٹا ہوا تو بحکم حضرت قطب العالمؒ میرے گھر والوں نے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' سے پوچھ کر "محمد نصیر" نام رکھ دیا۔ کیونکہ میں بوجہ کاروبار لاہور میں موجود نہیں تھا۔ وقت گزرتا گیا اسے کوئی بھی محمد نصیر کے نام سے نہیں پکارتا تھا بلکہ کوئی اسے محمد جمیل اور کوئی منور حسین کے نام سے آواز دیتا تھا۔ جب وہ کوئی آٹھ دس سال کا ہوا تو میرے ہمسائے میں جو لوگ رہتے تھے ان کے پیر صاحب ایک دن تشریف لائے انہوں نے اسے کھیلتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ جوان ہونے پر اگر یہ سمندر پار چلا جائے تو بہت پیسے کمائے گا۔ مجھے اس بات کا علم ہوا تو میں نے حضرت قبلہ گاہی شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں پیر صاحب کی بات عرض کی آپ نے ارشاد فرمایا تم کیا چاہتے ہو میں نے عرض کی کہ حضور چونکہ اکیلا ہے اس لئے اگر میرے سامنے ہی رہے تو بہتر ہو گا۔ آپ خاموش ہو رہے۔ وقت گزرتا گیا جب وہ جوان ہوا تو چونکہ اس کی ایک ہمشیرہ اپنے خاوند کے ساتھ کویت میں رہائش پذیر تھی اس لئے انہوں نے کوشش کر کے اس کے لئے بھی ویزا خرید لیا تاکہ وہ بھی کویت میں ہی نوکری کرے جب ویزا میں نے دیکھا تو اس پر محمد نصیر کا ہی نام درج تھا تب مجھے نام کی برکت اور ان پیر صاحب کی پیش گوئی یاد آئی جنہوں نے کہا تھا کہ یہ بچہ سمندر پار گیا تو بہت روپیہ کمائے گا آج کل بھی وہ وہیں رہائش پذیر ہے اور اچھا آسودہ حال ہے۔

آپ نے قطب العالم قدس سرہ' کے مزید احوال سناتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ

جب میرا دوسرا بیٹا فوت ہوا تو قطب العالم قدس سرہ' ان دنوں گجرات سے لاہور تشریف لائے ہوئے تھے ایک دن میں آپ کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ آپ نے مجھے پوچھا' نذیر تمہارا بیٹا کیسے فوت ہوا میں نے عرض کی کہ حضور میری والدہ ماجدہ نور اللہ مرقدہ فرماتی ہیں کہ وہ مرض اٹھرا سے فوت ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا! بھئی اٹھرا کوئی مرض نہیں ہوتا بلکہ اس کی مثال یوں ہے کہ ایک فصل کاٹ کر اگر فوراً" ہی دوسری فصل کاشت کر دی جائے تو وہ کمزور ہوتی ہے' مرض اٹھرا کا یہی حال ہے۔ جاؤ اپنی بیوی کو لے کر آؤ اور آتے ہوئے چند دانے کالی مرچوں اور چاولوں کے لیتے آنا۔ تھوڑی دیر بعد جب میں اپنی اہلیہ کو لے کر حاضر ہوا تو آپ اسے دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمایا بیٹھ جاؤ چونکہ حضرت قبلہ و کعبہ قطب العالم قدس سرہ' کھڑے تھے اس لئے وہ بھی کھڑی رہی آپ نے مجھے فرمایا نذیر اسے کہو بیٹھ جائے میں نے عرض کیا سرکار یہ آپ کے ادب کی وجہ سے بیٹھ نہیں رہی آپ نے فرمایا! پتر میرا ادب یہ ہے کہ تم میرا کہا مانو اور بیٹھ جاؤ۔ بہرحال وہ تھوڑا سا ہچکچائی اور بیٹھ گئی آپ نے تھوڑی دیر اسے توجہ دی اور فرمایا جاؤ اسے چھوڑ آؤ۔ مرچوں اور چاول کے دانوں پر کچھ پڑھ کر مجھے ساتھ دے دیئے اور فرمایا اسے کہہ دینا ان میں سے کبھی کبھار مرچیں اور کبھی چاولوں کے چند دانے کھا لیا کرے اللہ خیر کرے گا۔

اس واقعہ کے کوئی دو تین ماہ بعد جب میں حسب عادت صبح نماز پڑھنے کے بعد سویا تو حضرت قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت ہوئی آپ فرمانے لگے' دعا کرو اللہ تعالیٰ تمہیں اولاد دے میں نے کہا کہ سرکار اولاد تو ہے اللہ تعالیٰ مال دے۔ آپ نے فرمایا' نہیں یہ دعا کرو اللہ تعالیٰ اولاد دے اسی طرح میں آپ کی خدمت میں جب عرض کرتا آپ یہی جواب دیتے۔ آخر کار میں نے عرض کی اللہ اولاد بھی دے مال بھی دے۔ خواب دیکھنے کے کوئی گیارہ یا بارہ ماہ بعد مجھے اللہ تعالیٰ نے بیٹی عطا فرمائی' بیٹا اولیس ان دنوں میں بہت تنگی کے دن گزار رہا تھا ایسا دور ابتلا تھا کہ میرے پاس دودھ لانے کے پیسے بھی نہیں ہوتے تھے۔ انہی ایام میں میرے ماموں بھی تشریف لے آئے اور مجھ سے کچھ رقم ادھار مانگی میرے پاس آخری پونجی میری اہلیہ کے جھمکے تھے میں

نے وہ انہیں دے دیئے کہ اپنی ضرورت پوری کر لیں۔ اس طرح آخری جمع پونجی بھی ان کے حوالے کر دی۔ خیر بیٹی کی ولادت سے کوئی ہفتہ دو ہفتہ بعد خواب والی دعا کا اثر معلوم ہونے لگا' یعنی ہر طرف سے مال آنا شروع ہو گیا۔ مجھے کاروبار میں بڑی برکت نصیب ہوئی مگر وہ بیٹی اپنی والدہ کی وفات سے تھوڑا عرصہ پیشتر وفات پا گئی۔

کوئی ایک دو ماہ بعد میری بیوی کچھ بیمار رہنے لگی میں نے اسے ڈاکٹر سید دلاور حسین (چونا منڈی) اور حکیم سید نوازش علی صاحب مرحوم کو دکھایا حکیم صاحب نے مجھے تو یہ نہ بتایا کہ اسے مرض دق کی تکلیف ہے بلکہ اشارۃً" بتایا کہ اسے کہیں کہ پھیپھڑے کا گوشت زیادہ استعمال کیا کرے۔ انہی ایام میں حضرت قطب العالم میاں صاحب قدس سرہ' گجرات سے لاہور تشریف لائے میں قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا تو آپ فرمانے لگے' پتر نذیر تم دوسری شادی کر لو میں نے عرض کی' حضور ابھی تو میری پہلی بیوی حیات ہے آپ فرمانے لگے' تم اس کی فکر نہ کرو اسے میں سنبھال لوں گا۔ کچھ روز بعد مجھے اپنے کاروبار کے سلسلے میں بنوں جانا پڑا میں اجازت اور ملاقات کے لئے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا نذیر تم یہ مکان چھوڑ دو جس میں رہتے ہو میں نے عرض کیا' حضور سامان کہاں رکھوں! آپ نے ارشاد فرمایا کہ سامان اپنے آبائی مکان میں رکھو' اور ہاں چونکہ تمہاری بیوی بیمار ہے اس لئے اسے سیالکوٹ اپنے سسرال چھوڑ آؤ۔ میں نے عرض کی' حضور کھانے وغیرہ کی تکلیف ہو گی آپؒ نے فرمایا جس طرح اور لوگ ہوٹلوں سے روٹی کھاتے ہیں تم بھی کھا لیا کرو۔

خیر میں نے قبلہ و کعبہ مرشدی حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کے ارشاد کے مطابق ویسا ہی کیا اور بنوں روانہ ہونے سے پہلے پھر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے فرمایا نذیر ایسے کرنا' راستے میں کالا باغ میں تمہارا پیر بھائی ہے اس کے ہاں چند روز رک جانا تو بہتر ہو گا۔ میں اجازت لے کر روانہ ہو گیا مگر چونکہ مجھے کالا باغ کوئی کام نہیں تھا اس لئے ایک دو روز ٹھہر کر آگے روانہ ہو گیا ادھر انہی دنوں میری بیوی کا انتقال ہو گیا میرے گھر والوں نے کالا باغ والے پتہ پر مجھے اطلاع دی مگر میں وہاں سے

جا چکا تھا۔

میں اپنا کام ختم کر کے لاہور پہنچا تو مجھے اپنی اہلیہ کی فوتگی کا علم ہوا۔ یہ سن کر میرے دل میں ایک گرہ سی پیدا ہو گئی کہ حضرت قبلہ و کعبہ قدس سرہ' کو میری بیوی کی وفات کا علم تھا مگر آپ نے مجھے نہیں بتایا یہ سوچ کر میں نے آپ کے آستانہ عالیہ قلعہ گوجر سنگھ (قلعہ شاہ فیصل) جانا ترک کر دیا۔ تقریباً" چھ سات ماہ بعد سرکار نور اللہ مرقدہ' کی ایک تصنیف بعنوان "صحیفہ غوثیہ" شائع ہوئی تو میرا ایک دوست عبدالکریم جو جماعت اسلامی کا رکن بھی تھا میرے پاس آیا اور اسی کتاب کے متعلق کہنے لگا کہ اس کتاب کے کچھ واقعات پر مجھے اعتراض ہے۔ میں نے اس سے کتاب لی تو وہ حضرت صاحب قدس سرہ' کی تصنیف "صحیفہ غوثیہ" تھی میں نے اسے کہا بھئی مصنف کے متعلق تو میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ وہ کوئی غلط واقعہ تحریر نہیں کرتے۔ وہ کہنے لگا پہلے تم اسے پڑھو پھر بات کریں گے۔

میں چونکہ تھوڑی دیر بعد سیالکوٹ جا رہا تھا اس لئے میں وہ کتاب سیالکوٹ اپنے ساتھ ہی لے گیا۔ اپنی خالہ کے گھر میرا قیام تھا میں جاتے ہی کتاب پڑھنے میں اتنا منہمک ہوا کہ کھانا کھانے کو بھی دل نہ کیا۔ پڑھتے پڑھتے ایک جگہ یہ مسئلہ آیا کہ سرکار غوث الاعظم شہنشاہ بغداد شریف قدس سرہ' العزیز فرماتے ہیں کہ میرا مرید اگر مشکل میں مجھے پکارے تو میں حاضر ہو کر اس کی داد رسی کرتا ہوں۔ میں نے سوچا کہ یہ نہیں ہو سکتا' چونکہ میرا پیر حاضر نہیں ہوتا اس لئے یہ مسئلہ غلط ہے۔ یہ تکرار سوالاً" جواباً" میں اپنے خیال میں ہی کر رہا تھا کہ مجھے نیند کا سخت غلبہ ہوا اور میں کتاب سرہانے رکھ کر سو گیا میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے ہیں اور مجھے کہتے ہیں' بھئی حضرت غوث پاکؓ حاضر ہوتے ہیں تم کیوں نہیں مانتے میں نے انہیں کہا کہ چونکہ میرا پیر حاضر نہیں ہوتا اس لئے ایسا ممکن نہیں۔ وہ اپنے موقف کے مطابق دلائل دیتے رہے مگر میں یہی کہتا رہا کہ حضرت میری دادی مرحومہ ہر سانس کے ساتھ آپ (غوث اعظم ﷜) کو یاد کرتی تھیں مگر آپ تو حاضر نہ ہوتے تھے۔ خیر اس بحث کا کوئی نتیجہ نہ نکلا اور میری آنکھ کھل گئی مغرب سے کوئی ایک گھنٹہ قبل میری آنکھ کھلی اور

میں نہ جانے کیوں بغیر کسی کو بتائے کمبل اور کتاب اٹھائے ریلوے اسٹیشن پر آ گیا۔ میرے چلے آنے کے بعد جب مجھے کمرے میں کسی نے نہ پایا تو انہوں نے باہر سے پوچھا باہر سے کسی نے کہا کہ وہ تو اسٹیشن کی طرف جا رہا تھا۔ وہ سب میرے پیچھے اسٹیشن پر آ گئے اور مجھے کہنے لگے کہ کیا بات ہے' کیا کسی سے جھگڑا ہوا ہے۔ میں نے کہا نہیں بس ایک ضروری کام یاد آ گیا ہے جس وجہ سے مجھے جلدی لاہور پہنچنا ہے۔ اس طرح بڑی مشکل سے انہیں رخصت کیا اور کمبل لے کر سو گیا صبح بابو ٹرین آئی تو اس پر بیٹھ کر لاہور آ گیا اور آتے ہی کمبل اندرون دہلی دروازہ کے اندر اپنے پیر بھائی مراتب علی کی دکان پر رکھ دیا اور اسے کہا کہ یہ کمبل رکھو میں قلعہ گوجر سنگھ جا رہا ہوں وہ کہنے لگا آج کیا بات ہے تمہیں تو ایک عرصہ ہوا وہاں گئے ہوئے آج کیا ہو گیا ہے۔ ٹھہرو میں بھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ میں نے اسے کہا کہ میں نے کوئی چوری کی ہوئی ہے کہ تم میرے ساتھ چلو گے' میں خود ہی چلا جاتا ہوں۔

عین اس وقت جبکہ میں لاہور ریلوے اسٹیشن پر اترا' حضرت قبلہ شیخ الاسلام قدس سرہ' نے میرے استاد مکرم حضرت حاجی مرزا غلام محی الدین سہروردی ؒ کو میرے گھر روانہ کیا کہ وہ مجھے بلا کر لائیں۔ میری ان سے ملاقات نہ ہو سکی کیونکہ میں اسٹیشن سے اپنے دوست کی دکان سے ہوتا ہوا قلعہ گوجر سنگھ آ گیا اور میرے استاد محترم گھر تشریف لے گئے۔ خیر جب میں حضرت قبلہ عالم قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مرزا صاحب کو تمہاری طرف روانہ کیا تھا وہ کہاں رہ گئے۔ میں نے عرض کیا سرکار میں گھر نہیں تھا بلکہ سیالکوٹ سے سیدھا آ رہا ہوں اور وہ میرے گھر گئے ہوں گے۔ ابھی مجھے بیٹھے کوئی ۵ یا ۷ منٹ ہوئے ہوں گے کہ ایک آدمی امرتسر سے آیا اور عرض کرنے لگا' حضور خیر تھی آپ رات تشریف لائے اور بیٹھے بھی نہیں۔ چند منٹوں بعد ایک آدمی رائے ونڈ سے آیا اور کہنے لگا' حضور خیر تھی رات آپ تشریف لائے بھی اور بیٹھے بھی نہیں۔ اب میں سمجھ رہا تھا کہ یہ میرے سوال کا جواب ہے اسی طرح چند جگہوں سے دو ایک آدمی اور بھی آئے اور یہی بات کہنے لگے کہ حضور خیر تو تھی رات آپ تشریف لائے اور جلد ہی واپس آ گئے۔ حضرت

شیخ الاسلام قدس سرہ' العزیز نے ان آدمیوں کے چلے جانے کے بعد مجھے اپنے قریب بلایا اور فرمایا' کیوں بھئی پیر حاضر ہوتا ہے کہ نہیں؟ میں نے عرض کیا حضور ہوتا ہے آپ نے فرمایا! پھر ان بزرگوں کی بات کو کیوں نہ مانا؟ میں نے عرض کی اس لئے کہ پہلے میرا دل یہ بات نہیں مانتا تھا۔ آپ نے فرمایا' ٹھیک ہے جس بات کو دل تسلیم نہ کرے اسے نہ ماننا۔ یہ فرما کر آپ نے ایک سبق بھی مجھے ارشاد فرمایا کہ اسے پڑھنے کا تجھے حکم ہوا ہے آپ نے جونہی مجھے وہ سبق تلقین فرمایا مجھے یاد آیا کہ یہی سبق تو مجھے سیالکوٹ میں میری خالہ کے گھر رہنے والے نابینا نے بتایا تھا اور ساتھ کہا تھا کہ فلاں فلاں بزرگ اس سبق کو پڑھتے تھے میں شیخ الاسلام قدس سرہ' سے اجازت لے کر واپس ہوا اور فوراً" سیالکوٹ روانہ ہو گیا تاکہ اس نابینا سے کچھ اور بھی حالات پوچھوں۔ مگر میرے پہنچنے سے پہلے ہی وہ وفات پا چکا تھا تب مجھے اندازہ ہوا کہ وہ نابینا کس مقام کا درویش تھا حالانکہ وہاں کسی کو معلوم نہیں تھا اور جس گھر میں وہ رہتا تھا وہ گھر والے اس سے سودا سلف بھی منگوا لیا کرتے۔

جادہ - ۱۴

حضرت ممدوح کی بارگاہ عالیہ میں قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ دوران گفتگو قبلہ العالم حضرت میاں صاحب قدس سرہ' کے احسانات کا ذکر فرمانے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں آپ کی خدمت میں گجرات حاضر تھا اور ادھر ادھر کی باتیں ہو رہی تھیں کہ دوران گفتگو میں نے سوال کر دیا کہ حضور لوگ کہتے ہیں کہ جو حقہ پیتا ہے اسے سرور کائنات ﷺ کی زیارت نہیں ہوتی۔ آپ کو فوراً" جلال آ گیا اور آپ نے پر جلال انداز سے فرمایا' کون کہتا ہے؟ میں ڈر گیا اور کہا کہ سرکار لوگ کہتے ہیں اور میں نے بھی ایک کتاب میں پڑھا ہے اور ساتھ ہی کتاب کا حوالہ بھی دے دیا کہ حضور فلاں کتاب میں ایسے ہی لکھا ہے۔ آپ مجھ پر بہت خفا ہوئے اور فرمایا تم ایسی کتابیں پڑھتے ہی کیوں ہو۔ آپ کی مجلس میں اس وقت میرے علاوہ تین یا چار آدمی اور بھی بیٹھے تھے جو خاموشی سے باتیں سن رہے تھے آپ نے ان

تمام کو ایک قطار میں بیٹھا دیا اور جس شخص کی پشت پر گردن سے ذرا نیچے ہاتھ رکھتے اس شخص پر ایک غنودگی طاری ہوتی اور وہ شخص فوراً" دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جاتا۔ حیران کن بات یہ ہوئی کہ بائیں ہاتھ میں حقہ کی "نے" ہاتھ میں ہی رہی۔ کچھ دیر بعد جب تمام لوگ اپنی قسمت پر نازاں بیدار ہوئے تو سب آپ کے قدم بوس ہو گئے۔

جادہ ۔ ۱۵

قدم بوسی کے بعد حاضر خدمت تھا کہ حضرت ممدوحؒ نے قریب بیٹھے ہوئے اپنے ایک مرید ملک بشیر سہروردی سلمہ' تعالیٰ کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا! اس کا برادر نسبتی محمد احسان' جو میرا دوست تھا اور ملک خدا بخش کا بیٹا تھا جس کا اندرون شہر کے متمول خاندان سے تعلق تھا مگر مذہباً" وہ مزاری ہو چکا تھا۔ وہ جب بھی ہمیں ملتا اس کے ساتھ اکثر ہماری بحث ہوتی تھی کہ تم غلط ہو گئے ہو ایک روز مرزا بشیر الدین محمود لاہور آیا اور ڈاکٹر یوسف کی کوٹھی جو ریگل سینما کے قریب تھی ٹھہرا ہوا تھا۔ احسان مجھے باتوں میں الجھا کر دھوکے سے وہاں لے گیا' جب میں وہاں پہنچا تو مجھے اپنی غلطی اور اس کے دھوکے کا احساس ہوا۔ اتنے میں مرزا بشیر اندر سے نکلا اور جماعت کرانے کے لئے آگے بڑھا کیونکہ نماز مغرب کا وقت ہو چکا تھا میں ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا۔ احسان نے مجھے کہا کہ تم بھی جماعت میں شامل ہو جاؤ نماز تو اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہے۔ مگر میں نے انکار کر دیا۔ ہماری باتیں سن کر بشیر الدین محمود نے احسان سے پوچھا بھئی کیا بات ہے میں نے جرات کر کے کہا کہ میں آپ کے پیچھے نماز جائز نہیں سمجھتا کیونکہ میں مذہباً" مزاری نہیں ہوں۔ میری بات سن کر وہ پیچھے ہٹ گیا اور مجھے کہنے لگا' برخوردار تم پہلے نماز پڑھ لو ہم بعد میں ادا کر لیں گے۔ پہلے تو میں ہچکچایا بعد میں مصلے پر کھڑا ہو گیا اور نماز پڑھنے لگا مرزا بشیرالدین اور اس کے تمام پیروکار علیحدہ ہو کر کھڑے ہو گئے میں نے جب نماز پڑھ لی تو پھر انہوں نے جماعت کروائی۔

نماز ختم ہونے کے بعد احسان نے کہا کہ جناب یہ میرے دوست ہیں اور ان کے کچھ سوالات ہیں انہوں نے مجھے اپنے قریب بٹھا لیا وہ میرے قریب اس طرح بیٹھ

گئے کہ ہمارے گھٹنے آپس میں جڑے ہوئے تھے انہوں نے بیٹھتے ہی فرمایا' ہاں بھئی کوئی سوال ہو تو بتاؤ میں نے کہا کہ مجھے یہ آپ کا پیروکار روزانہ سمجھاتا ہے مگر مجھے کچھ سمجھ نہیں آتی۔ وہ مجھے تبلیغی کلمات کہنے لگے کہ مرزائی اعتقاداً" یوں ہیں وغیرہ وغیرہ اب ان کی گفتگو کے درمیان دو باتیں میرے سامنے تھیں۔ پہلی یہ کہ یہ علی گڑھ کا گریجویٹ اور ایک جماعت کا سربراہ ہے جس کے مقابلے میں میں علمی اعتبار سے بہت کم ہوں۔ دوسرا اگر یہ مجھ پر علمی اعتبار سے حاوی ہو گیا تو انہوں نے کل ہی اخبار میں خبر دینی ہے کہ ایک مولانا حضرت صاحب سے بحث کرنے آئے اور باتوں کا جواب نہ دے سکے اور مباحثہ مرزا صاحب امیر جماعت نے جیت لیا۔

ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک میرے ذہن میں ایک سوال پیدا ہوا اتنے میں مرزا صاحب نے اپنی بات ختم کر کے مجھے کہا مولانا کوئی اور سوال ہو تو بتائیں۔ میں نے جھٹ کہا کہ میں نے یہ سنا اور پڑھا بھی ہے کہ اللہ کے برگزیدہ لوگ آنے والے کے حالات اپنی کشفی کیفیت سے جان لیتے ہیں وہ یہ بھی جان لیتے ہیں کہ ملاقاتی کا باپ یا دادا اور اس کا باپ دادا مرنے سے پہلے کیا تھے اور مرنے کے بعد کیسے حالات میں ہیں۔ دوسرا آنے والے ملاقاتی کا مستقبل کیسا ہو گا چونکہ آپ کی جماعت والے آپ کو سب سے برگزیدہ سمجھتے ہیں اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ آپ سے آگے یعنی قیامت کے بعد تو ملاقات نہ ہو سکے گی آپ اتنا ہی بتا دیں کہ اس کمرے کی دہلیز سے نکلتے ہی میرا کیا حال ہو گا۔ انہوں نے اس کے جواب میں ایک لمبا لیکچر دیا اور سیاسی حالات پر بھی گفتگو فرمائی اور کہا کہ میں نے مسلمانوں کے لئے ۵۶ سیٹیں منظور کروائی ہیں وغیرہ۔

میں نے اس موقع پر انہیں ٹوکا اور کہا' حضرت آپ میرے سوال کا جواب دیں مجھے اس سے کیا لینا دینا کہ آپ نے ۵۶ سیٹیں منظور کروائیں یا ۵۶۰۔ ہاں اگر آپ اس سوال کا جواب نہیں دے سکتے تو آیئے میں ابھی آپ کو قلعہ گوجر سنگھ ایسی برگزیدہ ہستی سے ملوا دیتا ہوں جو میرے اس سوال کے جواب کا عملی نمونہ آپ کے سامنے رکھ دے گی۔

اللہ آپ کو خوش رکھے شاہ جی کوئی ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ تک میری ان سے

بحث ہوئی مگر وہ میرے سوال کا جواب نہ دے سکے اور نہ چلنے پر تیار ہوئے۔ اس اثنا میں ملاقاتی بھی دم سادھے بیٹھے رہے کچھ نئے ملاقاتی حضرات بھی آئے مگر مرزا صاحب نے اپنے سیکرٹری کو کہا کہ آج کی تمام ملاقاتیں منسوخ کر دی جائیں' مجھے ان سے بحث میں بہت لطف آ رہا ہے۔

عین اس وقت جب میں مرزا بشیرالدین محمود سے بحث کر رہا تھا قطب العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ' گجرات سے میرے حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے گھر قلعہ گوجر سنگھ تشریف لائے اور آتے ہی پوچھا' نذیر کہاں ہے اسے بلاؤ وہ بہت بری جگہ پھنس گیا ہے مگر کوئی بات نہیں میں اس کے ساتھ ہوں۔ آپ یہ فرماتے جاتے اور کمرے میں ٹہلتے جاتے ادھر مجھے خدا گواہ ہے یوں محسوس ہوتا تھا جیسے میرے دماغ میں کوئی باتیں ڈالتا جا رہا ہے اور میں دہراتا جاتا ہوں۔

ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ بعد جب میں مرزا بشیرالدین محمود سے علیحدہ ہوا تو اسی وقت قطب العالم قدس سرہ' نے فرمایا کہ وہ بچ گیا ہے اور گھر جا رہا ہے۔ میں وہاں سے نکل کر گھر چلا گیا اور دوسرے دن شام کو حسب عادت حضرت قبلہ ممدوح قدس سرہ' کی قدم بوسی کا شرف حاصل کرنے قلعہ گوجر سنگھ پہنچا تو آگے کمرے میں قطب العالم قدس سرہ' کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ خیر قدم بوسی کے بعد بیٹھا تو آپ نے فرمایا تم کل کہاں گئے تھے۔ پہلے تو میں گھبرایا مگر بعد میں تمام ماجرا سنا دیا آپ مسکرائے اور فرمانے لگے کیا تم نے مجھے وہاں نہیں دیکھا میں بھی وہیں تمہارے ساتھ تھا اور تمہارے پیچھے کھڑا تھا۔ تب مجھے کل والی باتیں یاد آئیں کہ جو بھی بحث میں کر رہا تھا سب غریب نواز حضرت قطب العالم قدس سرہ' کا فیضان تھا اللہ تعالیٰ آپ کی قبر شریف کو نور سے بھرے۔

جادہ ۔ ۱۶

خدمت اقدس میں شرف باریابی حاصل ہوا تو آپ نے تھوڑی سی گفتگو کے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی کتاب "الفقر فخری" کا درس دینا شروع کیا باب ۲۸ "ضرورت شیخ اور ثبوت شیخ" میں صفات مرید بیان فرماتے ہوئے جب اس فقرے کو

پڑھا کہ "اگر پیر کا کوئی فعل مرید کے فہم اور ادراک میں نہ بھی آئے تو اس وقت حضرت موسیٰ و حضرت خضر علیہم السلام کے قصہ کو مدنظر رکھ کر خاموش رہے اور اس وقت تک انتظار کرے جب تک شیخ خود نہ بیان فرما دے" تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ آداب شیخ میں یہ بات بہت ضروری ہے کیونکہ دنیاوی استاد جو عام دنیاوی ہنر آدمی کو سکھاتا ہے اس کے لئے کتنے ادب کی ضرورت ہوتی ہے چہ جائیکہ کوئی روحانی استاد ہو کیونکہ روحانی استاد بندے کو معرفت الٰہی کا راستہ دکھاتا ہے اور راستے کی پر خطر وادیوں سے بچا کر منزل مقصود پر پہنچاتا ہے اس کے لئے اس کا ادب بہت ضروری ہے تاکہ شاگرد یعنی مرید شیخ کی مرضی کے مطابق عمل کرے اور جلد منزل مراد تک پہنچے۔

شیخ کامل کی تعریف بیان فرماتے ہوئے آپ نے فرمایا! ایسے ہی لوگوں کے لئے حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اتقو فراست المومن ینظر بنور اللّٰہ (مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور میں سے دیکھتا ہے) جتنا کوئی اہم کام ہو اس کی قیود بھی اتنی ہی سخت ہوتی ہیں ایٹم بم بنانے والوں پر کتنی سیکورٹی ہوتی ہے کتنی قیود ہوتی ہیں اس لئے اسے ہر کوئی نہیں اپنا سکتا۔ یہ لائن (روحانیت) سننے اور دیکھنے میں کتنی بھلی اور خوبصورت لگتی ہے مگر جب کوئی اپناتا ہے تو اس پر سارے جہان کی مصیبتیں آن پڑتی ہیں اگر اس میں اخلاص رہے تو وہ اس میں بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور اگر اس کی منظوری بارگاہ حق میں ہو جائے تو پھر وہ اسے چھوڑ بھی نہیں سکتا۔ میرے ساتھ تین آدمی اور بیعت ہوئے تھے۔ حاجی مراتب' ملک ظفر' محمد اشرف عطا جو مشہور شاعر تھے شاید انہوں نے مولانا ظفر علی خان مرحوم پر کوئی سوانحی کتاب بھی لکھی ہے مگر کچھ عرصہ بعد ہی انہوں نے مرشدی شیخ الاسلام قدس اللہ سرہ' کی خدمت میں عرض کر دیا کہ حضور ہم باز آئے اسباق پڑھنے سے جو حال ہم نے نذیر کا دیکھا ہے وہ ہم سے برداشت نہیں ہو سکتا۔ دراصل جن اصحاب ذی وقار کا نام معرفت الٰہی حاصل کرنے والوں کی فہرست میں درج ہوتا ہے وہ پیدائشی ہی ولی ہوتے ہیں یہ لوگ اتنے جفاکش ہوتے ہیں کہ زمانہ بھر کی تکلیفیں سہ جاتے ہیں اور اگر آپ انہیں کہیں کہ تمہیں اتنی تکلیف ہے تم اس راستے کو کیوں نہیں چھوڑ

جاتے' تو وہ کہتے ہیں ہمیں کوئی تکلیف نہیں۔ یوں سمجھ لیں کہ ان کو مٹی ہی دوسری لگی ہوئی ہوتی ہے۔

جوں ہی آپ نے سلسلہ کلام ختم فرمایا آپ کے حضور سگ درگاہ نے عرض کیا کہ حضور جو لوگ پیدائشی ذاکر ہوتے ہیں کیا وہ بھی ولی ہوں گے؟ آپ نے ارشاد فرمایا ذاکر ولی نہیں ہوتا۔ ذکر کرنا بڑی ہی ابتدائی بات ہے اور ولایت بہت آگے کی بات ہے یوں سمجھ لیں کہ ولایت کی ہمیں سمجھ نہیں۔ ذاکر کی حیثیت صاحب ولایت کے سامنے اتنی ہی ہے کہ کسی نے مجھ سے ایک لاکھ کا مال خریدا اور دوسرے نے دس روپے کا۔ ذاکر کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی ذاکر کو تو اگلے درویش مشرک کہتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ زبان سے ذکر کرتا ہے اور وہ بغیر زبان ہلائے ذکر کرنے کے قائل ہیں۔ کیونکہ فرشتے اسی بات کو لکھتے ہیں جو زبان سے نکلے اور جو ذکر خیال میں کیا جائے اس کا فرشتوں کو بھی پتہ نہیں چلتا اسے صرف اس بندے کا مالک یعنی خدا ہی جانتا ہے۔ اب آپ خیال فرمائیں کہ ہم آج کل کیا کرتے ہیں درویش کے پاس اس لئے جاتے ہیں کہ ہمارے کام ہو جائیں اور جس کا کام نہ ہوا وہ کہے گا کہ چھوڑو اتنی دفعہ دعا کروائی مگر کام نہیں ہوا۔ اس کے برعکس اولوالعزم بزرگ ان تمام آلائشوں سے پاک ہیں (آپ نے اللہ تعالیٰ جل شانہ' کی قسم لیتے ہوئے فرمایا) مجھے خود قطب العالم حضرت میاں صاحب قدس سرہ' نے فرمایا کہ بندے کی کیا حیثیت ہے کہ وہ کہے کہ جاؤ یہ ایسے ہو جائے گا۔ یہ صرف خدا کی حیثیت ہے اور برخوردار میں نے یہ کسوٹی رکھ چھوڑی ہے کہ جس کسی نے کہا کہ ایسے ہو جائے گا میں نے قطب العالم قدس سرہ' کے مندرجہ بالا ارشاد کو مدنظر رکھا اور وہ آدمی اپنے دعوے میں ناکام ہی رہا چاہے وہ آگے پیچھے کئی دفعہ اپنے دعوے میں پورا اترا ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں دراز فرمائے ان کلمات کے ارشاد کرنے کے بعد آپ نے دوبارہ سلسلہ درس شروع فرمایا اور جب آپ آداب شیخ کے متعلق اس عبارت پر پہنچے کہ

"مرید کا اعتقاد اپنے پیر کو اکمل و افضل جاننے میں اس محبت کے ثمرات اور اس

نسبت کے نتائج میں سے ہے جو افادہ و استفادہ کا سبب ہے مگر یہ یاد رہے کہ کوئی مرید اپنے پیر کو ان لوگوں پر فضیلت نہ دے' جس کی فضیلت شرح میں مسلمہ و مقرر ہے کیونکہ یہ امر محبت میں افراط کا موجب ہو گا اور افراط فعل مذموم ہے"۔

تو آپ نے ارشاد فرمایا دیکھیں کیسی اچھی تعلیم ہے پہلی بات تو یہ ہے کہ اپنے پیر کے سامنے بے ادبی سرزد نہ ہو یعنی غلط سلط باتیں اور یاوہ گوئی نہ کرے اور جتنی دیر ان کے پاس بیٹھے متوجہ ہو کر ارشادات سنے۔ یہ اس پیر کے آداب کے متعلق ہے جو مریدوں سے فریب اور بناوٹ نہیں کرتا بلکہ پورے اخلاص سے مریدین کو شریعت حقہ کی تعلیم دیتا ہے ایسے پیر کے ارشادات اپنے سینے سے لگانے کے قابل ہوتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب وہ گفتگو فرما رہے ہوں تو بات راستے میں ٹوکنے سے پرہیز کرے (آپ نے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) جیسے ابھی انہوں نے مجھ سے پوچھا تھا کہ اس فقرے کو دوبارہ سمجھائیں یہ میری سمجھ میں نہیں آیا' تو ان کو چاہیے تھا کہ کلام ختم ہو جانے کے بعد سوال کرتے اور پھر اگر یہ ۵۰ دفعہ کہیں کہ میری سمجھ میں نہیں آیا' تو مجھے چاہیے ۱۰۰ دفعہ سمجھاؤں اور اگر یہ ۱۰۰ دفعہ پوچھیں' تو میرا کام ہے کہ ۱۰۱ دفعہ سمجھاؤں اگر ایسا نہیں کروں گا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے اپنی نفسانی خواہش کو مدنظر رکھا ہے اور یہ درویشی نہیں۔ پیر سے جب بھی اس کا مرید کوئی مسئلہ پوچھے یا سمجھنا چاہے تو اگر وہ مر بھی رہا ہو تو بھی لازم ہے کہ اسے وہ مسئلہ سمجھائے اور اس وقت تک سمجھائے جب تک وہ اسے سمجھ نہ آ جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں دراز فرمائے آپ نے برادرم عزیز خان سلمہ تعالیٰ کی طرف رخ انور پھیرا اور فرمایا اللہ اس کا بھلا کرے جب میں بیمار ہوا تو یہ مجھے روز کہتا تھا کہ آپ اتنی تکلیف میں زیادہ دیر تک نہ بیٹھے رہا کریں بلکہ ملنے والوں سے معذرت فرما لیا کریں تو میں نے اسے سمجھایا کہ میں پیدا ہوا ہوں تو ایک دن مرنا بھی ہے میں نے سدا تو یہاں بیٹھے نہیں رہنا۔ اب کوئی دوست اتنی دور سے اور اپنی خواہشات قربان کر کے تیمارداری کے لئے آتا ہے تو یہ میرا فرض ہے کہ میں اس کی جانثاری کی قدر کروں اور اپنی تکلیف کو بھول کر اس کی دل جوئی کروں۔ اس نے جو

پوچھا ہے اس کا جواب دوں اگر میں ایسا کرنے سے گریز کروں گا تو میں مجرم ہوں۔ قبلہ عالم حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' اللہ تعالیٰ آپ کی قبر مبارک نور سے منور فرمائے آپ نے میرے ساتھ ایسا ہی سلوک فرمایا ایک دفعہ جب آپ پر فالج کا حملہ ہوا تو میں حاضر خدمت ہوا اور ایک انکشاف جو گذشتہ رات مجھے ہوا تھا' دوران گفتگو اس کے متعلق بات چھیڑی۔ میں سمجھتا تھا کہ بات ہاں یا نہ میں ختم ہو جائے گی مگر آپ نے اسے سمجھانے میں تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ لگا دیا۔ آپ نے مجھے اس کے متعلق قرآن کا حکم بتایا حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حکم بتایا اس کے متعلق فقہی مسائل سمجھائے بزرگان دین کے اقوال بتائے۔ غرضیکہ مجھے اس کے ہر پہلو کے متعلق سمجھایا اور پھر کہا اب تم جو عمل چاہو' اختیار کر لو۔

سو مجھے اپنے پیر قدس سرہ' کا طریقہ کار یاد ہے۔ اس لئے میں کوشش کرتا ہوں کہ سو فیصد نہیں تو ۵ فیصد ہی اس پر چلوں کیونکہ میں اتنی ہی استطاعت اپنے اندر پاتا ہوں۔

جادہ ۔ ۱۷

حضور قبلہ گاہی قدس سرہ' کی قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مرید میں اخلاص ہونا چاہیے پیر جب چاہے معاملہ سمجھا دیتا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کے وصال کے چار پانچ ماہ بعد ایک دن میرے دو پیر بھائی عبدالکریم اور ملک ظفر مرحوم اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے میرے ساتھ باتیں کر رہے تھے کہ اب صاحبزدگان میں سے کسی کی طرف رجوع کیا بھی جائے یا نہیں۔ اسی معاملے میں باتیں ہو رہی تھیں کہ میں نے انہیں کہا کہ ہم یہ معاملہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں پیش کر دیتے ہیں جو حکم ہو گا سر تسلیم خم کر دیں گے یہ تجویز پسند کی گئی۔ جب میں گھر آیا اور نماز عشاء پڑھ کر اپنا سبق پڑھنے لگ گیا قریب ہی چارپائی پر میری اہلیہ سوئی ہوئی تھی خواب میں اچانک وہ کہنے لگی سرکار آج بہت مبارک دن ہے کہ آپ تشریف لے آئے ہیں آئیں تشریف

رکھیں' ٹھہریں میں صاف بستر بچھا دوں۔ اس نے صاف بستر بچھایا آپ تشریف فرما ہوئے میری اہلیہ آپ کی خیریت پوچھنے لگتی ہے۔ آپ کے دونوں صاحبزادے سید امتیاز احمد تاج (م ۱۹۹۸ء) اور سید سجاد احمد سلمہ' تعالیٰ جو آپ کے ساتھ تشریف لائے تھے کہنے لگے کہ ابا جی ہم ذرا کھیل آئیں۔ آپ نے اجازت دے دی اور ساتھ کہا جلدی واپس آ جانا۔ کچھ دیر بیٹھنے کے بعد آپ نے میری اہلیہ کو ارشاد فرمایا میرے لئے گڑ والے چاول پکاؤ۔ میری اہلیہ نے چاول پکائے اور آپ کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ آپ نے کھائے اور کچھ دیر مزید تشریف فرما رہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ دونوں نے بڑی دیر کر دی ہے میں چلتا ہوں۔ اب یہ دونوں نذیر کے پاس ہی رہیں گے۔ انہیں یہاں ہی رہنے دینا یہ فرما کر آپ تشریف لے گئے۔ صبح میری اہلیہ نے خواب کے مندرجات مجھے بتائے میں چونکہ رات ہی سن چکا تھا اس لئے ہاں میں ہاں ملا دی۔

اگلے دن جب میرے دونوں دوست مجھے ملے' تو انہوں نے کہا بھئی ہمیں تو سمجھ نہیں آئی تم سناؤ میں نے سارا معاملہ بتا دیا۔ اس کے بعد سے آج تک میرا رجوع تو سو فیصد ادھر ہی ہے اور وہ بھی اسی طرح اظہار فرماتے ہیں۔

جادہ ۔ ۱۸

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو ارشاد ہوا کہ ایک روز میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر تھا۔ میرے ہمراہ وجیہہ السیماء عرفانی صاحب جو آپ (راقم الحروف) کے دوست قیوم الٰہی عرفانی صاحب (خطیب جامع مسجد حضرت شاہ جمال سہروردیؒ) کے بڑے بھائی ہیں' بیٹھے تھے۔ عرفانی صاحب اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق یہ عرض کر رہے تھے کہ انہیں بڑی سہولت تھی کہ اٹھتے بیٹھتے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر لیتے تھے۔ میں نے بھی ان کی ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے بڑے عجز سے عرض کیا ہاں یہ تو ٹھیک ہے' پر ہمیں یہ کہاں نصیب۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ العزیز نے جب یہ فقرہ سنا تو سنتے ہی سختی سے فرمایا۔ "کیا تمہیں یہ نصیب نہیں' تم نے میری ۲۰ سال کی محنت ایک فقرے میں ختم

کر دی ہے"۔

آپ کا یہ فقرہ فرمانا تھا کہ مجھے ایسے محسوس ہوا' جیسے میرے بائیں شانے پر کسی نے بڑا بھاری کمبل ڈال دیا ہو اتنے میں نماز مغرب کی اذان ہوئی آپ نے ہمیں ارشاد فرمایا جاؤ جا کر نماز پڑھو۔ ہم نماز پڑھنے کے بعد واپس آئے اور آپ نے اجازت دے دی کہ جاؤ گھر جاؤ۔ اگلے دن صبح میں دوکان پر چلا گیا گرمیوں کے دن تھے سارا دن رو کر گزارا اور کوئی چار بجے کے قریب دوکان بند کر کے پھر حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ کچھ دیر خاموش بیٹھنے کے بعد جوں ہی اپنی پریشانی کا ذکر کرنے لگوں آپ خاموش رہنے کا اشارہ فرما دیں۔ آہستہ آہستہ شام ہو گئی مغرب کی اذان ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا جاؤ نماز پڑھو میں یہاں ہی نماز پڑھ لیتا ہوں میں اور میرے ساتھ چند پیر بھائی نماز پڑھنے چلے گئے واپس آئے تو مجھے ایسے معلوم ہو رہا تھا جیسے میرا بدن شفاف شیشے کا ہے اور وہ ابھی پھٹ جائے گا۔ میں نے خدمت اقدس میں عرض کیا حضور کرم نوازی فرمائیں اب تو ایسے معلوم ہوتا ہے کہ میرا جسم تھوڑی دیر بعد پھٹ جائے گا۔ حضرت قبلہ گاہی اس موقع پر آبدیدہ ہو گئے اور پرنم آنکھوں سے ارشاد فرمایا حضرت شیخ ؒ کی قبر اللہ تعالیٰ نور سے منور فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا "تم تو کہتے تھے کہ تمہیں یہ نصیب نہیں" آپ کا یہ فرمانا تھا کہ میں بالکل ٹھیک ٹھاک ہو گیا وہ وزن' وہ شفافیت فوراً" ختم ہو گئی اور میری حالت پہلے کی طرح بحال ہو گئی۔

اب آپ غور فرمائیں وہی الفاظ دہرائے ایک دفعہ فرمانے سے کیفیت (یعنی حال) کو قبض میں منتقل فرما دیا اور دوسری دفعہ وہی فرمانے سے حالت قبض کو بست میں منتقل فرما دیا۔ آج کل تو لوگوں نے ولایت کو بازیچہ اطفال سمجھ رکھا ہے لوگ تصرفات ولایت کو سمجھے ہی نہیں۔ ان کی نظر میں پیر کا تعویذ دے کر کسی کا کام کر دینا ہی ولایت ہے انہیں کوئی پوچھے کیا کمیونسٹوں کے کام تعویز کرتے ہیں یا درویش کرتے ہیں۔ دراصل تصرفات ولایت ان تمام دنیاوی جھمیلوں سے وراء ہوتے ہیں۔

جب شیخ الاسلام قدس سرہ' نے اپنی کتاب "جمال الہیٰ" لکھی' جو علم الہیات میں بڑی مشہور کتاب ہے' تو آپ نے مجھے وحدت الوجود' وحدت الشہود والا باب دکھایا

اور پوچھا تم اس بارے کیا جانتے ہو۔ میں اس زمانے میں وحدت الوجود کا قائل تھا مگر کبھی اس کا اظہار نہ کیا تھا۔ خیر مجھے جو کچھ وحدت الوجود کے متعلق پتہ تھا عرض خدمت کر دیا۔ آپ نے کہا اسے پڑھو میں نے پڑھا تو وہ تمام عبارت وحدت الشہود کے بارے میں تھی مگر ایسے پیارے انداز میں بیان فرمایا تھا کہ میرے ذہن سے وحدت الوجود کے تمام دلائل ختم ہو گئے اور وحدت الشہود کے متعلق دل میں یقین راسخ ہو گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اپنے تصرف باطنی سے میرے خیالات و اعمال کا دھارا دوسری طرف پھیر دیا۔ اس کے بعد حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' نے ارشاد فرمایا بھئی یہ کتابیں میں اس لئے لکھتا ہوں تاکہ لوگوں کا رجوع دین کی طرف ہو اور آئندہ آنے والی نسلوں تک اس فقیر کے خیالات پہنچ جائیں۔ حضرت داتا صاحب نور اللہ مرقدہ' کو آج کس نے دیکھا اور سنا ہے آپ کا تعارف آپ کی کتاب کشف المحجوب پڑھ کر ہی تو ہوا ہے اب دیکھو کس قدر لوگوں کا رجوع آپ کی طرف ہے۔

اصل میں واقع یوں تھا کہ میں اور میرے چند قدیم ساتھی اس بات کے مخالف تھے کہ آپ کتابیں لکھیں کیونکہ ہم سمجھتے تھے کہ ان کتابوں کے لکھنے لکھانے کی وجہ سے ہمیں آپ کی توجہ حاصل کرنے کا بہت کم موقع مل رہا ہے۔ ہم سمجھتے تھے کہ آپ جتنا فارغ الذہن ہوں گے ہمیں زیادہ توجہ میسر آئے گی اور ہم اپنی روحانی ترقی میں زیادہ پختہ ہوتے چلے جائیں گے مگر آپ نے اس روز میرے اس خیال کو اپنی دلیل اور توجہ سے بدل دیا۔ اس دن کے بعد میں نے پھر کبھی اس ضمن میں لب کشائی نہیں کی۔

جادہ ۔ ۱۹

قبلہ و کعبہ' مہر منیر سہروردؔ' مربی و سردار میرے قبلہ گاہی نور اللہ مرقدہ سال میں ایک آدھ بار گجرات یا ملتان' شیوخ سلسلہ کے مزارات پر حصول فیض کیلئے تشریف لے جاتے۔ گجرات کے سفر میں آپ قدوۃ سالکین حضرت سید کبیر الدین المعروف شاہ دولہ دریائی سہروردی"' شہباز لامکانی حضرت بابا شرف الدین جنگو شاہ قلندر سہروردی" اور قطب العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ' کے مزارات پر جب کہ ملتان

حضرت غوث العالمین بہاء الدین زکریا سہروردیؒ اور حضرت قطب العالم شاہ رکن عالم
سہروردیؒ کے مزارات پر حاضر ہوتے ہیں۔ اکثر اوقات آپ راستے میں حضرت بابا فرید
الدین گنج شکر مسعود قدس سرہ' (پاک پتن) کے مزار سے ہو کر بھی جاتے ہیں۔ پیش
نظر مجلس اسی طرح کے سفروں سے متعلق ہے آپ نے ان سفروں میں جو علم و عرفان
کے موتی بکھیرے انہیں چن کر ضبط تحریر میں لا رہا ہوں تاکہ پڑھنے اور سننے والے
سعادت دارین حاصل کریں۔

یہاں یہ بات بھی گوش گزار کرتا چلوں کہ اس طرح کے سفروں میں آپ چند
طرح کے اہتمام فرماتے۔ اولاً" چونکہ آپ کھانے کی پاکیزگی سے متعلق بہت متردد واقع
ہوئے ہیں اور اس ضمن میں آپ اکثر فرماتے ہیں کہ حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی احادیث کے مطابق آدھا دین پاکیزگی ہے۔ اس لئے کھانا پکانے میں جتنی پاکیزگی
کا دھیان رکھا جائے' بہتر ہے۔ ثانی الحال آپ سفر سے متعلق دوستوں سے مشورہ
فرماتے اور ہر ایک کے ذمہ ایک مقررہ حصہ بغرض اخراجات سفر مقرر فرما دیتے جو اکثر
تمام احباب پر برابر حصہ کی صورت میں تقسیم ہوتا۔

آپ کی عادت شریفہ میں یہ بھی عمل لازم و ملزوم ہے کہ آپ سفر پر جانے سے
کئی دن پیشتر ہی دنیاوی اور روحانی دونوں پہلوؤں سے تیاری شروع کر دیتے ہیں۔ مثلاً"
دنیاوی امور سے متعلق پابندی وقت کی تاکید' زاد سفر کی منصوبہ بندی اور وسائل سفر
کی فراہمی وغیرہ جبکہ روحانی اعتبار سے آپ تلاوت قرآن کریم کی زیادتی کے ساتھ
ساتھ نوافل کی کثرت بھی کر دیتے ہیں۔ اسی ضمن میں آپ گھر سے چلنے سے پیشتر اور
راستے میں اگر موقع ملے ورنہ منزل پر پہنچ کر یا سفر سے واپسی پر نوافل ادا فرماتے ہیں۔
اس بارے میں جب چند مخلص احباب نے پوچھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ سفر پر جانے
سے پیشتر نوافل کی ادائیگی سنت مطہرہ سے ثابت ہے۔ اس طرح دوران سفر ناگہانی
حادثات سے اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم شامل حال ہو جاتا ہے اور مسافر اللہ تعالیٰ جل
شانہ' کی حفظ و امان میں آ جاتا ہے اور دوسرا باطنی اور ظاہری پاکیزگی دونوں کے ساتھ
صاحب مزار کے پاس پہنچا جائے تو مسافر صاحب مزار کی توجہ سے خالی نہیں لوٹتا۔ اسی

سلسلے میں آپ نے کئی سفروں میں خود بھی روزہ رکھا اور مریدین کو بھی روزہ رکھنے کی
تاکید فرمائی۔

جب کسی سفر کی تاریخ آپ مقرر فرما دیتے' تو پھر اس تاریخ پر آپ ضرور روانہ
سفر ہو جاتے آپ فرماتے کہ جب کسی مزار پر حاضری کا ارادہ پختہ کر لیا جائے تو پھر وہاں
ضرور اسی تاریخ کو حاضر ہونا چاہیے کم از کم میرے ساتھ اکثر ایسا ہوا کہ اگر ارادہ میں
تبدیلی واقع ہوئی تو مجھے کوئی تکلیف آ گھیرتی ہے۔ اس طرح کے دو ایک واقعات بھی
آپ نے ارشاد فرمائے' جو اپنے موقع و محل پر پیش کئے جائیں گے۔

دوران سفر برادرم ڈاکٹر نعیم اقبال سہروردی جو کہ آپ کے مخلصوں میں سے
ہیں' نے عرض کی کہ حضور چند روز پیشتر میں ایک مضمون' بدعت سے متعلق' پڑھ رہا
تھا جس میں مؤلف نے ایک حدیث کا حوالہ دیا کہ ایک روز سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ایسی جگہ تشریف لے گئے جہاں چند اصحاب پہلے سے موجود تھے نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اٹھ کر کھڑے ہو
گئے آپ نے انہیں تعظیماً" کھڑے ہونے سے منع فرمایا آپ کا اس بارے کیا ارشاد ہے
کیونکہ آج کل ہمارے معاشرے میں لوگ تعظیماً" کھڑے ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے سمجھانے کے انداز میں
سوال کیا کہ ڈاکٹر صاحب یہ بتائیں بدعت کیا چیز ہے؟ انہوں نے عرض کی حضور نئی چیز
کی ایجاد کو بدعت کہا گیا ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ بدعت ہر نئی چیز کو نہیں کہتے
کیونکہ یہ موٹر گاڑی اور دوسرا سامان زیست وغیرہ' جو آج کل ہمیں جائز وسائل سے
میسر ہیں' اس دور میں نہیں تھے تو یہ وہ بدعت نہیں جو آپ کے جواب سے مترشح
ہوتی ہے کیونکہ آپ کے جواب کے مطابق تو یہ چیزیں نہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اور نہ آپ کے اصحاب' تابعین اور تبع تابعین نے استعمال فرمائیں تو اس
کا یہ مطلب نہیں کہ ان کا استعمال بدعت قرار پائے گا۔ دراصل بدعت کا لغوی معنی
ہے دین میں نئی بات کی ایجاد۔ فقہ نے تو اس کی تشریح میں بہت کچھ لکھا ہے مگر
مختصراً" جتنا مجھے علم ہے آپ کو بتاتا ہوں۔ بدعت دو قسم کی ہے ایک کو بدعت حسنہ

کہتے ہیں اور دوسری قسم کو بدعت قبیح۔ دیکھیں یہ موٹر گاڑی، یا موٹر سائیکلیں وغیرہ اس دور میں نہیں تھیں تو اس کا استعمال اس لئے ترک نہیں کیا جاسکتا کہ یہ بدعت ہے بلکہ اس کو آپ بدعت حسنہ کہہ سکتے ہیں اب بدعت قبیح کے بارے سن لیں ایک دور تھا۔ جب لوگ نماز پڑھتے ہوئے آسمان کی طرف دیکھ لیتے تھے کیونکہ وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھتے تھے کہ آپ دوران نماز آسمان کی طرف دیکھتے ہیں حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اوپر دیکھنا یہودیوں کے اس طعنہ کی وجہ سے تھا کیونکہ مسلمان اس دور میں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے آپ چاہتے تھے کہ قبلہ کا رخ مسلمانوں کیلئے بیت الحرام مقرر ہو جائے۔ پھر جب حکم آگیا تو اس کے بعد اگر کوئی دوران نماز آسمان کی طرف دیکھے اور اسے عبادت کا حصہ سمجھے تو اسے ہم بدعت قبیح کہیں گے۔

اسی دور کی بات ہے کہ نماز میں رکوع و سجود نہیں تھے یعنی جس طرح ہم آج کل نماز پڑھتے ہیں۔ اس کی یہ صورت نہیں تھی۔ حتیٰ کہ دوران نماز لوگ آپس میں باتیں بھی کر لیتے تھے مگر اب کوئی ایسا کرے گا تو یہ بدعت ہو گی۔ اب میری رائے کے مطابق بدعت قبیح کی تعریف یہ ہو گی کہ ایسے اعمال جو آپ کو دین کی سچی فرمان برداری سے روکیں اور آپ کو شریعت کے دائرے سے باہر لے جائیں، وہ بدعت قبیح ہو گی اور جو آپ کو دین کی تابعداری سے نہ روکے اور شریعت کے دائرے میں رکھیں وہ بدعت حسنہ کے زمرے میں ہونگے ان کا ثواب ہے اور اول الذکر کا گناہ۔ اسی ضمن میں نماز تراویح بدعت حسنہ کے زمرے میں آتی ہے کیونکہ حضرت عمرؓ نے شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے باجماعت نوافل پڑھانے شروع کروائے۔ اب جو آپ نے تعظیماً" کھڑے ہو جانے کے متعلق فرمایا ہے۔ یہ رسمیں عجمی طریقہ بودوباش سے متعلق ہیں قبل از اسلام اسی طرح کی رسموں میں اپنی سوتیلی ماں سے شادی کر لینا وغیرہ بھی تھا مگر اسلام نے ان سب رسموں کو یکسر مسترد کر دیا ہے۔

دوران سفر برادر عزیز محمد انیس بٹ سلمہ، تعالیٰ نے سوال کیا کہ اگر کسی شخص کو خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے تو کیا اسے

بھی اصحابی کہیں گے۔ آپ نے ارشاد فرمایا نہیں۔ جس نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی ظاہری آنکھوں سے ایمان کی شرائط پوری کرنے کے ساتھ دیکھا ہے انہیں اصحابی کہا جاتا ہے اور جو سرکار پر ایمان لایا مگر آپ کی بظاہر زیارت سے محروم رہا اسے اصحابی کا درجہ نہیں دیا جائے گا بلکہ اسے تابعی کہیں گے، جیسے سیدنا حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ حالانکہ آپ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام احکامات پر اپنی جان قربان کی ہے مگر آپ اصحابی کا درجہ نہیں پا سکے بلکہ تابعین کے سرتاج ہیں۔

برادر طریقت محمد انیس زاد عزہ، نے سوال کیا کہ لاہور کی بستی حبیب گنج میں حضرت غلام مرتضیٰ نقشبندیؒ جن کے مزار پر کبھی آپ ذکر کرنے جایا کرتے تھے۔ پچھلے دنوں جب میں آپ کے ساتھ حضرت داتا صاحبؒ نماز جمعہ پڑھنے جا رہا تھا اور وہاں آپ کے ساتھ فاتحہ پڑھنے کا اتفاق ہوا تو وہاں ان کے مریدین نے آپ کے نام کے ساتھ رضی اللہ عنہ اور فنا فی الرسول لکھا ہے حالانکہ رضی اللہ عنہ تو اصحاب کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا بھائی یہ دور ایسا ہے کہ جس کے ساتھ جو مرضی آئے لکھ دیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ یاد رہے نام کے ساتھ جو مرضی لکھ دیں کوئی فرق نہیں پڑتا جب تک اس میں وہ اوصاف نہ ہوں۔ آپ نے اس پر اظہار افسوس فرماتے ہوئے کہا کہ ایک دور تھا جب ہمعصر شیوخ القابات سے نوازتے تھے یا پیشوا اپنے مریدین کے مقامات کو عوام پر ظاہر کرنے کے لئے ایسے القابات سے یاد کرتے تھے مگر اب ایسا دور ہے کہ مریدین اپنے شیوخ کو ان القابات سے پکارتے ہیں کہ جس کے وہ معنی بھی نہیں جانتے۔ آج کے دور کے ہر پیر کے نام کے ساتھ قطب الاقطاب تو ضرور لکھا ہوتا ہے حالانکہ قطب الاقطاب ایک ہوتا ہے نہ جانے ایک دور میں اتنے قطب الاقطاب کیسے بن جاتے ہیں۔ حقیقت تو یہ ہے کہ چھوٹی پوزیشن کا درویش بڑی پوزیشن کے درویش کے متعلق کچھ نہیں جانتا جب کہ بڑی پوزیشن کا درویش اپنے سے چھوٹی پوزیشن کے درویش کے متعلق کچھ کہنے میں

حق بجانب ہوتا ہے کیونکہ وہ اس راستے سے گزر چکا ہوتا ہے جس پر اول الذکر ابھی چل رہا ہے۔

اسی ضمن میں آپ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا کہ میں ایک دفعہ اپنے شیخ محترم کے پاؤں دبا رہا تھا' تو مجھے اس وقت آپ کی صورت بالکل حضرت قطب عالم قدس سرہ' کی طرح معلوم ہو رہی تھی' میں نے عرض کی کہ حضور مجھے آپ کی شکل اس وقت بالکل میاں صاحب قدس سرہ' کی طرح معلوم ہو رہی ہے۔ میری بات سن کر حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ' نے ایک آہ سرد بھری اور آب دیدہ ہو کر فرمایا بیٹا نذیر' بات تو تب بنتی ہے جب اندر سے بھی اللہ تعالیٰ مجھے میاں صاحب جیسا کر دے۔ چنانچہ فنا فی الرسول لکھ دینے سے کوئی شخص ایسا نہیں بن جاتا یہ مقامات فنا فی الشیخ' فنا فی الرسول' فنا فی اللہ کوئی بازیچہ اطفال نہیں' یہ بڑی کٹھن منزلیں ہیں۔ ان راستوں میں کئی کھو گئے' کئی بھٹک گئے اور کئی ایک کے نام و نشان تک مٹ گئے۔ میاں محمد بخش صاحبؒ نے کیا خوب کہا ہے:

ــ جھناں بھریا انہاں سراں نے رکھیا تے پیر رکھن ڈر ڈر کے

ان مقامات پر عبور رکھنے والا درویش اعلان نہیں کرتا بلکہ اس میں وہ اوصاف خود بخود ظاہر ہونے لگ جاتے ہیں۔ اور یاد رکھئے یہ مقامات سنگ میل ہیں' منزل نہیں علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے درست کہا ہے کہ ؎

متاع زندگی ہے درد سوز و آرزو مندی
مقام بندگی دے کر نہ لوں شان خداوندی

آپ نے بات مزید بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ کے بچے ذرا بڑے ہو لیں جب آپ ان راستوں پر چلیں گے تو خود بخود ہی سمجھ آ جائے گی۔ ان مقامات کی کیفیات کو الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا کیونکہ کسی بھی واردات کو آپ الفاظ کا جامہ نہیں پہنا سکتے۔ یہ ہمارے ہاں جو نظری مسائل پیدا ہوئے ہیں ان کی وجہ بھی یہی ہے کہ جہاں آپ نے مکاشفات کو الفاظ میں بیان کیا وہیں اس میں پڑھنے والے کی ناسمجھی کی وجہ سے اختلاف پیدا ہوا اور جہاں اختلاف پیدا ہوا' بحث کا دروازہ خود بخود کھل

گیا۔ اس لئے میری خواہش ہے کہ آپ خود سفر کریں اور ان مقامات کو سمجھیں میں فطرتاً" کبھی کسی سے مرعوب نہیں ہوا میں سمجھتا ہوں کہ اس نے محنت کی اور وہ اس مقام پر پہنچ گیا میں بھی محنت کروں تو اس سے بڑے مقام پر جا سکتا ہوں۔

ایک دفعہ دھرم سالہ جو ہندوستان کا صحت افزا مقام تھا میں حضرت قبلہ و کعبہ شیخ محترم و مکرم قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر تھا آپ نے اسی طرح کا کوئی ارشاد فرمایا کہ نذیر تم یہ کام کر سکتے ہو؟ میں نے عرض کی' حضور جو بھی کام کوئی دوسرا انسان کر سکتا ہے وہ میں بھی کر سکتا ہوں آپ نے فرمایا ہاں' یہ صحیح ہے مگر تم ابھی انسان نہیں بنے۔ آپ کے ارشاد کی صحیح سمجھ اس وقت آئی جب انسان بننے کا موقع خداوند ذوالجلال نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے عطا کیا۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی نوازشات دراز فرمائے۔ آپ نے مزید ارشاد فرمایا ارادہ کریں گے تو سفر ختم ہو ہی جائے گا دیکھیں ہم نے ارادہ کیا اور لاہور سے یہاں تک آ پہنچے ہیں انشاء اللہ منزل تک بھی پہنچ ہی جائیں گے۔ ارادہ کریں اور اللہ تعالیٰ سے درخواست کریں اگر عزم ہو گا' تو اللہ تعالیٰ ویسے ہی کر دے گا کسی کے سہارے سفر کرنا جوانمردی نہیں ہوتی۔ کوشش کریں کہ آپ میں یہ اوصاف پیدا ہوں اور آپ دس پندرہ آدمیوں کو ساتھ لے کر چلیں میں تو اپنے ہر دوست کو کہتا ہوں کہ بھئی اپنے آپ میں یہ صلاحیتیں پیدا کریں مسلمان کو فطری طور پر اللہ تعالیٰ نے حاکم پیدا کیا ہے۔ ایک حاکم ہو کر چپڑاسیوں جیسا کام کرے یہ بات زیب نہیں دیتی اللہ تعالیٰ نے نہ صرف حاکم پیدا کیا ہے بلکہ اپنا خلیفہ بھی بنا دیا ہے قرآن پڑھیں اللہ تعالیٰ نے دوسری قوموں سے آپ کا تعارف بحیثیت مبلغ کروایا ہے۔ ارشاد ہے "کنتم خیر امة اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر" یعنی یہ نبی رؤف الرحیم ﷺ کی امت لوگوں کو رہنمائی دینے والی ہے۔ یہ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ آپ کو اگر کوئی صاحب اقتدار ڈگری دے دے اور آپ اسے ضائع کر دیں تو یہ اس کی غلطی نہیں بلکہ آپ کی اپنی نااہلی ہے۔ جتنی کوئی محنت کرتا ہے اتنا اجر پا لیتا ہے۔ آگے بڑھنے اور ترقی کا سوچیں' کسی مقام پر قناعت نہ کریں' اوپر

اٹھیں' جو سب سے آگے ہوتا ہے یا تو وہ بہتر حال میں رہتا ہے یا جو سب سے پیچھے ہو وہ۔ درمیان میں رہنے والا ہر حال میں پریشان ہی رہتا ہے۔ علامہ اقبالؒ نے بھی ایسا ہی کہا ہے۔

در دشت جنوں من جبرئیل زبوں میرے
یزداں بہ کمند آور ہے ہمت مردانہ

چیونٹی کی طرح چلیں مگر جو قدم اٹھائیں خوب سوچ سمجھ کر اٹھائیں اور جب آگے رکھ لیں تو پھر پیچھے نہ آئیں آگے ہی آگے بڑھتے چلے جائیں انشاء اللہ ایک دن منزل پر پہنچ ہی جائیں گے۔

جادہ - ۲۰

ایک سفر جو گجرات شہر (پنجاب) کی طرف تھا آپ کے ساتھ ہمسفری کا شرف حاصل ہوا۔ دوران سفر جب گفتگو پاکیزگی اور طہارت سے متعلق شروع ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ آج کل مسلمانوں کی اکثریت ایسی ہے جن کو غسل کرنے کا بھی شرعی طریقہ معلوم نہیں غسل جسم کو نجاست سے پاک کرنے کے لئے فرض ہے۔ غسل کے چار فرض ہیں ہاتھ دھونا' کلی کرنا' ناک میں پانی ڈالنا اور پاؤں دھونا۔ عام غسل اور حالت جنابت کے غسل میں فرق ہے غسل جنابت کا طریقہ حدیث شریف کی رو سے یہ ہے کہ سب سے پہلے جہاں نجاست لگی ہو اسے دھویا جائے بعد ازاں عام غسل کرے اور پھر پورا وضو کرنے کے بعد تین چلو پانی سر پر باری باری ڈالے۔ اس کے بعد سارے جسم پر پانی بہائے اور غسل سے فارغ ہو یہ طریقہ صحیح سنت کے مطابق ہے اسی غسل سے آپ نماز بھی پڑھ سکتے ہیں۔

اس ضمن میں برادر عزیز احمد خاں سہروردی اور محمد انیس بٹ سلمہ تعالیٰ نے مختلف سوالات کئے۔ جب آپ انہیں غسل کرنے کا طریقہ اچھی طرح سمجھا چکے' تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح پاکیزگی کے لئے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عین مطابق غسل ضروری ہے اسی طرح جو شخص روحانیت حاصل کرنے کے لئے

کسی درویش کی طرف رجوع کرے اسے نماز تہجد فرض نماز کی طرح پابندی سے ادا کرنی چاہیے۔ کیونکہ ہمارے آقا و مولا سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز تہجد فرض پڑھی ہے اور آپ کے صدقے امت پر اس کی فرضیت ختم ہو گی مگر چونکہ روحانیت کا منہاج حضور نبی رؤف الرحیم علیہ الصلوۃ والسلام کی اتباع ہے۔ اس کے لئے درویش کے لئے تہجد لازم و ملزوم ہے۔ یہ فرماتے ہوئے آپ آبدیدہ ہو گئے اور علامہ اقبالؒ کا یہ شعر پڑھا۔

عطار ہو رومی ہو رازی ہو غزالی ہو
کچھ ہاتھ نہیں آتا بے آہ سحر گاہی

میرے شیخ قبلہ العالم حضرت سید قلندر علی سہروردی اللہ تعالیٰ آپ کی قبر نور سے منور فرمائے نماز تہجد کے بارے اپنی گفتگو میں بہت تاکید فرمایا کرتے تھے۔ زمانہ بیعت کے ابتدائی دنوں میں جب میں اس بارے سستی کرتا تھا تو ایک روز آپ نے مجھے ارشاد فرمایا بیٹا نذیر ایسا کرتے ہیں کہ جس دن میری نماز تہجد قضا ہو' میں ایک برتن میں دو آنہ کا سکہ ڈال دیا کروں گا اور جس دن تمہاری تہجد قضا ہو' تم بھی اسی طرح کرنا۔ مہینے بعد دیکھیں گے کہ کس کے برتن میں زیادہ پیسے ہیں اس طرح آپ نے باتوں باتوں میں تہجد کا عادی بنا دیا۔

جادہ - ۲۱

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں آپ پر نازل ہوں آج گجرات روانہ ہوئے تو راستے میں تقریباً رات بارہ بجے گوجرانوالہ چائے پینے کے لئے ایک جگہ رکے۔ ذکر الصالحین شروع ہو گیا آپ پر اللہ کی رحمتیں نازل ہوں' آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر شبلیؒ کے پاس ایک جنازہ لایا گیا آپ نماز جنازہ پڑھانے کھڑے ہو گئے مگر بہت دیر لگا دی۔ جب کافی دیر بعد نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے اتنی لمبی نماز جنازہ پڑھانے

کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا کہ مرنے والے کے ساتھ ساتھ میں نے تم سب کی نماز جنازہ بھی پڑھ دی ہے یعنی تم سب کی بخشش کے لئے دعا کردی ہے۔

بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ قطب العالم حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ جو مرید' پیر کو دور سمجھے اور جو پیر' مرید سے دور رہے دونوں ناقص ہیں۔ مزید فرمایا آپ غیر ضروری لوگوں سے ملنے سے احتراز فرماتے تھے۔ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حیات گڑھ حاضر ہوا تو میرے پہنچنے سے پہلے ایک امیر آدمی بہاولپور سے آپ سے ملنے آیا ہوا تھا مجھے دیکھ کر آپ نے اس شخص کو کہا کہ تم اب چلے جاؤ مجھے جس کا انتظار تھا وہ آگیا ہے اس نے عرض کیا حضور میں اتنی دور سے آیا ہوں آپ نے فرمایا میں تمہیں کوئی خط ڈال کر بلایا تھا جاؤ اپنا کام کرو میرے گاؤں سے نکل جاؤ۔ مزید فرمایا قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کو قرآن کریم سے نہایت درجہ محبت اور شغف تھا۔ اگر کوئی آپ کو قرآن پاک کا تحفہ دیتا تو آپ اس سے بہت خوش ہوتے۔ ایک دفعہ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا' نذیر میرے پاس آکر بیٹھو۔ آپ کے پاس اس وقت ایک حافظ قرآن بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ حافظ صاحب نے آپ سے پوچھا کہ سرکار یہ کون ہے جسے آپ اپنے پاس بیٹھنے کا کہہ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ میرا مرید ہے میں نے عرض کی سرکار اٹھارہ/بیس سال سے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہو رہا ہوں آپ نے پہلے کبھی مجھے اپنا مرید نہیں کہا' آج کیا بات ہے۔ آپ نے میرا منہ چوما اور فرمایا نذیر جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ یہ باتیں سناتے ہوئے آپ آب دیدہ ہو گئے اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد میاں اسماعیل صاحب (حضرت قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے) جو آپ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے' کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ قبلہ و کعبہ حضرت صاحبؒ اپنے پیر یعنی آپ کے دادا جی کا بہت ادب کرتے تھے۔ میں نے اکثر دیکھا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ اپنے پیر کی خدمت میں جتنی دیر حاضر رہتے ہاتھ جوڑ کر کھڑے رہتے اور تقریباً" روتے رہتے۔

قبلہ گاہی قدس سرہ' نے اپنے دادا پیر قدس سرہ' کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا! حضرت قطب العالم قدس سرہ' بڑے صاحب تصرف درویش تھے آپ فرماتے تھے کہ اگر پیر کامل ہو تو مرید کو برائی کی طرف جانے ہی نہیں دیتا۔ ایک دفعہ میں اپنے دو پیر بھائیوں کے ساتھ آپ کی خدمت میں گجرات حاضر ہوا رات کا کھانا کھلانے کے بعد آپ نے پوچھا نذیر اب کیا ارادہ ہے' اگر کہو تو رات سونے کا بندوبست کیا جائے۔ میں نے عرض کی سرکار ہمارا پروگرام یہ بنا ہے کہ شہر جا کر فلم دیکھی جائے پھر وہاں سے واپس لاہور چلے جائیں گے۔ آپ نے فرمایا ہاں ہاں ضرور جاؤ' یہاں آپ نے فقیر کو مخاطب فرما کر کہا شاہ صاحب میں نے ہمیشہ یہ کام کیا ہے کہ جو بات دل میں آئی وہ پیر کے گوش گزار کر دی کیونکہ مجھے خود حضرت قطب العالم علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا کہ نذیر جو بات دل نہ مانے نہ ماننا ورنہ منافق ہو جاؤ گے اور منافق کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشتا۔ القصہ آپ کے گاؤں حیات گڑھ سے نکلے تو اس وقت سہ پہر ۵ بجے کا وقت تھا مگر جب ہم گجرات جانے والی سڑک پر پہنچے تو رات کا ایک بج رہا تھا حالانکہ گاؤں سے سڑک تقریباً" ایک میل کے فاصلے پر ہے۔ خیر اس وقت رات گئے ایک ٹانگے والا نہ جانے کہاں سے آنکلا اس سے گجرات جانے کی بات کی تو اس نے ہمیں بٹھا لیا اور چند قدم چل کر وہ بھی سو گیا اور ہم بھی سو گئے صبح ٹرکوں کے ہارن سے آنکھ کھلی تب ہمیں ہوش آیا اس لئے پیر کامل ہو تو برائی کی طرف جانے ہی نہیں دیتا بلکہ دیوار بن جاتا ہے۔

چائے پی کر گوجرانوالہ سے تقریباً" ایک بج کر تیس منٹ پر چلے اور تہجد کی نماز حضرت شاہ دولہ دریائی قدس سرہ کے مزار سے متصل مسجد میں ادا کی بعد ازاں شہباز ولایت حضرت بابا جنگو شاہ قلندر قدس سرہ کے آستانے (ملو کھوکھر بھمبر روڈ) پر حاضری دے کر صبح نماز فجر کے وقت حضرت قطب العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ کے مزار حیات گڑھ پر پہنچے۔ بعد ازاں نماز فجر مزار قطب العالم قدس سرہ پر حاضر ہوئے تو آپ نے غلام کو ارشاد فرمایا کہ نعت شریف پڑھو چنانچہ زندگی میں پہلی بار لوگوں کے سامنے نعت شریف پڑھی نعت کا مطلع موقع کی مناسبت سے بھی بڑا حسب حال تھا۔

اے خاور حجاز کے رخشندہ آفتاب
صبح ازل ہے آپ کی زلفوں سے فیض یاب

آپ نے نعت شریف بہت پسند فرمائی اور ایک ایک شعر کو کئی بارے دھرا کر سنا۔ بعد
ازاں آپ نے کافی طویل مراقبہ کیا اور پھر دعاگو ہوئے۔
وہاں سے واپسی پر کھڑی شریف منگلا حضرت پیرے شاہ غازی قلندر المعروف دمڑی
والی سرکارؒ جو پنجابی کے مشہور صوفی شاعر حضرت میاں محمد بخشؒ کے پیر و مرشد ہیں اور
آپ کے قریب ہی دفن ہیں کے مزارات سے ہوتے ہوئے واپس لاہور آ گئے۔

جادہ ۔ ۲۲

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا آپ نے کمال شفقت سے اہل و عیال کا
حال احوال پوچھا اور میرے عرض کرنے کے بعد اپنی دعاؤں سے نوازا۔
تھوڑی دیر بعد آپ نے کتاب "الفقر فخری" کا درس دینا شروع کر دیا اور باب
"روابط مصاحبین شیخ" پڑھنا شروع کیا دوران درس جب آپ ان فقرات پر پہنچے کہ
"ہم نے دیکھا ہے کہ بعض نئے آنے والے ارادت مند پرانے ارادت
مندوں کی محض گفتگو ہی سے متاثر ہو کر شیخ کی بیعت کا تہیہ کر لیتے ہیں جو ایک نمایاں
خامی کے مترادف ہے"۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جویان حق کیلئے یہ رویہ بہت غلط
ہے انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے کہ کسی شیخ کی مجلس میں آدمی جائے اور دیکھے کہ وہاں
بڑی رنگین اور دل لبھانے والی باتیں ہوتی ہیں تو اس کی بیعت کر لی بلکہ انہیں خود اپنا
ایک معیار بنانا چاہیے اور وہ شریعت کے مطابق ہو۔ یہ معیار قطعی نہیں ہونا چاہیے
کہ میرا یہ کام ہو جائے یا فلاں افسر راضی ہو جائے تو پھر میں مانوں گا کہ یہ بزرگ سچے
ہیں بلکہ معیار کوئی علمی بنیاد پر ہو اور جب وہ بزرگ معیار پر پورا اترے تو اس کی
طرف رجوع کرنا چاہیے۔
ان کلمات کے بعد آپ نے دوبارہ درس دینا شروع کیا دوران درس جب آپ
ان کلمات پر پہنچے کہ
"میدان طریقت میں قدم رکھنے سے پہلے شیخ کے متعلق ان شرائط کو معلوم
کرے جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں اسی کتاب میں کسی

دوسری جگہ ذکر کی گئی ہیں۔ پھر جب وہ دیکھے کہ کوئی اللہ کا بندہ ان حقائق و خصائص کی
موجودگی میں اس کی دستگیری کرنے کے لئے سامنے موجود ہے، تو تلاش حق کے پیش
نظر وہیں زانوائے ادب طے کر دے"۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا۔
آپ اسے سمجھے ہیں فقیر نے عرض کی اگر آپ ان کلمات کی تشریح فرما دیں تو
بہت کرم فرمائی ہو گی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ رب کریم جل شانہ طالب صادق کی
اصلاح احوال کی خاطر یا جو خطرات اس کے دل پر وارد ہوتے ہیں ان کی اصلاح کیلئے
اس کے شیخ کو آگاہی فرما دیتے ہیں تاکہ طالب خاطر جمع رکھے اور اس راستے کے
خطرات کو عبور کرتا چلا جائے۔ مریض جب تک ڈاکٹر کو اپنے پورے احوال سے مطلع
نہ رکھے گا ڈاکٹر کیسے اس کے علاج میں کماحقہ پورا اترے گا۔ اہل صفا کے احوال اور
ان کے قلب پر خطرات کی آمدورفت اور اصلاح کے متعلق آپ نے ایک حکایت بیان
فرمائی۔ آپ نے بیان فرمایا کہ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری قدس سرہ' العزیز نے
کشف المحجوب میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابو سعید فضل اللہ قدس
سرہ' نیشاپور سے شہر طوس جا رہے تھے سخت سردی تھی ایک درویش جو آپ کے ہمراہ
تھے اس نے محسوس کیا کہ سخت سردی کی وجہ سے موزوں کے اندر بھی شیخؒ کے
پاؤں مبارک سردی محسوس کرنے لگے تو میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اپنی کمر کی پٹی
کے دو ٹکڑے کر کے پاؤں پر لپیٹ دوں۔ چونکہ وہ بہت قیمتی تھی اس لئے میرے دل
نے اسے کاٹنا گوارہ نہ کیا۔ جب ہم شہر طوس پہنچ گئے تو ایک دن محفل میں، میں نے
عرض کیا حضور وسواس شیطانی اور الہام میں کیا فرق ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا الہام یہ
ہے جو دوران سفر تجھے کہا گیا تھا کہ کمر کی پٹی کاٹ کر میرے پاؤں میں باندھ دو اور جس
نے تجھے روکا وہ وسواس شیطانی ہے تو گویا اللہ تعالیٰ طالبان حق کی اصلاح کے لئے ان
کے شیخ کو بعض امور میں مطلع رکھتا ہے یہ سب رب تعالیٰ جل و علاشانہ، کی نوازش و
مہربانی ہے۔ باقی رہا پیر کو اپنی تکلیف سے آگاہ کرنا تو یہ ضروری ہے مگر ان کا دور ہو جانا
یہ لازمی نہیں کم از کم اپنے شیخ کے متعلق تو میں یہ عقیدہ نہیں رکھتا کہ انہوں نے کوئی
بات کہی اور وہ ضرور ویسے ہی ہو بلکہ میں اس کام کے نہ ہونے کو اپنے معاملات میں

نقص کا ہونا قرار دیتا ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ یا تو یہ ترقی کا باعث ہے یا تنزلی کا۔ قطب العالم قدس سرہ' اللہ تعالیٰ آپ کی قبر اللہ تعالیٰ نور سے منور فرمائے' فرمایا کرتے تھے۔ پتر نذیر! کسی کی کیا مجال کہ وہ کسی کام کے ہونے کے متعلق کہے کہ ایسا ہو گا اور ویسا ہی ہو وہ کوئی خدا تو نہیں ہے اور سچ پوچھیں میں نے جب بھی اسے آزمایا آپ کا یہ قول حرف آخر کی طرح سچ ثابت ہوا۔ یعنی جن لوگوں کے متعلق سنا ہوا تھا کہ یہ جو بات کہتے ہیں ویسے ہی ہو جاتا ہے اور انہوں نے کوئی بات کی اور میں نے حضرت قبلہ العالم قدس سرہ کے اس قول کو سامنے رکھا تو وہ اس میں ناکام ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل و عطا سے نوازے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مندرجہ بالا عبارت میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کا مطلب یہ ہے کہ شیخ طریقت کے متعلق خوب چھان بین کرو پھر اس کی بیعت کرو۔ پنجابی میں ایک مثال ہے "پانی پیو پن کے تے پیر پھڑو چن کے"۔ اگر آپ کے پاس کچھ روپے ہوں اور کوئی شخص یہ کہہ دے کہ یہ جعلی ہیں تو کیا آپ بغیر سوچے سمجھے انہیں پھینک دیں گے۔ یقیناً" نہیں۔ آپ انہیں پھینکنے یا رکھنے سے پیشتر ایک دو اور دوستوں سے مشورہ ضرور کریں گے تو کیا علم روحانیت سیکھنے کے لئے یا جس کی غلامی کا قلادہ آپ تمام عمر کے لئے اپنے گلے میں پہننے جا رہے ہیں اس کے متعلق پوچھنا یا سوچنا ان روپوں سے بھی گیا گزرا معاملہ ہے۔ دوسرا جس کی طرف کوئی طالب رجوع کرے اسے بھی چاہیے کہ طالب کا اشتیاق دیکھ کر اس کا وقت ضائع نہ کرے اگر تو وہ اسے راہ رشد کی ہدایت دے سکتا ہے تو دے ورنہ اس سے معذرت کرلے تاکہ وہ اپنے ذوق کی تسکین کا سامان کہیں اور ڈھونڈ لے۔ ایسے مشتاق نوجوان جب کسی جعلی پیر سے متنفر ہوتے ہیں تو پھر مسجد کے قریب سے گزرنا بھی گوارا نہیں کرتے کیونکہ انہوں نے اخلاص نیت سے تلاش حق میں رجوع کیا ہوتا ہے۔ اللہ ایسے پیروں سے ہر مسلمان کو بچائے۔

اس موقع پر برادرم محمد انیس سلمہ' تعالیٰ نے عرض کی کہ حضور کہا جاتا ہے کہ سچے شیخ پر مرید کی ہر بات عیاں ہوتی ہے تو پھر انہیں بات بتانے کا حکم بھی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

اللہ تعالیٰ آپ پر فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا۔ برخوردار جو ایسا کہتے ہیں یہ ان کی جہالت ہے۔ اگر شیخ پر ہر بات ہی عیاں ہوئی تو وہ پھر خدا ہی ہو گیا۔ دراصل ہمیں اس معاملے میں وہ رشتہ مدنظر رکھنا چاہیے جو نبی رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے درمیان تھا کیا پیران سے بھی بڑھ گیا ہے۔ اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اپنی ہر تکلیف' اپنا ہر دکھ درد سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کرتے تھے۔ اللہ ان پر حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے صدقے آسانیاں پیدا فرما دیتے تھے۔

فی زمانہ ہم پیر و مرید کے رشتے سے نابلد ہیں اگر کوئی اس رشتے کے متعلق جاننا چاہتا ہے تو وہ کشف المحجوب' رسالہ قشریہ' عوارف المعارف' کتاب اللمع یا حضرت شیخ کی تصنیف الفقر فخری کا مطالعہ کر لے' اس پر عیاں ہو جائے گا کہ طریقت کیا ہے اور روحانیت کسے کہتے ہیں۔ سلوک اور تصوف کی کون کون سی گھاٹیاں ہیں اور کتنی کٹھن ہیں۔ معرفت خداوندی حاصل کرنے کے لئے کیا کیا جتن کرنے پڑتے ہیں۔ آج کل تو کمیٹی نکلوانے' افسر کو راضی رکھنے والے چند تعویذ پیر کو مریدوں کی تعداد بڑھانے کے لئے کافی ہیں اور مرید بھی صرف انہیں اغراض کو پیش نظر رکھ کر بیعت ہوتے ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے سچ کہا ہے۔

نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی
نہ وہ خم ہے زلف ایاز میں

جادہ ۔ ۲۳

اپنے مربی و سردار کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا تو گفتگو مقامات فقر سے متعلق ہو رہی تھی۔ فقیر نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ سرکار بزرگان دین مختلف لوگوں کو جو خلافت دیتے ہیں اس کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جن سعادت مند سالکوں کی تربیت شیخ کامل کرتا ہے ان میں سے جب کوئی سلسلہ سلوک طے کر لے اور اس میں دوسرے

لوگوں کو تربیت کرنے کی استعداد بھی ہو تو پھر اسے خلیفہ نامزد کیا جاتا ہے تاکہ اب وہ بھی تبلیغ دین کے لئے سالکین کی رہنمائی کرے۔ اس سلسلے میں فقیر نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ سرکار بعض اوقات یہ بھی سننے اور پڑھنے میں آیا ہے کہ کوئی بزرگ کسی سے ملاقات کے لئے گیا تو میزبان بزرگ نے آنے والے کو خرقہ خلافت سے نواز دیا یا بعض اوقات ایک شیخ سے کئی بزرگوں نے خلافت حاصل کی۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا الطاف و کرم دراز فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ خلافت شیخ تین طرح کی ہوتی ہے۔ اول اعزازی خلافت' جب دو مشائخ آپس میں ملتے ہیں تو بڑا شیخ دوسرے کے مقامات رفیعہ کو خراج عقیدت پہنچانے کے لئے خرقہ دیتا ہے اس میں حفظ مراتب کا خیال کیا جاتا ہے۔ دوم انتظامی خلافت' اس خلافت کا تعلق ان مریدین سے ہوتا ہے جن سے سلسلے سے متعلقہ انتظامی معاملات چلوانے ہوتے ہیں۔ یہ بھی ایک طرح کی اعزازی خلافت ہے۔ سوم خلافت صدیقی' اس خلافت کا تعلق ان مریدین سے ہوتا ہے یا وہ ان با اخلاص مریدین کو دی جاتی ہے جنہوں نے نہ صرف سلوک کی منازل طے کر لی ہوں بلکہ ان میں عارفین جیسا ذوق اور عشاق جیسا جذب موجود ہو' یعنی وہ جذب و شوق کا مجسمہ ہوتے ہیں اور ان میں شیوخ سلسلہ خصوصاً" اپنے شیخ کا کامل اتباع موجود ہوتا ہے اسی لئے اس خلافت کو میں نے خلافت صدیقی کا نام دیا ہے وہ ایسے اولالعزم سالک ہوتے ہیں کہ ولایت ان پر ناز کرتی ہے۔ میرے شیخ اللہ تعالیٰ ان کی قبر نور سے منور فرمائے' فرمایا کرتے تھے کہ ولایت کی تمنا نہ کرو بلکہ اس راہ الفت میں ایسے چلو کہ ولایت تمہاری تمنا کرے۔

اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہو آپ پر' آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے شیخ محترم قدس سرہ' کے ساتھ دھرم سالہ (ہندوستان کا صحت افزا مقام) میں تھا وہاں مجھے کچھ انکشافات ہوئے جو میں نے آپ کی خدمت میں بیان کئے آپ نے سنا اور ارشاد فرمایا کہ نذیر تمہیں سلسلہ میں صاحب اجازت ہونے کی اطلاع کوئی اور دے گا اور میں اس وقت موجود نہیں ہوں گا اور تم اپنے خاندان میں سب سے بڑے ہو گے۔

اس موقع پر فقیر نے آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروائی کہ حضرت

قبلہ و کعبہ شیخ الاسلام قدس سرہ' نے کس طرح خلافتیں تقسیم فرمائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' نے اپنے چند مریدین کو خلافت و نیابت کے لئے چنا' تو اس کی اطلاع روحانی طور پر مجھے بھی ہو گئی۔ آپ ان دنوں اکثر حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' کے مزار سرہند تشریف لے جاتے تھے کیونکہ پاکستان ابھی نہیں بنا تھا اس لئے وہاں جانا آسان تھا حضرت مجدد قدس سرہ نے ان مریدین با اخلاص کے نام آپ کو بتائے جنہیں خلافت دی جائے اور فرمایا کہ سرکار دو عالم علیہ الصلوۃ والسلام کی طرف سے بھی ان ناموں پر رضامندی کا اظہار کیا گیا ہے۔ آپ نے حضرت مجدد قدس سرہ' کی خدمت میں عرض کی کیا اگر سرکار خود اس فقیر کو ارشاد فرما دیں تو یہ فقیر کے لئے باعث افتخار ہو گا چنانچہ آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے بھی اجازت دے دی گئی۔

ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ مجھے محفل سے اٹھا کر باہر گلی میں لے گئے اور ارشاد فرمایا کہ نذیر میاں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جن دوستوں کے لئے اجازت خلافت ملی ہے ان میں تمہارا بھی نام شامل ہے۔ مجھے چونکہ پہلے ہی اطلاع ہو گئی تھی اس لئے میں نے اپنا ما فی الضمیر آپ کی خدمت میں بصد عجز و نیاز عرض کیا کہ حضور غلام کی تمنا یہ ہے کہ جو علم آپ کے سینے میں ہے وہ میرے سینے میں منتقل فرما دیں اگر ایسا ہو جائے تو پھر میں اپنے آپ کو اس کا اہل سمجھوں گا ورنہ نہیں۔ آپ چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گئے اور فرمایا اچھا اندر آ جاؤ۔ چنانچہ میں آپ کے پیچھے واپس محفل میں آ گیا۔ چند دنوں بعد آپ نے مجھے چند پگڑیاں بنوانے کے لئے حکم فرمایا میں نے وہ تیار کر کے آپ کی خدمت میں پیش کر دیں جب تمام اہتمام ہو گئے تو آپ نے اپنے مریدین کو میرے برادر روحانی حاجی محمد یوسف علی سہروردی نور اللہ مرقدہ کے گھر جو لاہور کی مضافاتی بستی دھرم پورہ جسے آج کل مصطفیٰ آباد کہا جاتا ہے اکٹھے ہونے کی دعوت دی۔ اس موقع پر آپ آب دیدہ ہو کر فرمانے لگے۔ بیٹا' جو الفاظ اس محفل میں میرے شیخ قدس سرہ' نے میرے لئے استعمال فرمائے تھے وہ میرے لئے کئی خلافتوں سے افضل ہیں۔ آپ نے اس محفل

میں پہلے خلافت کی غرض و غایت اور اس سے متعلقہ امور پر روشنی ڈالی اور بعد میں ان دوستوں کو پگڑیاں بندھوائیں جن کا ذکر آپ نے سنا ہے کہ حضرت صاحب قبلہؒ کے خلیفہ مجاز ہیں۔ اس کے بعد آپ نے آخری پگڑی ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ یہ پگڑی میرے جس مرید کی ہے فی الوقت اس نے بعض وجوہات کی وجہ سے اسے میرے پاس امانتاً" رکھوایا ہے مگر اس کے متعلق میں اتنا ضرور بتا دیتا ہوں کہ اس کا تعلق حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس طرح ہے جس طرح حضرت خواجہ اویس قرنی ؓ کا تھا۔ یہ فرماتے ہوئے آپ رو پڑے اور کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد دوبارہ گویا ہوئے کہ بیٹا سچ پوچھو تو یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ لوگ مرید کرنا اور ہونا آسان سمجھتے ہیں مگر صاحب اجازت کے لئے یہ کانٹوں کی سیج ہے اور مخلص مرید کے لئے سولی پر چڑھ جانا اس سے کہیں زیادہ آسان ہے۔ میرے اس استفسار پر کہ کیا وہ پگڑی اب بھی آپ کے خاندان کے پاس ہے اگر ہے تو وہ آپ کو کیوں منتقل نہیں کی جاتی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ صد افسوس حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کے خاندان کے احوال آپ کے وصال کے بعد آہستہ آہستہ اس قدر دگرگوں ہو گئے ہیں کہ کسی کو ان چیزوں سے کوئی دلچسپی اور دل بستگی نہیں حتیٰ کہ آپ کی وہ علمی وراثت جو مریدین اور قوم و ملت کا سرمایہ ہوتا ہے اس پر بھی قبضہ جمائے بیٹھے ہیں۔ آپ کا کتاب خانہ' جس میں کئی نایاب تفاسیر اور تصوف و عرفاں سے متعلق بہترین اور نایاب تصانیف موجود تھیں وہ فروخت کر دیا گیا ہے۔ آپ کے ایک صاحبزادے نے مجھے اطلاع دی اور کئی دفعہ کہا بھی کہ آپ کی پگڑی میرے پاس ہے اور میں جلد آپ کی نذر کروں گا مگر نہ جانے کیا مصلحت ہے کہ وہ ایسا نہیں کرتے وہ شاید یہ نہیں جانتے کہ طریقت کا اصل رابطہ سینہ بہ سینہ ہے اور اسی کو اہمیت حاصل ہے۔ بعد از وصال آج تک میرے شیخ اور ان کے مرشد گرامی (اللہ تعالیٰ آپ دونوں کی قبروں کو نور سے منور فرمائے) کا فیضان اس طرح کا ہے کہ اس پر ایسی کئی پگڑیاں قربان کی جا سکتی ہیں یہ تو ایک رسم تھی' جو آپ نے پگڑیاں تقسیم فرما کر پوری کر دی ورنہ آپ کے تمام خلفاء اس کے محتاج نہیں تھے۔ وہ تو آپ کے صدری کوائف سینوں سے لگائے تبلیغ دین اور سلسلہ سہروردیہ کی ترویج

کے لئے سعی تو کر ہی رہے تھے۔

راقم السطور یہاں اس امر کی وضاحت کرنا ضروری خیال کرتا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی یہ بات کہ "بیٹا نذیر تمہیں سلسلہ میں صاحب اجازت ہونے کی اطلاع کوئی اور دے گا اور میں اس وقت موجود نہیں ہوں گا اس طرح پوری ہوئی کہ ۶ دسمبر ۱۹۸۳ء کو بر موقع عرس مبارک حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' آپ کے تمام مریدین نے تین پیر بھائیوں کے صاحب اجازت ہونے کا اعلان کیا اور آپ کے خلیفہ مجاز حضرت حاجی معراج دین سہروردیؒ کے ہاتھوں رسم دستار بندی بھی ادا ہوئی۔ حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ' کے علاوہ جن دوسرے حضرات کا صاحب اجازت ہونے کا اعلان کیا گیا وہ مندرجہ ذیل ہیں۔ حضرت صوفی عبدالکریم سہروردیؒ (گلبرگ لاہور) حضرت صوفی فضل الرحمٰن سہروردی (مغلپورہ لاہور) الحاج مولانا مولوی محمد یوسف سہرودی (فیصل آباد) الحاج شاہ محمد سہروردی (چمن' حال مقیم میاں چنوں) الحاج نظام دین سہروردی (بوریوالا)۔

حضرت قبلہ صوفی فضل الرحمٰن سہروردی مدظلہ العالیہ نے اپنی قلمی بیاض میں اس موقع پر ایک تحریر قلمبند فرمائی جس کی عکسی کاپی اسی کتاب کے صفحہ ۵۸ پر دیکھی جا سکتی ہے۔

سلوک شیخ سے متعلق آپ نے مزید فرمایا کہ پچھلے دنوں جب میں چند دوستوں کے ساتھ حیات گڑھ گجرات' قطب العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی جمال الحق والدین کے روضہ پر انوار پر حاضر ہوا تو وہاں ایک اس طرح کا حادثہ درپیش ہوا کہ اگر سرکار ؒ کی توجہ شامل حال نہ ہوتی تو کئی جانیں تلف ہو جاتیں۔ ہوا یوں کہ ہم فاتحہ خوانی کے بعد مزار سے باہر کھڑے تھے اور واپس چلنے کی تیاری کر رہے تھے' سامنے کھیتوں میں کئی بچے کھیل رہے تھے۔ میرے ایک دوست کے ہمراہ اس کے محلّہ کا لڑکا بھی گیا ہوا تھا اس نے گاڑی موڑ کر جب سیدھی کی تو بجائے بریک پر پاؤں رکھنے کے اس کا پاؤں ایکسیلیٹر پر آ گیا۔ اس طرح گاڑی کھڑی ہونے کے بجائے تیزی سے ان بچوں پر چڑھ گئی ایک شور برپا ہوا کئی دوستوں نے خود بچوں کے اوپر سے گاڑی گزرتے

دیکھی مگر خداوند ذوالجلال نے میرے شیخ کی توجہ سے ان کو اس بڑے حادثہ سے محفوظ کر دیا اللہ تعالیٰ کا بڑا کرم ہوا کہ تمام بچے بچ گئے صرف چند ایک کو معمولی چوٹیں آئیں۔ یہ حضرت قطب العالم قدس سرہ' کے تصرف بعد از وصال کی ایک جھلک ہے کیونکہ حادثہ کے فوراً" بعد میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ "لیجئے سرکار آخری سلام قبول فرمایئے کیونکہ اگر کوئی بچہ مرگیا تو گاؤں والوں نے دوبارہ ہمیں یہاں نہیں آنے دینا۔"

جادہ ـ ۲۴

قدس بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا' آپ پر اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں ہوں آپ فوائد الفواد (مجموعہ ملفوضات حضرت نظام الدین اولیاءؒ) کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ کچھ دیر بعد مجھے پڑھنے کو کہا میں نے جس جگہ سے پڑھنا شروع کیا وہاں نفس کشی اور مجاہدہ کا ذکر تھا جب میں کچھ حصہ پڑھ چکا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب پڑھنا بند کر دیں اور بتائیں کہ آپ اس سے کیا سمجھے ہیں۔ میں نے جو کچھ ذہن میں آیا گوش گزار کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ مرید ہونا اور پھر شیخ کے پاس روزانہ حاضر ہونا بھی مجاہدہ ہے جب کوئی شخص کسی کا مرید ہوتا ہے اور اس کا ہر حکم بجا لاتا ہے اپنے اہل و عیال کو چھوڑ کر اپنے شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے حالانکہ وہ اسی طرح کے گوشت پوست کا انسان ہوتا ہے۔ تو اپنے جیسے ہی ایک انسان کا اتنا ادب کرنا اور ہر حکم بجا لانا یہ بہت بڑا مجاہدہ ہے۔

فقیر نے عرض کیا سرکار درویش کسے کہتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنے احسانات دراز فرمائے آپ نے فرمایا! درویش اسے کہتے ہیں جو اپنی نفی کرلے درویش کا کام اپنی نفی کر دینا ہے یہ مقام رضا ہے جو سلوک میں اعلیٰ ترین مقام ہے باقی رہا کسی کا کام ہونا یا نہ ہونا تو اس سے درویش کو کوئی غرض نہیں ہونی چاہیے۔ دیکھیں آخر ہندوؤں اور کمیونسٹوں کے کام بھی تو ہوتے ہیں کیا ان کے کام درویش کرتے ہیں۔

جادہ ـ ۲۵

اپنے قبلہ گاہی کی قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ کہیں جانے کی تیاری میں تھے مجھے دیکھ کر فرمانے لگے کہ اچھا کچھ دیر بیٹھ لیں پھر چلیں گے۔ میں نے عرض کیا کہیں باہر ہی چل کر بیٹھتے ہیں۔ اس طرح حضرت علی ہجویری داتا گنج بخشؒ کے آستانہ عالیہ پر حاضر ہونے کا پروگرام بنا جب وہاں پہنچے تو نماز مغرب کا وقت تھا ملحقہ مسجد میں نماز ادا کی اور آپ کے مزار شریف پر آپ نے مراقبہ کیا۔ مراقبہ سے فارغ ہو کر مسجد کے صحن میں آ بیٹھے۔

آپ پر اللہ تعالیٰ کی لاتعداد رحمتیں ہوں' آپ مجھ سے حال احوال پوچھنے لگے بعد ازاں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کے سب سے بڑے صاحبزادے حضرت سید فیض احمد سہروردیؒ کا ذکر خیر ہونے لگا کیونکہ ایک دن پہلے ہی ان کا انتقال ہوا تھا نور اللہ مرقدہ۔ حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ' نے آپ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ مجھے فیض میاں کے انتقال کی خبر سن کر بڑا افسوس ہوا ایک تو آپ بڑے نیک اور پیاری شخصیت کے مالک تھے۔ دوسرا پہاڑ پر جب بھی ہم حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے ساتھ جاتے وہ میرے ساتھ ہوتے اور ہم سیر کے لئے بہت دور تک نکل جاتے۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' نے جب کتب نویسی کا سلسلہ شروع کیا تو آپ گرمیوں میں پہاڑ پر چلے جاتے تاکہ یکسوئی سے تصنیف و تالیف کا کام ہو سکے اس طرح کے اکثر سفروں میں میرے علاوہ فیض میاں نور اللہ مرقدہ' بھی حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے ساتھ ہوتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو کروٹ کروٹ جنت عطا فرمائے۔

ازاں بعد ذکر مزارات پر حاضر ہونے کے اوقات کا ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مغرب کی نماز کے بعد کسی مزار پر حاضر نہیں ہونا چاہیے کیونکہ مغرب سے عشاء تک بزرگان اوراد و وظائف پڑھتے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ سرکار کیا بعد از وصال بھی اوراد و وظائف جاری رہتے ہیں تو آپ نے فرمایا تھوڑے سے وظائف جاری رہتے ہیں اس سے ترقی منازل ہوتی رہتی ہے۔ کیونکہ دنیا میں تو بزرگان اس بات کے پابند ہوتے ہیں کہ سائل کی بات سنیں مگر عالم برزخ میں وہ پابند نہیں ہوتے اس لئے وہ

زیادہ وقت ذات حق کی طرف منہمک رہتے ہیں۔ فرمایا! میں حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ کے مزار پر اکثر جایا کرتا تھا ایک دن میں نماز مغرب کے بعد مراقبہ میں بیٹھا تو حضرتؒ فرمانے لگے یہاں اس وقت مت بیٹھو چلے جاؤ اس دن کے بعد میں آپ کے مزار شریف ان اوقات میں کم ہی گیا ہوں مگر آدمی جب سرکار داتا گنج بخش قدس سرہؒ کے آستان پر حاضر ہوتا ہے تو آپ چونکہ بادشاہ ہیں اس لئے بہت سی باتوں کی خادموں کو چھوٹ مل جاتی ہے۔

جادہ ۔ ۲۶

اپنے ممدوحؒ کی قدس بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی لاتعداد رحمتیں ہوں آپ پر' آپ نے غلام کا حال احوال پوچھا۔ بندے نے اپنے احوال کی خیریت سے آگاہی عرض کی۔ بعد ازاں جب ذکر حضرت قطب العالم قدس سرہ کا ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ قطب العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ' العزیز اللہ تعالیٰ ان کی قبر مبارک نور سے بھرے فرمایا کرتے تھے کہ سخی کا کام یہ نہیں کہ سائل اس کے پاس چل کر جائے بلکہ سخی کا کام یہ ہے کہ وہ خود سائل کے پاس چل کر جائے اور جو حسب حال ہو اسے دے۔ درویش کو چاہیے کہ دوسروں پر بوجھ نہ بنے درویش کا خودار ہونا بہت ضروری ہے سرکار قطب العالمؒ جب گجرات سے لاہور تشریف لاتے تو تمباکو جیسی کم قیمت چیز بھی اپنے ساتھ لاتے اور اس کے ختم ہونے سے پہلے ہی گاؤں واپس چلے جاتے ایک موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا نذیر اگر کسی کا دھیلا (روپیہ) لگواؤ تو اسے دو روپوں سے نوازو۔

درویش کے میل ملاقات کے متعلق ارشاد فرمایا کہ فقیر کو زیب نہیں دیتا کہ وہ غیر ضروری اور فضول کاموں کے لئے عام لوگوں سے زیادہ میل ملاپ رکھے کیونکہ درویش کے دل پر اس کے اثرات جلد مرتب ہوتے ہیں۔ شیخ الشیوخ حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی قدس سرہ نے اپنی کتاب "عوارف المعارف" میں تحریر فرمایا ہے کہ درویش کو چاہیے کہ ان اثرات کو زائل کرنے کے لئے بعد از نماز مغرب کچھ نوافل

پڑھ لیا کرے۔ میں نے ایک دفعہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور آج کل نماز پڑھنے میں بڑی سستی ہوتی ہے آپ نے فرمایا کسی مجذوب کو تو نہیں ملتے؟ میں نے عرض کیا حضور ایسا تو نہیں ہاں پچھلے ہفتے تین چار مرتبہ حضرت شاہ جمال رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر گیا ہوں۔ آپ نے فرمایا تبھی تو تمہاری حالت ایسی ہے۔ یاد رکھو درویش ایک بلاٹنگ پیپر (سیاہی چوس) کی طرح ہوتا ہے اس پر فوراً" اثر ہوتا ہے وہاں جانا ترک کر دو نماز پڑھنے میں سستی ختم ہو جائے گی۔

جادہ ۔ ۲۷

اپنے مرشد کریم قدس سرہ کی قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کا طریقہ تربیت بہت عمدہ تھا آپ مرید کی تربیت اس کے رجحان کے مطابق فرماتے۔ اگر کوئی بات سمجھانی مقصود ہوتی تو تمثیلاً" سمجھا دیتے۔ ابتدا میں میں نماز تہجد کا ابھی عادی نہیں بنا تھا۔ ایک دن میں آپ کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ فرمانے لگے بھئی ایسا کرو ایک گلہ (پیسے جمع کرنے کا مٹی کا برتن) تم رکھ لو اور ایک میں رکھ لیتا ہوں جس دن تم نماز تہجد نہ پڑھ سکو اس میں دونی ڈال دیا کرنا اور جس دن میں نہ پڑھ سکوں میں اس میں ایک دونی ڈال دیا کروں گا ہر مہینے بعد گنا کریں گے کہ کس نے نمازیں زیادہ چھوڑی ہیں۔

اسی طرح ایک دفعہ میں حاضر خدمت ہوا تو میں روزہ سے نہ تھا فرمانے لگے دیکھو! میں بیمار ہوں روٹی نہیں کھا سکتا صبح ڈبل روٹی اور دودھ سے روزہ رکھ لیتا ہوں میں مر تو نہیں گیا۔ یعنی اسی طرح تمثیلاً" بات سمجھا دیا کرتے اور آپ کی چشم کرم سے پھر وہ کام جس کے کرنے کے لئے آپ سمجھاتے ہمیشہ کے لئے جاری ہو جاتا اور جس کام سے روکتے وہ ہمیشہ کے لئے ذہن سے ہی نکل جاتا۔

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ' نے اس موقع پر صوفیا کی تبلیغ کے نفسیاتی طرز طریق پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ بغداد شہر کے چند من چلے نوجوان شہر سے کچھ دور دریا کے کنارے شراب و کباب کی محفل روزانہ سجاتے

تھے جس کی خبر سید الطائفہ، مخدوم امت حضرت سید جنید بغدادی قدس سرہ العزیز کو
ہوئی سرکار ایک دن ان کی محفل میں اس وقت پہنچے جب وہ ابھی محفل سجا ہی رہے
تھے آپ کے آنے کی خبر پا کر انہوں نے صراحیاں اور جام ادھر ادھر چھپا دیئے۔ حضرت
جنید بغدادیؒ نے فرمایا، نکالو کہاں ہے جام و مینا میں بھی تمہارا ساتھ دوں گا کیونکہ وہاں
شہر میں لوگوں کا ڈر رہتا ہے اس لئے تمہاری خبر پا کر یہاں ہی چلا آیا پہلے تو وہ کچھ
ہچکچائے مگر جب حضرت جنید بغدادیؒ نے پورا اعتماد ان پر بحال کر دیا تو وہ بہت خوش
ہوئے کہ چلو یہ بھی اچھا ہوا کہ جس کا شہر میں ڈر رہتا تھا وہ تو ہمارے ہی خیالات کا
نکلا۔ چنانچہ انہوں نے جام و مینا سامنے لا رکھی جب سب اہتمام ہو گیا تو حضرت جنید
بغدادیؒ فرمانے لگے بھئی بہتر یہ ہو گا کہ ہم پہلے نماز پڑھ لیں تاکہ کسی کو شک کی
گنجائش ہی نہ رہے نوجوان تو پہلے ہی بہت خوش تھے انہوں نے سرکارؒ کی یہ بات بھی
بڑی خوشی سے مان لی اور وضو کر کے نماز میں مشغول ہو گئے۔ عین اس وقت سید
الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ نے خداوند ذوالجلال کی بارگاہ میں عرض کی کہ باری تعالیٰ
میرے بس میں تو اتنا ہی تھا کہ انہیں تیری بارگاہ میں لا کھڑا کروں اب تو قادر ہے کہ
ان کے دلوں کو نیکی کی طرف پھیر دے چنانچہ جب نوجوانوں نے نماز ختم کی تو ان کے
دل کی دنیا ہی بدل چکی تھی سب حضرت جنید بغدادیؒ کے قدم بوس ہو گئے تائب
ہوئے اور جام و مینا توڑ ڈالی۔

جادہ ۔ ۲۸

سگ درگاہ، آپ کے ساتھ حضرت مخدوم علی بن عثمان ہجویری الجلابی المعروف
داتا گنج بخش قدس سرہ، کی بارگاہ عالی میں حاضر تھا کہ ہمارے سامنے چند لوگ سرکارؒ کی
جالی کی طرف سجدہ ریز ہو گئے اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں ہوں آپ پر، آپ نے ارشاد
فرمایا کہ یہ سب جہالت کی نشانی ہے جو لوگ ایسی حرکتیں کرتے ہیں وہ بے علم اور جاہل
ہوتے ہیں، ایسی حرکتیں دیکھ کر دوسروں کو باتیں بنانے کا موقع ملتا ہے اور ایسے ہی
لوگ دین کو نجس کرتے ہیں حالانکہ بزرگان دین نے کبھی ایسا نہیں کہا اور نہ کیا۔ بعد

ازاں آپ نے انہیں بلا کر سمجھایا۔ اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے انہوں نے معذرت کی
اور آئندہ کے لئے ایسا نہ کرنے کا وعدہ کر کے رخصت ہو گئے۔
اس کے بعد بات ولایت اور ولی کی جانب چل نکلی آپ نے فرمایا کہ نبی معصوم
ہوتے ہیں ولی محفوظ۔ جس محلّہ میں کوئی ولی اللہ رہتا ہو اس محلّہ میں اللہ کی رحمت
نازل ہوتی رہتی ہے اور جس گھر میں اللہ کا ولی رہتا ہو اس کے اردگرد چالیس گھروں
والے اس کی برکت سے امن اور سلامتی میں رہتے ہیں۔ آپ نے فرمایا مسلمان کے
تین درجے ہیں سب سے پہلے انسان مسلمان ہوتا ہے پھر متقی اور جب تقویٰ اور
پرہیزگاری اس کے رگ و پے میں رچ بس جائے تب وہ مومن بنتا ہے۔

جادہ ۔ ۲۹

حضور قبلہ گاہی کی قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ کے قریب
حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے بیٹے سید امتیاز احمد تاج ؒ (المتوفی ۱۹۹۹ء) بھی
تشریف فرما تھے حال و احوال پوچھنے کے بعد آپ نے سب سے ارشاد فرمایا! کھانے پینے
کی اشیاء میں پاکیزگی کا بہت دھیان رکھا کرو کیونکہ یہ درویش کے لئے بہت ضروری
ہے۔ یہ بھی دھیان میں رہے کہ جس کا مال کھا رہے ہو اس کے رزق کی پاکیزگی کا کیا
حال ہے اسی کا نام تقویٰ اور پرہیزگاری ہے۔ حضرت غوث پاک بہاء الدین زکریا ملتانی
قدس سرہ، کے پوتے بڑے جلیل القدر سہروردی بزرگوں میں سے ہیں۔ آپ پیدائشی
ولی اللہ تھے ابھی چھوٹے ہی تھے کہ ایک دفعہ گھر سے نکل کر خانقاہ سے منسلک مسجد میں
چلے گئے اور نمازیوں کی جوتیوں کو چھڑی سے علیحدہ علیحدہ دو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا
تھوڑی دیر کے بعد جب نمازی نماز سے فارغ ہو کر باہر آئے تو کسی نے محبت سے آپ
سے پوچھا صاحبزادہ صاحب کیا ہو رہا ہے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ دوزخیوں اور جنتیوں
کی جوتیاں علیحدہ علیحدہ کر رہا ہوں۔ اس کی خبر حضرت غوث العالمین قدس سرہ، کو ہوئی

آپ نے قبلہ عالم حضرت شاہ رکن عالم قدس سرہ کو بلوایا اور گود میں بٹھا کر کسی خادم
کو حکم دیا کہ بازار سے تھوڑا سا گڑ خرید کر لاؤ۔ گڑ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تو
آپ نے اس میں سے تھوڑا حضرت شاہ رکن عالم قدس سرہ' کو دیتے ہوئے فرمایا! لو
بیٹا کھاؤ۔ آپ نے کھا لیا حضرت غوث العالمین قدس سرہ' نے ارشاد فرمایا بیٹا! جاؤ اب
جتنی اور جوتیاں رہ گئی ہیں وہ علیحدہ علیحدہ کر دو۔ حضرت شاہ رکن عالم قدس سرہ' نے
عرض کیا بابا جان! اب کچھ پتہ نہیں چلتا۔ دراصل ان ہستیوں میں اس درجہ پاکیزگی ہوتی
ہے کہ بازار کی بنی ہوئی چیز بھی حجاب ڈال دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بے شمار رحمتیں آپ پر نازل ہوں آپ نے حضرت شاہ رکن عالم
قدس سرہ' کے حالات میں سے ایک اور واقعہ سنایا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ
حضرت شاہ رکن عالم ﷫ کے ایک مرید جو گھوڑوں کے سوداگر تھے انہوں نے کچھ
گھوڑے ایک ہندو راجہ کے ہاتھ فروخت کئے راجہ نے چند دن ٹھہرنے کے لئے کہا' وہ
ٹھہر گیا' اسی دوران راجہ کے ہندو درباریوں نے راجہ کو کہا کہ تم نے ایک مسلمان سے
گھوڑے کیوں خریدے ہیں۔ راجہ نے کہا کہ گھوڑے بہت عمدہ تھے اس لئے میں نے
خرید لئے ہیں ان درباریوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ مسلمان سوداگر کو قتل کر دیا جائے۔
چنانچہ انہوں نے سوداگر کے پاس ایک آدمی بھیجا کہ تم رات کا کھانا ہمارے ساتھ کھاؤ اور
راجہ نے پیسے دیئے ہیں وہ بھی لے جانا۔ وہ مرید جب سویا تو دیکھا کہ سرکار قطب زمان
شاہ رکن عالم رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائے اور اپنے مرید کو فرمایا کہ تم آج عشاء کی نماز
گھر میں ہی پڑھنا۔ خواب سے بیدار ہو کر وہ مرید بڑا حیران ہوا کہ میرے شیخ تو بڑے
پابند شریعت ہیں یہ کیا معاملہ ہے کہ نماز مسجد کے بجائے گھر میں پڑھنے کا فرمایا ہے۔ خیر
اس نے نماز گھر پر ہی پڑی اور بعد ازاں اس طرف چل دیا جہاں دعوت کے لئے پہنچنا
تھا جب وہ اس مقام سے کچھ دور ہی تھا تو اس نے دیکھا کہ چند ہندو تلواریں لئے اس
کی گھات میں بیٹھے ہیں چنانچہ وہ واپس ہوا اور اس کی سمجھ میں شیخ کی نصیحت بھی آ
گئی۔ یہ تمام واقعہ حضرت رکن عالم ﷫ کے وصال کے بعد کا ہے۔

اسی ضمن میں مکرمی بزرگوارم صاحبزادہ سید امتیاز احمد تاج سہروردی" جو حضرت قبلہ

گاہی قدس سرہ' کے قریب ہی بیٹھے تھے' نے فرمایا کہ میں ایک بار کراچی سے لاہور
بذریعہ کار آ رہا تھا جب میں کراچی سے چلا تو میرے دل میں یہ خیال تھا کہ ملتان میں
حضرت غوث پاک قدس سرہ' کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر جاؤں گا۔ جب ملتان پہنچا
تو طبیعت میں آیا کہ پھر کبھی حاضر خدمت ہوں گا مگر ملتان میں ایسا بھٹکا کہ جس طرف
جاؤں سامنے سرکار کا روضہ اقدس آ جائے اور میں لاہور والی سڑک کو نہ پا سکوں۔ آخر
میں قلعہ میں داخل ہو گیا اور سرکار کے قدس بوس ہو کر واپس لاہور روانہ ہوا۔

جادہ ۔ ۳۰

اپنے مربی و سردار قبلہ گاہی ﷫ کی قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ
کتاب "انفاس العارفین" کا مطالعہ فرما رہے تھے۔ تھوڑی سی گفتگو کے بعد موضوع
فیض کی منتقلی کا شروع ہوا تو آپؒ نے ارشاد فرمایا کہ ہر آدمی کو جو کچھ ملتا ہے وہ نبی
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ملتا ہے۔ درویش کو جو بھی فیض اپنے مرشد سے
منتقل ہوتا ہے وہ دراصل سرکار کی جانب سے ہی ہوتا ہے اس لئے سالک کو چاہیے کہ
ابتدا میں وہ مرشد کو سرکار کا عکس سمجھے پھر آہستہ آہستہ جب وہ منازل طے کرتا چلا جاتا
ہے تو پھر بلمشافہ بھی فیض منتقل ہونے کی سبیل بن جاتی ہے۔

اس موقع پر برادرم ملک محمد جاوید سہروردی سلمہ تعالیٰ نے قوالی کے متعلق سوال
کیا کہ کیا ہمیں سننی چاہیے۔ آپ نے ارشاد فرمایا قوالی اپنی جگہ پر صحیح ہے مگر ہم اس
کے اہل نہیں حضرت مولانا دیدار علی شاہ صاحب نور اللہ مرقدہ سے میں نے سنا ہے کہ
آپ نے فرمایا! ایک آدمی جو کئی روز کا بھوکا ہو اور اس کے لئے ایک طرف کھانا تیار ہو
اور دوسری طرف سماع۔ تو اگر وہ سماع سننے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے قوالی جائز
ہے۔ بہرحال نہ میرے شیخ قوالی سنتے تھے اور نہ میں سنتا ہوں۔

جادہ ۔ ۳۱

اپنے قبلہ گاہی قدس سرہ کی دست بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ اس وقت تربیت مرید کے متعلق ارشاد فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں آپ پر نازل ہوں آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ شیخ کو مرید کی تربیت کبوتر کی مانند کرنی چاہیے جو انڈوں سے جوان ہونے تک اپنے بچوں کی خدمت کرتا ہے۔ سگ درگاہ نے عرض کی کہ حضرت شیخ الاسلامؒ نے اپنی کتاب الفقر فخری میں شیخ کی تعریف یوں فرمائی ہے کہ شیخ کو چاہیے کہ مرید کو حاضری کے وقت مطمئن اور سکون سے رکھے اور دوری کی صورت میں نفس کی چالاکیوں سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر بیشمار رحمتیں نازل فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ یہ سب سے مشکل کام ہے۔ فی زمانہ پیر مرید تو کر لیتے ہیں مگر ان کی تربیت کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتے۔ قطب العالم حضرت میاں صاحب قدس سرہ العزیز فرمایا کرتے تھے کہ کون کہتا ہے کہ پیر نہیں ملتا میں تو کہتا ہوں مرید نہیں ملتا اگر مرید صحیح ہو تو پیر کو باندھ کر بٹھا دیتا ہے یعنی وہ پیر سے ہر صورت فیض حاصل کر سکتا ہے پیر چار نفل پڑھنے کو کہے تو مرید دس نفل پڑھے میں دیکھتا ہوں پیر فیض کیسے نہیں دیتا۔

جادہ ۔ ۳۲

حضرت ممدوحؒ کی قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ میرے ہاتھ میں ایک کتاب تھی جس میں حضرت سلطان باہوؒ کے چند رسائل مجالسۃ النبیؐ اورنگ شاہی مجموعہ جامع الاسرار (قلمی) تھے۔ ان کے ساتھ چند اوراق اور بھی تھے جن پر ایک ایسے مناظرہ کی روداد لکھی ہوئی تھی جو مقلد اور غیر مقلد حضرات کے درمیان ہوا تھا۔ اس میں ایک سوال غیر مقلدین کی جانب سے یہ تھا جو کتاب تقویت الایمان کے صفحہ ۳۰ مطبع مجتبائی دہلی کے حوالے سے تھا کہ اللہ چاہے تو حضرت جبرائیل علیہ السلام اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسے کروڑوں آن واحد میں پیدا کر دے۔ میں نے

مندرجہ بالا سطور پڑھ کر سنائیں تو آپ نے ارشاد فرمایا قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے کہ

ا۔ لعنت اللہ الکاذبین : یعنی جھوٹوں پر اللہ کی لعنت

اور دوسری جگہ ارشاد ہے لا تبدیل لکلمات اللہ میرے کلمات تبدیل نہیں ہوتے۔

اس کے بعد قرآن پاک میں نبی کریم ﷺ کی شان میں فرمایا ہے۔ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین (نہیں ہیں محمد ﷺ باپ کسی کے تم مردوں میں سے مگر رسول اللہ کے ہیں اور نبیوں کے ختم کرنے والے ہیں۔)

اب آپ خود سوچیں کہ خود ہی ذات باری تعالیٰ نے حضور نبی رؤف الرحیم ﷺ کو خاتم بنایا اب اگر کوئی اور خاتم بنائے تو آیت شریف لا تبدیل لکلمات اللہ یعنی اللہ کے کلمات بدلے نہیں جا سکتے کی مخالفت ہوئی اور پھر اگر ایسا ہو تو جھوٹوں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ اس لئے مندرجہ بالا فعل خدا سے سرزد نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے کلمات بدلتا نہیں باقی رہا اللہ تعالیٰ کی شان خالقیت تو اللہ تعالیٰ جل و علاشانہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ان الفاظ کے بعد آپ نے مجھے نصیحت فرمائی کہ بیٹا اللہ تعالیٰ' اس کے حبیب پاک ﷺ اہل بیت اور اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق کسی سے بحث میں مت الجھنا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان کے متعلق نہیں پوچھنا اور اگر ان کے متعلق کسی مجلس میں کج بحثی ہو تو آپ وہاں سے اٹھ کر چلے جائیں کیونکہ ہو سکتا ہے جذبات میں زبان سے کوئی ایسی بات نکل جائے جو بے ادبی کے زمرے میں آتی ہو اور بے ادبی انسان کو بڑی مشکل میں مبتلا کر دیتی ہے جبکہ دین بھی ہمیں ادب ہی تو سکھاتا ہے اور درویشی کا دوسرا نام آداب ہی تو ہے۔

جادہ ۔ ۳۳

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ، کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوا آپ پر اللہ تعالیٰ جل و علا شانہ، کی لاتعداد رحمتیں نازل ہوں آپ نے ارشاد فرمایا ایک دفعہ فیروز شاہ تغلق کے دربار میں ایک نبوت کے جھوٹے دعویدار کے بارے میں اطلاع پہنچی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو پکڑ کر لایا جائے جب اسے پکڑ کر لایا گیا تو بادشاہ نے پوچھا کیوں بھئی تم ہی نبی ہونے کے دعویدار ہو اس نے کہا جی ہاں، بادشاہ نے جلاد کو حکم دیا کہ اس کا سر قلم کر دیا جائے۔ اس نے بڑا شور مچایا کہ میرے دلائل تو سن لئے جائیں۔ بادشاہ نے کہا تمہارے دلائل سن کر میں کافر نہیں ہونا چاہتا۔ نبوت ختم ہو چکی ہے اس پر ایمان نہ رکھوں تو تمہارے دلائل سنوں۔

اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضور نبی کریم ﷺ کے غلاموں کے بڑے تصرفات ہیں میں بچپن میں اپنے والد محترم کے ساتھ (اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو نور سے بھرے) دہلی حضرت باقی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کے مزار اقدس پر گیا سخت سردی کے دن تھے وہاں روضہ کے قریب مجھے بڑی سخت پیاس لگی مگر پینے کو کہیں پانی نہ ملا اتنے میں میں نے دیکھا کہ سرکارؒ کے مزار شریف کے سرہانے ایک مٹی کا پیالہ پڑا ہوا ہے جس میں پانی ہے آج سے ۶۰ سال پہلے آپ کے روضہ کی حالت آج کل جیسی نہیں تھی میں نے آگے بڑھ کا پیالہ اٹھایا اور پانی پی لیا۔ پانی پینے کی دیر تھی مجھے یوں محسوس ہوا کہ میں نہ آسمان پر ہوں نہ زمین پر یعنی سرکار حضرت باقی اللہؒ نے اپنے فیوض مجھ تک پہنچانے کے لئے پہلے پیاس بھڑکائی اور پھر خود ہی پانی بھرے پیالے کی صورت میں اپنی روحانی توجہ منتقل کرنے کا بندوبست کر دیا۔ یہ سرکارؒ کے غلاموں کا حال چودہ سو سال گزرنے کے بعد ہے سرکار رحمت للعالمین ﷺ کے متعلق کوئی کیا سوچے گا کیا سمجھے گا میں نے پڑھا ہے کہ حضرت بایزید بسطامیؒ نے فرمایا ہے کہ ۶۵ سال کے مجاہدہ اور ریاضت کے بعد میں سرکار دوعالم ﷺ کے خیمے کی ان میخوں تک پہنچا ہوں جن سے آپ کے خیموں کی رسیاں باندھی جاتی ہیں۔

جادہ ۔ ۳۴

بعد از نماز ظہر شیخ الاسلام حضرت سید قلندر علی سہروردی قدس سرہ کے مزار شریف موضع ہنجروال لاہور آپ کے ساتھ حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں۔ آپ پر اس وقت بڑی پر درد کیفیت طاری تھی آپ نے قدرے ترنم سے مشہور فارسی نعت "نمی دانم چہ آخر چوں دم دیدار می رقصم" پڑھنی شروع کی نعت شریف پڑھتے ہوئے بار بار آپ پر رقت طاری ہو جاتی تھی بڑی مشکل سے آپ نے نعت شریف مکمل کی بعد ازاں آپ نے مراقبہ کیا اور دعا خیر کے بعد کچھ دیر گفتگو فرمائی دوران گفتگو غلام نے عرض کیا کہ حضور اپنے پیر بھائیوں سے مشورہ فرمائیں کہ یہاں سرکار شیخ الاسلام قدس سرہ کے مزار پر ماہانہ ختم ہونا چاہیے تا کہ آپس میں باہم ملاقات بھی ہو جائے۔ اسے آپ نے پسند فرمایا اور کہا کہ اس سلسلہ کو ضرور شروع ہونا چاہیے۔ نماز عصر مزار اقدس سے متصل جامع مسجد میں ادا فرمائی۔ نماز کے بعد دوبارہ مزار پر آپ تشریف لائے اور مراقبہ سے متعلق سوال پر آپ نے ارشاد فرمایا! مراقبہ کا مطلب انتظار ہے۔ سگ درگاہ نے عرض کیا سرکار یہ انتظار کب ختم ہوتا ہے۔ آپ پر اللہ تعالیٰ کی لاتعداد رحمتیں ہوں آپ نے ارشاد فرمایا یہ انتظار کبھی ختم نہیں ہوتا اور نہ ہی ختم ہونا چاہیے اگر انتظار ختم ہو جائے تو موت ہے۔ آپ اب اس جگہ (مقام) پر آ گئے ہیں جہاں قبر میں بھی انتظار ختم نہیں ہوتا۔ درویش کی زندگی ایسے ہی ہوتی ہے ایک دفعہ کے وصل اور دیدار سے پیاس اور بھڑک اٹھتی ہے کم نہیں ہوتی۔ اس لئے انتظار کے ختم ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جادہ ۔ ۳۵

قدم بوسی کے لئے اپنے مربی و سردار کی خدمت میں حاضر ہوا تو گفتگو مسئلہ وحدت الوجود کی جزئیات کے بارے میں ہونے لگی۔ سگ درگاہ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور انسان مظہر ذات ہے یا صفات؟ اور درویش جب لقاء رب کی

کیفیت سے گزرتا ہے تو یہ دید صفات کی کرتا ہے یا ذات حق کی۔

آپ پر اللہ تعالیٰ کی لا تعداد رحمتیں ہوں آپ نے فرمایا کہ انسان مظہر ذات نہیں مظہر صفات ہے۔ آپ ذات و صفات کے الجھاؤ میں ابھی نہ الجھیں۔ دیدار الٰہی جیسے بھی ہوتا ہے وہ درویش کی حیثیت کے مطابق ہوتا ہے جتنی درویش کی حیثیت ہوتی ہے اتنا ہی اسے قرب حاصل ہوتا ہے۔ اب جو میں سمجھا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء میں ایک خاص صفت رکھی تھی جیسے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام صادق الوعدہ تھے حالانکہ وعدہ کے پابند تو سب نبی ہوتے ہیں۔ مگر ایک خصوصیت آپ سے منسوب ہے اسی طرح نوح علیہ السلام ہمارے شکر گزار بندے تھے مگر حضور ﷺ کی ذات میں تمام صفات مکمل طور پر اللہ تعالیٰ نے بدرجہ اتم رکھ دی ہیں اسی لئے آپ خاتم الانبیاء بھی ہیں اور آپ ہی انسان کامل ہیں۔

جادہ ۔ ۳۶

قدم بوسی کے لئے حضرت ممدوح قدس سرہ' کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ اپنے چند احباب کے ساتھ ملکی حالات پر گفتگو فرما رہے تھے۔ آپ پر اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا منافقت چاہے عام زندگی میں ہو یا بین الاقوامی سیاست میں' یہ ایک قبیح فعل ہے آج ہمارے حالات اس لئے دگرگوں ہیں کہ ہم زندگی کے ہر معاملے میں منافقت کا سہارا لے رہے ہیں اس سے معاشرے میں برکت اٹھ جاتی ہے اور جب ایک دفعہ برکت اٹھ جائے تو پھر توبۃ النصوح کے بغیر برکت کا لوٹایا جانا محال ہے۔ ہمارے علماء کا حال بھی اس سے خالی نہیں دوسرا حکمران طبقے کا ساتھ دینے والے علماء بھی اسی ذیل میں آتے ہیں وہ دین کا پورا پیغام ان تک نہیں پہنچاتے اگر پہنچاتے ہیں اور وہ نہیں مانتے تو دینی اعتبار سے وہ منافق ہیں اور اگر یہ پیغام پہنچانے کے بعد اپنی مراعات کے ختم ہو جانے کے ڈر سے ان سے علیحدگی اختیار نہیں کرتے تو پھر یہ منافق ہیں۔ میرے خیال میں یہ بہت بری حرکت ہے جو یہ لوگ دیندار ہوتے ہوئے کر رہے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ "دین میں پوری طرح شمولیت

اختیار کرو" یہ نہیں کہ کچھ باتیں اس میں ہنود و نصاریٰ والی ہوں اور کچھ دین اسلام کی۔ چند دن بیشتر کی بات ہے میں اسی قسم کے خیالات کسی دوست سے بیان کر رہا تھا اور صدر ضیاء الحق کے متعلق اس امر کا اعادہ کر رہا تھا کہ وہ نفاذ شریعت کے معاملے میں جان بوجھ کر سستی کر رہا ہے اسی رات مجھے قدوۃ السالکین حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش قدس سرہ' ملے اور فرمایا تم اس معاملے میں خاموش رہو اور اس کے متعلق کوئی بد دعا نہ کرنا چنانچہ میں تو بحکم ویسے ہی کر رہا ہوں مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے دینی بگاڑ میں ہمارے ساتھ مولوی' مفتی اور علماء برابر کے شریک ہیں اللہ ہمیں بھی ہدایت دے اور ان کو بھی۔

اس موقع پر منافقت کے بارے میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ میں اپنے گھر سے بازار کی جانب جا رہا تھا کہ راستے میں مجھے میرے والد گرامی کے ایک دوست مل گئے اور میرا حال احوال پوچھنے لگے دوران گفتگو انہوں نے حضرت توکل شاہ انبالوی رحمتہ اللہ علیہ کا ایک واقع بیان فرمایا کہ بچپن میں حضرت کے مرشد آپ کے قصبے میں تشریف لائے تو کھیلتے ہوئے حضرت توکل شاہ صاحب ؒ وہاں چلے گئے اور سلام عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا "توکلا بڑی دیر لا کے آیا ایں' ہن دس اکو ای وار یا فیر ٹھہر ٹھہر کے" یعنی توکل شاہ بڑی دیر لگا کر آئے ہو اب یہ بتاؤ کہ آہستہ آہستہ یا ایک ہی بار؟ آپ نے بچپنے کے بھول پن میں عرض کی کہ ایک ہی بار۔ آپ کے شیخ نے توجہ فرمائی تو حضرت توکل شاہ انبالوی ؒ کے ناک اور منہ سے خون جاری ہو گیا اور آپ بے ہوش ہو گئے۔ میرے والد صاحب کے دوست جب یہ بتا رہے تھے تو میں ادباً" ان کی ہاں میں ہاں ملا رہا تھا مگر دل میں اس بات کی نفی کر رہا تھا۔

دوسرے دن ظہر کی نماز پڑھ کر جب میں واپس آیا تو مجھے کچھ تھکاوٹ سی محسوس ہوئی اور میں لیٹ گیا۔ میں لیٹا تو خواب میں حضرت قطب العالم قدس سرہ' ملے اور فرمانے لگے کہ تم اس شخص کی باتیں کیوں نہیں مانتے تھے؟ کیا ولی میں یہ طاقت نہیں ہوتی کہ وہ توجہ کرے اور اس کے اثرات ایسے ہوں۔ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ حضور میں ولی کے تصرفات کا منکر نہیں مگر میرا دل یہ نہیں مانتا کہ ایک

انسان دوسرے کی طرف دیکھے اور اس کے منہ سے خون جاری ہو جائے۔ آپ نے غصے سے فرمایا "میں درویش ہوں کوئی کنجر نہیں میں یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ میرا کوئی مرید کسی ولی کی توہین کرے اٹھو اور اٹھ کر میرے سامنے بیٹھو۔" میں خواب میں ہی آپ کے سامنے بیٹھ گیا آپ نے توجہ فرمائی اور مجھے ایک دم سخت بخار ہو گیا میں نیند سے بیدار ہوا تو میرا جسم بخار کی وجہ سے سخت درد کر رہا تھا اور مجھ سے بیٹھا نہیں جا رہا تھا میں کام سے چھٹی لے کر گھر چلا آیا کوئی تین ماہ کے قریب مجھے یہ بخار رہا ہر طرح کے علاج کروا لئے مگر کوئی افاقہ نہ ہوا آخر تین ماہ بعد حضرت قطب العالم قدس سرہ' لاہور تشریف لائے اور اپنے خادم سے فرمانے لگے کہ جاؤ نذیر کو بلا کر لاؤ اس خادم کے میرے پاس پہنچنے سے پہلے ہی میرا بخار اتر چکا تھا میں نے اسے کہا میں ابھی نہا دھو کر حاضر خدمت ہوتا ہوں وہ چلا گیا تو میں بھی کچھ دیر بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ آپ اس موقع پر غلام کی طرف متوجہ ہوئے اور آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ شاہ جی حضرت قطب العالم قدس سرہ' السامی نے مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمایا "کیوں بھئی توجہ کا اثر ہوتا ہے یا نہیں؟" میں نے عرض کیا حضور ہوتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا تو پہلے کیوں نہ مانے۔ میں نے عرض کیا حضور دل نہیں مانتا تھا اب مشاہدہ ہوا ہے تو دل نے اقرار کیا ہے۔ آپ نے فرمایا "شاباش جو بات دل نہ مانے اسے کبھی نہ ماننا اگر مانو گے تو منافق ہو جاؤ گے اور منافق کو اللہ تعالیٰ نہیں بخشیں گے" اور ساتھ ہی وہی الفاظ دہرا دیئے جو دوران خواب فرمائے تھے کہ "میں درویش ہوں کوئی کنجر نہیں' میں نہیں پسند کرتا کہ میرا کوئی مرید کسی درویش کی توہین کرے"۔

یہ فرماتے ہوئے آپ پر رقت طاری ہو گئی چند لمحے خاموش رہنے کے بعد آپ نے شریک محفل احباب کو متوجہ کیا اور فرمایا دوستو اب آپ اندازہ کریں کہ فقیر کی منافقت کس درجہ میں ہوتی ہے اس کے خیال میں بھی اگر منافقت آ جائے تو اگلے درویش اسے بھی باعث سرزنش تصور کرتے ہیں ہم اگر اس تناظر میں اپنے اردگرد کے حالات پر غور کریں تو ہم پر یہ بات عیاں ہو جائے گی کہ اللہ کی پکڑ جلد یا بدیر ہو گی ضرور کیونکہ ہمارے چلن اس بات کی غمازی کر رہے ہیں کہ ہمیں سزا دی جائے۔

جادہ ۔ ۳۷

دست بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ سے چند احباب فقہی مسائل پوچھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے گندگی' وضو اور غسل سے متعلق احکامات بیان فرماتے ہوئے کہا کہ حدث گندگی کو کہتے ہیں اس کی دو قسمیں ہیں حدث اکبر اور حدث اصغر' ایسے عوامل جن سے غسل واجب نہ ہو بلکہ صرف وضو ٹوٹ جائے اسے حدث اصغر کہتے ہیں جیسے ریح کا اخراج یا پیشاب' پاخانہ وغیرہ کا آنا۔

اس موقع پر ایک شخص غلام محی الدین (رہائشی نسبت روڈ لاہور) نے عرض کی کہ حضور کس قدر کپڑے پر نجاست لگی ہو تو وضو یا غسل کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی عنایات دراز فرمائے' آپ نے ارشاد فرمایا بھائی نجاست بدنی کا تو تعلق یہ ہے کہ اگر بدن پر لگ جائے تو اسے دھو ڈالنا چاہیے اور پھر وضو یا غسل کرنا چاہیے امام ابو حنیفہ ؒ کے نزدیک اگر کپڑے پر ایک درہم سے بڑی جگہ نجاست نے غلیظ کر دی ہے تو حسب استطاعت کپڑوں کا بدلنا لازمی ہے نجاست کے کپڑوں پر لگ جانے سے وضو نہیں ٹوٹتا چہ جائے کہ اتنی نجاست لگ جائے کہ غسل کرنا واجب ہو جائے۔ ایک دفعہ حضرت امام ابو حنیفہ ؒ کے پاس ایک ایسا آدمی آیا جس کا جانوروں کا ریوڑ تھا اس نے عرض کی کہ جانوروں کا دودھ دھوتے وقت اکثر ان کے پیشاب کے چھینٹے میرے کپڑوں پر پڑ جاتے ہیں میرے لئے کیا حکم ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جس وقت وہ چھینٹے خشک ہو جائیں تم نماز پڑھ لیا کرو کیونکہ تمہارا کام ہی یہی ہے۔

تھوڑی دیر بعد ایک اور شخص آیا اور اس نے پوچھا کہ اگر کپڑوں پر پیشاب کے چھینٹے پڑ جائیں تو کیا حکم ہے آپ نے فرمایا تم کپڑے بدل کر غسل کرو اور نماز پڑھو۔ قریب بیٹھے ہوئے شاگردوں نے اس کے متعلق دریافت کیا کہ عذر ایک ہی تھا مگر آپ نے حکم علیحدہ علیحدہ دیا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ پہلا شخص اگر ہر دفعہ کپڑے بدلے تو وہ اسی کام میں لگا رہے گا اور نماز نہ پڑھ سکے گا دوسرا شخص چونکہ صاحب حیثیت ہے

اس لئے وہ ایسا کر سکتا ہے کیونکہ دین میں سختی نہیں ہے۔

شرع نے یہ آسانیاں اس لئے پیدا کی ہیں کہ مسلمان کے فرائض ترک نہ ہوں کیونکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ "و ما خلقت الجن و الانس الا لیعبدون" ہم نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے چنانچہ اسی لئے آسانیاں بھی پیدا فرما دی ہیں۔

جادہ ۔ ۳۸

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ کے ایک مرید با اخلاص محمد انیس بٹ سلمہ' اللہ تعالیٰ کتاب الفقہ مولفہ علامہ الجزیری رحمۃ اللہ علیہ پڑھ کر سنا رہے تھے۔ میں دست بوسی کے بعد ایک جانب بیٹھ گیا آپ پر اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے برادرم انیس بٹ کو ارشاد فرمایا چونکہ چند روز بعد عید قربان آ رہی ہے اس لئے آپ قربانی کے مسائل دہرائیں تاکہ ہمیں یاد ہو جائیں۔ چونکہ ان مسائل کا سامنا ہمیں سال میں ایک بار ہوتا ہے اس لئے ہم قربانی کے جزوی مسائل بھول جاتے ہیں۔

جب محمد انیس سہروردی سلمہ اللہ تعالیٰ قربانی کے مسائل پڑھ چکے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ قربانی کے گوشت کے تین حصے کرنے چاہیں اور ان میں سے ایک حصہ صدقہ' ایک حصہ ہدیہ اور ایک حصہ اپنے استعمال کے لئے رکھنا چاہیے۔ اسی طرح عقیقہ کے گوشت کے بھی تین برابر حصے کر کے تقسیم یا استعمال کرنے چاہیں۔ اسی سے متعلقہ ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ اگر آپ کو ایسی جگہ اور ایسے وقت پر عید آ جائے کہ نماز عید کے ہونے کا پتہ نہ چل سکے تو ایسی صورت میں اتنی تاخیر کرنی چاہیے کہ یقین ہو جائے کہ عید کی نماز ہو چکی ہو گی اگر نماز عید سے پہلے قربانی کر لی اور اس کا گوشت کھا لیا تو اس طرح قربانی نہ ہو گی۔

۱۹۵۰ء کے لگ بھگ جب لاہور میں سیلاب آیا تو میں ان دنوں علاقہ شاد باغ میں رہتا تھا ہمارا سارا علاقہ پانی کی وجہ سے ہر طرف سے بند کر دیا گیا تھا فوجی جوان علاقے میں نہ کسی کو آنے دیتے اور نہ جانے دیتے تاکہ کوئی وبائی مرض نہ پھوٹ پڑے

انہوں نے بڑا اچھا انتظام کیا ہوا تھا۔ انہی ایام میں عید قربان آ گئی دوسرے دن جب راستے کھلے تو میرے بڑے بھائی محمد شریف غوری مرحوم (م ۱۹۷۴ء) تشریف لائے میں نے ان سے عید کی نماز کے متعلق پوچھا تو میرے بھائی صاحب نے بتایا کہ عید تو کب کی ہو چکی آج عید کا دوسرا دن ہے۔ میں نے یہ معاملہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں پیش کیا آپ نے فرمایا کہ بیٹا آپ قربانی کر دیں کیونکہ یہ امر مجبوری تھا کہ آپ نماز عید نہ پڑھ سکے۔ اس موقع پر ایک شخص غلام محی الدین نے دریافت کیا کہ حضور یہ ارشاد فرمائیں کہ قربانی کے گوشت میں سے ایک سے زیادہ حصہ بھی اپنے لئے رکھا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے' آپ نے ارشاد فرمایا کہ بھائی زیادہ گوشت اس صورت میں لے سکتا ہے جب وہ بڑے کنبے والا ہو اور قربانی کے علاوہ گوشت کھانے کی استطاعت کم رکھتا ہو اسے چاہیے کہ گوشت اپنے عیال پر زیادہ سے زیادہ صرف کرے کیونکہ احادیث میں آتا ہے کہ اپنے عیال پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہی ہے ایک دفعہ حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے گھر گئے تو کسی بات پر اپنی بی بی رضی اللہ عنہا سے جھگڑا ہو گیا۔ اس زمانے میں ابھی طلاق کی آیات نازل نہیں ہوئی تھیں اور طلاق کا یہ دستور تھا کہ اگر مرد عورت سے علیحدگی یا طلاق حاصل کرنا چاہتا ہو تو عورت کو یہ کہہ دیتا تھا کہ تمہاری پیٹھ تو میری ماں جیسی ہے۔ حضرت اوس رضی اللہ عنہ نے طیش میں آ کر مندرجہ بالا الفاظ کہہ دیئے تو ان کی اہلیہ صاحبہ نے کہا کہ تم نے یہ کہہ کر علیحدگی تو اختیار کر لی ہے اب یہ بتاؤ کہ ہمارے بچے کیسے پلیں گے۔

اس زمانے میں اصحاب کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین یہ عمل کیا کرتے تھے کہ اگر کسی سے کوئی غلطی سرزد ہو جاتی تو وہ نماز فجر سرکار دو عالم ﷺ کی اقتدا میں پڑھ لیتا اور اس کی وہ لغزش اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے۔ چنانچہ اس اصحابی نے بھی اسی طرح کیا نماز فجر کے بعد سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں مسئلہ پیش ہوا تو آپ نے فرمایا کہ طلاق ہو گئی ہے کیونکہ مجھے ابھی اس سے متعلق احکامات نہیں ملے اس موقع پر ان اصحابی کی زوجہ محترمہ عرض کرنے لگی کہ سرکار ﷺ اگر یہ طلاق ہو گئی تو یہ بچے کون پالے گا۔ یہ

فرماتے ہوئے حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ آب دیدہ ہو گئے اور روتے ہوئے ارشاد فرمانے لگے اندازہ لگائیں کس شان کے وہ لوگ تھے کہ اٹھائیسواں پارہ شروع ہی ان آیات سے ہوتا ہے "قد سمع اللہ" ارشاد باری تعالیٰ ہے بیشک آپ کا رب یہ سب کچھ سن رہا ہے جو یہ عورت آپ سے جھگڑ رہی ہے کیسی پاکیزہ اور پیاری ہستیاں تھیں کہ اسلامی قوانین میں تبدیلیاں ان کی درخواستوں اور تکرار سے ہوتے تھے۔

اسی دوران جب آیات نازل ہو چکیں تو سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ باہم ملاپ سے پہلے ایک غلام آزاد کرو حضرت اوس ؓ نے عرض کی کہ حضور میں اتنی استطاعت نہیں رکھتا آپ نے ارشاد فرمایا تو پھر مسلسل ۲ ماہ کے روزے رکھو انہوں نے عرض کی سرکار میں اس کی طاقت بھی نہیں رکھتا آپ نے ارشاد فرمایا اچھا یوں کرو کہ ۶۰ مساکین کو کھانا کھلا دو اس پر انہوں نے عرض کی کہ حضور ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں میں اس کی بھی طاقت نہیں رکھتا۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ ایک شخص نے آپ ﷺ کی خدمت میں بطور ہدیہ کھجوریں پیش کیں آپ نے وہ کھجوروں کا ٹوکرا حضرت اوس ؓ کو دے دیا اور فرمایا کہ یہ لے جاؤ اور اسے تقسیم کر دو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم سے زیادہ مدینہ میں اور کون مستحق ہو گا آپ ﷺ نے تبسم فرمایا اور کہا اچھا جاؤ خود بھی کھاؤ اور گھر والوں کو بھی کھلا دو تمہارا صدقہ ہو گیا۔

جادہ - ۳۹

اپنے مربی و سردار حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کی دست بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ درود شریف کی عظمت بیان فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے' آپ نے ارشاد فرمایا کہ درود پاک پڑھنے والے تین طرح سے ہیں ایک گروہ کا درود شریف تو آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے فرشتے اس کام پر متعین ہیں کہ وہ درود شریف آپ کی خدمت میں اس امتی کی طرف سے پیش کریں اور وہ ساتھ بتاتے ہیں کہ سرکار ﷺ یہ درود پاک آپ کے فلاں امتی کی طرف

سے ہے وہ فلاں کا بیٹا ہے اور فلاں جگہ رہائش پذیر ہے۔ دوسرا طبقہ ایسا ہے کہ جس کا درود پاک آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور تیسرے طبقے کے امتی ایسے ہیں جو سرکار دو عالم کے سامنے بیٹھ کر درود شریف پڑھتے ہیں۔

درود شریف ہر امتی کو پڑھنا لازم ہے کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے ارشاد خداوندی ہے کہ "میں اور میرے فرشتے آپ ﷺ پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والوں تم بھی آپ ﷺ پر درود و سلام بھیجو" اس موقع پر آپ نے برادرم چودھری امتیاز سہروردی سلمہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ جب آپ کے دوست عثمان خاں صاحب (نسبت روڈ لاہور) میرے غریب خانہ پر تشریف لائے تھے اور ان لوگوں کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے جو درود شریف پڑھنے کے اوقات پر اعتراض کرتے رہتے ہیں تو جواباً" میں نے ان کی خدمت میں یہی عرض کیا تھا جسے سن کر وہ بہت خوش ہوئے کہ درود شریف پڑھنے کا ہر ایک کو حکم ہی نہیں۔ بلکہ یہ صرف مومنین کو حکم ہے۔ خاص کر ان لوگوں کے لئے جو سرکار کی محبت کو اپنی جان سے زیادہ عزیز جانتے ہیں۔

اس موقع پر آپ نے آب دیدہ ہو کر سیرت النبی ﷺ سے ایک واقعہ سنایا کہ ابتدائی دور میں ایک روز آپ ﷺ اپنے اصحاب کو کچھ ارشادات فرما رہے تھے کہ حضرت عمر ؓ حاضر خدمت ہوئے آپ نے حضرت عمر ؓ کی آمد کے ساتھ ہی وہ مطالب ارشاد فرمانے بند کر دیئے اس پر کچھ اصحاب نے اسے غلط رنگ میں سمجھا جب آپ ﷺ نے یہ محسوس فرمایا تو دفعتاً" حضرت عمر ؓ سے سوال کیا کہ "اے عمر تم مجھ سے کتنی محبت رکھتے ہو' حضرت عمر ؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اپنی جان کے علاوہ آپ پر سب کچھ قربان حضور پر نور' شافع یوم النشور علیہ الصلوۃ والسلام نے آپ کی جانب چند لحوں کے لئے دیکھا اور دوبارہ وہی سوال دوہرایا حضرت عمر ؓ پکار اٹھے سرکار اپنی جان سے بھی زیادہ آپ کو عزیز رکھتا ہوں"۔

یہ چند لمحے جو آپ نے حضرت عمر ؓ کی طرف دیکھا اور آپ کے خیالات کو بدل دیا صوفیاء کے نزدیک توجہ ہے اس سے درویش بہت کام لیتے ہیں اور کئی ایک کے خیالات بدل دیتے ہیں۔

جادہ ۔ ۴۰

قدم بوسی کے لئے قبلہ گاہی قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر ہوا حال و احوال دریافت کرنے کے بعد آپ نے مکتوبات شریف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' کا درس شروع کیا۔ مکتوب شریف ۲۲۲ کی جب اس عبارت پر پہنچے جہاں حضرت مجدد قدس سرہ' نے اپنے آپ کو فرہنگی کافر سے بھی کمتر کہا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ سالک کے ابتدائی' درمیانی اور آخری حالات ایک جیسے نہیں ہوتے ابتدا میں جو احوال سالک پر منکشف ہوتے ہیں دور آخر میں وہ اس کی تمنا کرتا ہے مگر وہ اسے میسر نہیں ہوتے۔ ہوتا یوں ہے کہ ابتدائی احوال اسے سفر کی طرف مائل کرتے ہیں مگر وہ جب سفر شروع کرتا ہے تو وہ احوال بند ہونے شروع ہو جاتے ہیں چنانچہ وہ زیادہ مجاہدہ و ریاضت کی طرف مائل ہوتا ہے اسی لئے ابتدائی کشف کے متعلق حضرت قطب العالم قدس سرہ' السامی منع فرمایا کرتے تھے۔ آپ اکثر فرماتے تھے کہ یہ مداری کا تماشا ہے سالک کو اس میں اپنا وقت حرج نہیں کرنا چاہیے اس کی وجہ سے سینکڑوں اس راستے کی بھول . بھلیوں میں کھو جاتے ہیں وہ راستے کے عجائبات دیکھنے میں لگ جاتے ہیں اور اسی کو فقیری اور ولایت سمجھ لیتے ہیں حالانکہ فقیری اور ولایت اس سے بہت آگے کی بات ہے۔ حضرت قطب العالم قدس سرہ' (اللہ آپ کی قبر نور سے منور فرمائے) نے خود مجھے فرمایا کہ میں چوسٹھ ۶۴ جگہوں پر ایک وقت اور ایک لباس میں موجود ہو سکتا ہوں مگر برخوردار یہ ولایت نہیں ولایت اس سے بہت آگے ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی بیشمار رحمتیں نازل فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' نے اسی لئے اپنے مکتوب میں ارشاد فرمایا ہے کہ میں کافر فرہنگی سے بھی گیا گزرا ہوں حالانکہ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ صرف آپ کے درجہ کمال کی دلیل ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے اپنے آپ کو کمترین دیکھتے ہیں۔

اسی طرح میں نے حضرت قطب العالم قدس سرہ' اور حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کو دیکھا ہے آپ انتہائی منکسر المزاج تھے حضرت قطب العالم قدس سرہ' کی خدمت میں

میں جب حیات گڑھ گجرات حاضر خدمت ہوتا تو آپ کھانا خود ہی لا کر دیتے حالانکہ ہم آپ کے مرید و خلیفہ کے مرید تھے۔ اسی انکسار والی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں ایک دفعہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے پاؤں دبا رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کا چہرہ' اقدس حضرت قطب العالم میاں صاحب قدس سرہ' کی طرح ہے میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ سرکار آپ کا چہرہ اس وقت مجھے حضرت قطب العالم قدس سرہ' کی طرح لگ رہا ہے۔ تو آپ نے ایک آہ سرد بھری اور کمال انکساری سے فرمایا اللہ تعالیٰ اندر سے بھی ان جیسا کر دے تو پھر بات ہے۔

آپ نے دوبارہ کتاب کی عبارت پڑھنی شروع کی اور جب اس عبارت پر پہنچے کہ "رابطہ کا حاصل ہونا جو پوری مناسبت پر مبنی ہے غیب کے زمانے میں بڑی نعمت سمجھیں" تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اس رابطہ کا مطلب تصور شیخ ہے اور جب تصور شیخ میں مہارت زیادہ ہو جائے تو سالک کے لئے یہ ایک نعمت بے کراں ثابت ہوتی ہے آپ (سگ درگاہ) کو یاد ہو گا کہ کئی سال پہلے میں آپ کو کہا کرتا تھا کہ میں ایک ایسے دھانے پر کھڑا ہوں جہاں نقصان کا زیادہ اندیشہ ہے۔ میرا خیال ہے کوئی تین چار سال بعد' اللہ تعالیٰ میرے شیخ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی قبر مبارک نور سے منور فرمائے ان کی توجہ سے تین دن پہلے وہ معاملہ جیسا میں چاہتا تھا حل ہوا ہے۔ کتنے سال ہی لگ گئے حالانکہ جس آیت کو میں روزانہ دو تین بار پڑھتا تھا اسی کو آپ نے فرمایا کہ پڑھ لیا کرو مگر معاملہ اس وقت حل ہوا جب مرشد کی زبان سے نکلا۔

چنانچہ درویش کی ترقی منازل کے لئے تصور شیخ بہت ضروری ہے سگ درگاہ نے عرض کی کہ اس کی کیا وجہ ہے؟ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا یہ اس لئے تاکہ وہ مزید ترقی کرے اس راستے میں اتنے حادثات اور تکالیف آتی ہیں کہ اگر اس ذات اقدس جل شانہ' کا کرم نہ ہو تو سالک ایسا غلط ہو جائے کہ اس کا درست ہونا بہت مشکل ہو۔ درویش ایسے حالات سے دوچار ہوتا ہے کہ اسے اس کیفیت سے اپنی جان ختم کر لینا آسان معلوم ہوتا ہے۔ بڑے بڑے جلیل القدر بزرگوں نے حتیٰ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ مجھ پر ایسی کیفیت

طاری ہو جاتی کہ میں اپنے آپ کو ہلاک کرنا بہتر محسوس کرتا۔ اب بتائیں اس ذات سے بڑھ کر خدا کی ذات ہی ہے اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی حالت قبض سے گزرنا پڑتا ہے تو ہم اور آپ کیا چیز ہیں۔ جوں جوں آپ آگے بڑھیں گے مشکلات زیادہ آتی جائیں گی رزق، تندرستی ہر قسم کی سلامتی آپ سے بھاگے گی۔ یہ پروگرام قرآن میں واضح طور لکھ دیا گیا ہے دوسرے پارے میں ارشاد باری تعالیٰ ہے و لنبونکم بشی من الخوف والجوع و نقص من الاموال والا نفس والثمرات و بشر الصبرین یعنی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم ضرور ان کو آزمائیں گے خوف اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری ہے ان کو جو صبر کرتے ہیں۔ تو اگر درویش ثابت قدم رہے تو قرآن کا ارشاد ہے "اولیک علیهم صلوت من ربهم ورحمه و الیک هم المهتدون" یہ وہ لوگ ہیں جو فلاح یافتہ ہیں اور ان پر ان کے رب کی طرف سے درود و سلام اور رحمت ہے۔ یہی لوگ فلاح یافتہ ہیں۔

آپ دیکھیں کہ آپ کی کوئی بندہ ہر وقت تعبداری کرے اور آپ اس پر قہر نازل کریں یہ کیسے ہو سکتا ہے اس ذات حق کو ایسا کرنے کی وجہ یہ نہیں کہ اس کے علم میں نہیں بلکہ بندے کو مضبوط کرنا مقصود ہوتا ہے کہ اس کو غم و اندوہ کے تھپیڑے پڑتے جائیں اور اس میں مضبوطی آتی جائے یعنی تربیت کا ایک انداز ہے۔ حالانکہ وہ ذات تو علام الغیوب ہے اس نے پیدا کیا ہے اسے تو پتہ ہے کہ اس بندے کی کیا حیثیت ہے۔ اصل میں یہ تربیت ہوتی ہے کہ تاکہ وہ بندہ انعام کو سنبھالنے کے قابل ہو جائے اور دوسروں کو ثابت قدمی کا درس دے سکے۔

آپ پر اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا قرآن میں آتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ اے میرے رب حیات بعد از موت کیسے ہو گی مجھے اس کا مشاہدہ کروا دے تاکہ مجھے حق الیقین حاصل ہو جائے چنانچہ آپ کو مشاہدہ کروا دیا گیا۔ آپ اس سے اندازہ کریں کہ آپ کی تبلیغی سعی مشاہدہ کے بعد کس قدر یقین اور انہماک سے ہو گی۔ اسی طرح حضرت عزیر علیہ

السلام کو مشاہدہ کروایا گیا اور پھر ان میں یہ ملکہ رکھا کہ وہ توریت کے حافظ تھے۔ یہ سب اس ذات واحد کی شانیں ہیں ان باتوں پر فکر و تدبر کی ضرورت ہے اور وہ باتیں جو میں آپ کو بتاتا ہوں انہیں غور سے سنیں سمجھیں مگر منہ سے نہ نکالیں اور نہ ہی احاطہ تحریر میں لائیں سوائے ان کے جن کی میں اجازت دوں یہ اللہ کے راز ہیں ان کو ظاہر کرنا کسی حال میں بھی درست نہیں جس نے ظاہر کیا اگر وہ سچا تھا تو سزا کا مستحق ٹھہرا اگر جھوٹا تھا تو زمانے میں رسوا ہو گیا یہ سب کچھ آپ کے سامنے ہوا ہے۔ دیکھیں ہمارے سامنے کوئی دس بارہ سال کا لڑکا پستول پکڑ کر کھڑا ہو جائے تو ہم کیا کر سکتے ہیں اگر کچھ کہیں گے تو ہو سکتا ہے وہ ہمیں ہی گولی مار دے چنانچہ بہتر ہوتا ہے کہ خاموشی اختیار کی جائے اور عرض کی جائے کہ یا اللہ فضل و کرم فرما۔

وہ مقام جس کی طرف قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے کہ آزمائشیں آتی ہیں یہ مقام حیرت ہوتا ہے اس مقام پر سب ساتھ چھوڑ دیتے ہیں اسی طرح کے حالات میں میں تقریباً" ۲۵ سال رہا۔ ان ۲۵ سالوں میں میں ۸ یا ۱۰ فٹ کے کمرے میں تیسری منزل پر اپنے پانچ بچوں کے ساتھ رہا۔ جب کبھی قبلہ حضرت شیخ الاسلامؒ کی خدمت میں عرض کی کہ آپ کھانا میرے ہاں کھائیں تو آپ خاموش رہتے۔ ایک دفعہ میری ایک بیٹی سخت بیمار ہو گئی میں ڈھائی سال آپ کی خدمت میں عرض کرتا رہا کہ حضور تشریف لائیں آخر ڈھائی سال بعد آپ میرے گھر تشریف لائے اور نیچے ہی کھڑے کھڑے کہا اسے نیچے لے آؤ میں اسے نیچے لے آیا تو آپ نے دعا کی اور فرمایا یہ مرتی نہیں تم سے کچھ لے کر ہی جائے گی۔ آخر کار ایک موقع پر آپ میرے ہاں تشریف لائے اور کھانا کھانے کے بعد فرمایا تم اس جگہ پر تنگی محسوس نہیں کرتے میں نے کہا کرتا ہوں تو فرمایا یہاں سے نکل جاؤ اور اپنے بیٹے سید امتیاز احمد سلمہٗ تعالیٰ سے کہا کہ میرے گھر کا ایک حصہ اس کے لئے کھول دو اور اس کا سامان وہاں لے جاؤ۔ میں نے عرض کی حضور کوئی اور بندوبست فرما دیں میں قریب نہیں رہ سکتا ہو سکتا ہے قریب رہنے کی وجہ سے بے ادب ہو جاؤں۔ میرا جواب سن کر آپ خاموش ہو گئے میں اس کو یہ سمجھا ہوں کہ درویش اس وقت مائل بہ کرم تھا اس لئے معافی مل گئی۔

اپنے دور ابتلا کے بارے آپ نے بات کو مزید بڑھاتے ہوئے فرمایا۔ ۱۹۵۳ء کے قریب جب راوی دریا میں بہت سیلاب آیا تو ان دنوں میں شاد باغ جو لاہور کی مضافاتی بستی ہے میں اپنے آبائی مکان میں رہتا تھا۔ سیلاب کے دنوں میں ہر طرف کوئی چار فٹ پانی چڑھا ہوا تھا۔ میں اہل خانہ کے ساتھ گھر میں چارپائیوں کو چھت سے باندھ کر اوپر بیٹھا رہا۔ اسی اثنا میں میں نے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی کتاب "صحیفہ غوثیہ شرح قصیدہ غوثیہ" پڑھنی شروع کی اس میں، ایک جگہ حضرت خضر علیہ السلام کا ذکر تھا میں نے ایک کاغذ پر آپ کے نام رقعہ لکھا اور پانی میں ڈال دیا۔ بیٹا اویس اللہ تمہیں امن اور سلامتی سے نوازے میرا رقعہ پانی میں ڈالنا تھا کہ وہ چار فٹ پانی تھوڑی دیر میں اتر گیا۔ اگلے دن میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ بل روڈ اپنے ایک دوست جو دین محمدی پریس کا مالک تھا کے مکان پر جا رہے تھے آپ کے ساتھ آپ کے خلیفہ اور میرے استاد محترم حضرت مرزا غلام محی الدین رحمتہ اللہ علیہ بھی تھے آپ نے مجھے اپنے ساتھ تانگے میں بٹھا لیا راستے میں میں نے رقعہ لکھنے اور پانی کے اترنے کے بارے میں عرض کیا۔ آپ نے یہ سنا تو بہت ناراض ہوئے اور فرمایا تم نے ایسا کیوں کیا' کیا تم لوگوں کے ٹھیکدار ہو تمہیں اس کا حق کیسے پہنچتا ہے کہ اللہ کی مشیت میں دخل دو تم نے وہ کتاب پڑھی ہی کیوں۔ میں نے عرض کی حضور میں نے دیکھا کہ استاذی مولانا مہردین صاحب (استاد مدرسہ نظامیہ) آپ سے سبقا" وہ کتاب پڑتے ہیں چنانچہ میں نے بھی پڑھ لی آپ اس پر اور برہم ہو گئے اور فرمایا وہ ابتدائی آدمی ہے تم منتہی ہو۔ تم نے میری سال ہا سال کی محنت ضائع کر دی۔ میں تمہیں پکڑ پکڑ کر آگے کرتا ہوں اور تم پیچھے جاتے ہو۔ فورا" اس علاقے سے نکل جاؤ چنانچہ شہر میں اتنی تنگ جگہ رہنے کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ میں شاد باغ اپنا آبائی گھر چھوڑ کر کرایہ کے چھوٹے سے کمرے میں رہائش پذیر ہوا۔

بیٹا آپ اندازہ کریں موجودہ دور میں آپ کسی سالک کو ایسا کہہ دیں تو وہ آٹھ دن بعد ہی باغی ہو جائے گا اور نماز روزے کا منکر الگ بن جائے گا۔

جادہ - ۴۱

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ کچھ دیر بعد آپ نے مکتوبات شریف سے مکتوب نمبر ۲۲۲ دوبارہ پڑھنا شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے جب آپ اس عبارت پر پہنچے کہ "قرب بدنی قرب قلبی سے فوق ہے" تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ ان جیسی جاگتی آنکھوں سے جس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا وہ اصحابی ہے اور جس نے قلبی آنکھوں سے آپ کو دیکھا وہ اصحابی نہیں بلکہ وہ اصحابی کی گرد پا کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مشائخ نے شیخ کی مجلس میں حاضر ہونا بہت ضروری بتایا ہے تاکہ صحبت کا اثر اس پر مرتب ہو جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں تقریبا" روزانہ حاضر ہوتا آپ ارشاد فرماتے کہ یہاں جو میں کہوں اسے غور سے سنو اور اگر کوئی بات سمجھ نہ آئے تو چاہیے ۱۰ بار پوچھو میں تمہیں سمجھاؤں گا مگر اپنے بارے کچھ کہنا ہو تو گھر بیٹھ کر کہو۔ صحبت شیخ کتنی ضروری ہے اس کے متعلق آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ اس کے متعلق اکثر فرمایا کرتے کہ جتنا زیادہ ہو سکے میرے پاس چلے آیا کرو تاکہ تمہارا حصہ کوئی اور نہ لے جائے۔ اگر کسی دن حاضر نہ ہو سکتا تو اگلے دن پوچھتے کہ کیا وجہ ہوئی کہ تم کل نہیں آئے۔ اسی طرح ایک دن میں بارش کی وجہ سے حاضر خدمت نہ ہو سکا اگلے دن آپ نے پوچھا تو عرض کی کہ حضور چونکہ کل بارش ہوئی تھی اس لئے کیچڑ کی وجہ نہ آ سکا۔ یہ سن کر آپ نے بڑے پیارے انداز سے فرمایا! اس کا مطلب یہ ہوا کہ کیچڑ درویش سے بہتر ہے کہ تم اس سے ڈر کر کل نہیں آئے۔

جادہ - ۴۲

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ نے میرے اور میرے اہل و عیال کے حالات سے آگاہی حاصل کی۔ اسی دوران برادر طریقت ملک جاوید سہروری سلمہ' تعالیٰ نے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کے صاحبزادگان کے متعلق کوئی بات کی۔ اللہ تعالیٰ کی لاتعداد رحمتیں اور برکتیں آپ پر نازل ہوں آپ نے ارشاد فرمایا کہ اصول اور ادب دونوں میں

فرق ہے ادب اپنی جگہ اور ایک حد تک جائز ہے ضرورت سے زیادہ ادب پیروں کی اولاد کو بگاڑ دیتا ہے۔ ہمارے شیخ قدس سرہ' کئی دفعہ اپنے بیٹوں کو مریدوں کے درمیان بٹھاتے اور ہمیں فرماتے دیکھو! پیر کی اولاد پیر نہیں ہوتی تاوقتیکہ اس مقام پر نہ پہنچے۔ آپ فرماتے صلبی اولاد میری پشت کی اولاد ہے اور نسبی اولاد (مرید) میرے سینے کی اولاد ہیں اور مجھے اپنی پشت کی اولاد سے سینے کی اولاد زیادہ پیاری ہے۔

اس موقع پر آپ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا! اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الاسلامؒ کی قبر شریف نور سے بھرے' آپ نے ایسا ہی کیا۔ میں حضرت قبلہ شیخ الاسلام قدس سرہ' کے مریدین میں سب سے کم علم اور مالی حیثیت سے کمزور تھا مگر آپ نے میرے ساتھ اسی طرح کا سلوک فرمایا جیسا اوروں سے کرتے تھے۔ آپ جب بھی پہاڑ پر جاتے مجھے ساتھ لے کر جاتے حتیٰ کہ ایک دفعہ میں نے اپنے بیٹے کی بیماری کا عذر پیش کیا تو آپ نے فرمایا اسے ساتھ لے کر چلو اور میرا شیخ پر قربان ہونے کو جی چاہتا ہے آپ کی زوجہ اقدسؒ (اللہ تعالیٰ انہیں کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے) نے میرے بیٹے کے غلاظت سے بھرے کپڑے دھوئے ہیں۔ میں آپ کو سچ کہتا ہوں کہ میں اور صاحبزادگان صبح نو بجے سو کر اٹھتے بلکہ کبھی آپ جگانے خود تشریف لاتے اور فرماتے اٹھو اب تو نماز پڑھ لو سورج نکل آیا ہے۔ تمام عمر آپ نے اپنے مریدوں کو دوست کہہ کر متعارف کروایا اپنے ساتھ ایک ہی نشست پر اور برابر بٹھایا۔ جو خود کھایا وہی انہیں کھلایا جس طرح خود رہائش رکھی اسی طرح انہیں رکھا۔ ایک بار آپ میری دکان پر تشریف لائے اور فرمایا کہ رضائیوں کے لئے کپڑا خریدنا ہے مگر اعلیٰ قسم کا۔ میں نے عرض کی حضور کیا گھر کے لئے چاہیے یا مہمان خانے کے لئے آپ نے ارشاد فرمایا گھر سے بہتر چاہیے کیونکہ وہاں آنے والے میرے مرید ہیں غلام نہیں۔ چنانچہ آپ نے اس سستے دور میں نہایت اعلیٰ قسم کا کپڑا خریدا۔ چند دنوں بعد آپ دوبارہ تشریف لائے اور فرمایا کہ اسی طرح کا اور کپڑا درکار ہے عرض کیا کہ سرکار پہلے کا کیا ہوا تو آپ مسکرائے اور کہا یار وہ تمہاری ماں نے رضائیاں کسی مرید کی بیوی کو دے دی ہیں دوبارہ بنانے کے لئے کپڑا خریدنے پھر آگیا ہوں۔

اسی طرح ایک دفعہ گھر میں صفائی کرنے والی بھنگن کئی روز نہ آئی تو میں نے عرض کیا سرکار میں صفائی کر دیتا ہوں آپ اس پر برہم ہوئے اور فرمایا یہ کام میں چند روپے خرچ کر کے کر سکتا ہوں تمہیں اس لئے مرید نہیں کیا کہ بھنگن کا کام کراؤں غرضیکہ آپ مریدین کی عزت نفس کا بہت خیال رکھتے اور فکری اور عملی طور پر اسے اوپر اٹھانے کی پوری کوشش کرتے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی تربیت نے مجھے کہیں مصلحت وقت کے پیش نظر بدسلوکی نہیں کرنے دی۔ ایک بار حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کے وصال کے کئی سال بعد میرے برادر طریقت چودھری صادق علی (مرحوم) میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ حضرت قبلہ گاہیؒ کے وصال کے بعد صاحبزادگان کے درمیان کچھ شکر رنجی سی پیدا ہو گئی ہے جس نے تنازعہ کی صورت اختیار کر لی ہے میں نے آپ کا نام تجویز کیا ہے کہ آپ ثالث کی حیثیت سے ان میں معاملہ کی صفائی کروائیں۔ میں ان کے ساتھ ہو لیا قلعہ گوجر سنگھ صاحبزادگان کے گھر کے قریب پہنچ کر میں نے اپنے برادر طریقت کی خدمت میں عرض کیا کہ بھائی اس تعلق کے ادب کی وجہ سے جو تمہارے اور میرے درمیان ہے یہاں تک آگیا ہوں اب تم پہلے صاحبزادگان کو یہ باور کروا دو کہ میں ان کا مداح اور مشکور ہوں کہ انہوں نے مجھے اس قابل سمجھا کہ میں ان کے درمیان ثالثی کروا سکوں مگر بحیثیت ثالث مجھ سے کسی رو رعایت کی امید نہ رکھیں کیونکہ بحیثیت ثالث میں نے اصولی اور درست بات کہنی ہے جو ہو سکتا ہے کسی ایک کو ناگوار گزرے۔

یہ سب اس ذات والا جل شانہ' کا مجھ پر کرم ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور میرے شیخ قبلہ کی توجہ و عنایت کا اثر ہے۔ آپ نے اپنے قریب بیٹھے ہوئے چودھری ذوالفقار سلمہ' تعالیٰ (جن کے کرایہ دار کی حیثیت سے آپ تقریباً" ۲۰ سال ان کے مکان میں رہے) کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کرم کا ہی اثر ہے کہ ان کی ہمسائیگی میں میں ۲۰ سال کے قریب رہا ہوں اور وہ سارا دور میرا دور مصائب و ابتلا کا تھا مگر ان سے پوچھیں کہ انہیں اس کی کوئی خبر ہے۔ دوسرا کرم مجھ پر یہ ہوا کہ میری

پہلی اہلیہ (اللہ اسے غریق رحمت کرے) اور موجودہ اہلیہ نہایت اعلیٰ، سگھڑ اور صابر ملی ہیں۔ انہوں نے اس راستے میں میری بڑی معاونت کی ہے اور بیٹا میرے خیال کے مطابق اس راستے میں اگر بیوی راست خیال مل جائے تو آدھا راستہ اس کی وجہ سے آسان ہو جاتا ہے۔ اسی ضمن میں آپ نے مزید ارشاد فرمایا کہ میں اس نظریہ کا حامی ہوں کہ درویش کی بیوی خوش شکل ہونی چاہیے تاکہ اس کا خیال دوسری طرف نہ جائے اور درویش کو غنی خاندان سے ہونا چاہیے وگرنہ وہ اپنی بھوک مٹاتے مٹاتے ہی اس دنیا سے گزر جائے گا۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ درویش کی مردانہ قوت بہترین ہونی چاہیے تاکہ وہ راز رکھ سکے کمزور قوت کے درویش راز داری میں بھی کمزور ہوتے ہیں۔

بہر حال میں اپنے دور ابتلا کی بات کر رہا تھا تو برخوردار یہ سب اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہوتا ہے کہ درویش صبر سے تکالیف برداشت کر لیتا ہے ورنہ کسی کی کیا مجال کہ ایسا کر سکے یہ کیسے ممکن ہے کہ اچھے حالات ہوں اور کوئی اس ذات والا صفات کے جمال و جلال کو سمجھنے کی پاداش میں فقیر و بے خانماں ہو جائے اور پھر صبر بھی کرے یہ سب کرم اسی ذات رؤف الرحیم کا ہوتا ہے کہ درویش یہ سب کچھ برداشت کر لیتا ہے۔

بعد ازاں آپ نے اس فقیر سید اویس علی سہروردی حفظ اللہ عن کل آفاتہ کیلئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا فضل و کرم فرمائے اور تمہارا راستہ تم پر آسان کرے۔

جادہ - ۴۳

دست بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ کی خدمت اقدس میں برادر طریقت چودھری ذوالفقار احمد سہروردی سلمہ' تعالیٰ کتاب الفقہ سے کچھ مسائل سمجھ رہے تھے اور گفتگو حد اور تعزیر سے متعلق ہو رہی تھی اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرد اور ایک عورت باہم غیر شرعی فعل کے مرتکب ہوتے ہیں تو ان پر حد لگانے کے لئے چار عاقل و بالغ، متقی پرہیز گار گواہوں کی ضرورت پڑتی ہے مگر میرے خیال میں ان چاروں نے اگر دیکھا تو انہیں چھوڑ کیسے دیا

انہیں وہیں سزا کیوں نہ دی۔ آج کل اخبارات میں اس امر پر بحث کی جا رہی ہے کہ اگر ایک مرد نے دیکھا یا دو نے تو پھر کیا ہو گا اور کیا احکامات ہونگے۔

اس موقع پر آپ نے آبدیدہ ہو کر حضور نبی رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیا اور ارشاد فرمایا کہ آپ کی خدمت میں ایک ایسا واقعہ پیش ہوا جس میں صرف ایک گواہ تھا۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں پیش ہوا اور اس نے کہا میں نے اپنی بیوی اور فلاں آدمی کو سینے پر لیٹے ہوئے دیکھا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ چار گواہ لے آؤ آپ نے اس موقع پر گلوگیر لہجے میں فرمایا کہ ہم لوگ ایسے بیوقوف اور جاہل ہیں کہ ان فیصلوں پر اعتبار نہیں کرتے اور اس دور کے لوگوں کو ان پڑھ اور جاہل نہ جانے کیا کہتے ہیں حالانکہ انہوں نے خدا کے قانون میں ترمیم کی ہے۔ خیر اس شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر ہم چار آدمی انہیں دیکھتے تو وہیں ختم نہ کر دیتے چنانچہ اس مسئلہ پر قرآن نے حکم دیا کہ جن پر الزام ہے وہ مرد اور عورت دونوں قسم کھائیں اور قسم کھانے کا طریقہ بھی بتایا اور اس کے الفاظ کیا ہوں گے یہ بھی بتایا وہ الفاظ کچھ یوں ہیں کہ وہ کہیں کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو اور قسم کھانے کا وقت عصر کے بعد کا ہو۔ اس طرح بہت جلد جھوٹے پر عذاب نازل ہو جاتا ہے۔

آپ پر اللہ تعالیٰ کا بیشمار فضل و کرم ہو آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے خود ایک دفعہ قسم دلوانے کا موقع ملا واقع کچھ یوں ہے کہ پاکستان بننے سے بیشتر کا زمانہ تھا میں سبزی اور پھل خرید کر لاہور منڈی کو روانہ کرتا تھا اس سلسلے میں ایک ہندو سے مجھے شراکت کرنا پڑی ہم لاہور سے کوئی ایک ہزار میل دور بنارس میں تھے اس نے مجھے کہا کہ میں بھی ایلچی خریدتا ہوں اور تم بھی۔ ایسا کرتے ہیں کہ ایلچی کے ٹرک چونکہ رات تین بجے آتے ہیں۔ تمہیں چونکہ رات تہجد پڑھنے کی عادت ہے اور تم رات کو اٹھتے ہو ایسا کرو کہ تم ایلچی خرید لیا کرنا اور صبح بک میں کروا دیا کروں گا میں نے ہاں کر دی اور کاروبار شروع ہو گیا مال رات کو میں خرید لیتا اس کے لئے بھی اور اپنے لئے بھی اور صبح بک وہ کروا دیتا مگر وہ چالاکی یہ کرتا کہ میرا مال بھی اپنے ہی نام سے بک کرواتا۔

کوئی مہینہ بھر ٹھہرنے کے بعد میں لاہور آنے کے لئے اسٹیشن پر جب ٹکٹ لینے لگا تو کلرک نے نوٹ مجھے واپس کر دیا کہ یہ برما کا چھپا ہوا ہے۔ بنارس میں اس زمانے میں دستور یہ ہوتا تھا کہ جو نوٹ برما کا چھپا ہوا ہوتا اسے بھنانے کے لئے تقریباً" آٹھ آنے دینے پڑتے یہ بات میں پاکستان بننے سے کئی سال پیشتر کی کر رہا ہوں۔ میں نے کلرک کو کہا بھئی میں تقریباً" ڈیڑھ ماہ سے مال بک کروا رہا ہوں اور پہلے بھی تین چار سال سے یہاں مال بک کروانے کے لئے آتا جاتا ہوں مجھے اسی یو پی حکومت میں کم از کم چار ساڑھے چار مہینے ہر سال لگ جاتے ہیں میں نے کبھی پہلے ایسی حرکت نہیں کی آج ہی کرنی تھی۔ خیر میں چونکہ انگریزی کے دو چار لفظ پڑھ لیتا تھا اس لئے نوٹ کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا کہ کوئی اور مہر اس پر تو نہیں لگی ہوئی۔ مجھے اس پر لکھنؤ کی مہر نظر آگئی۔ میں نے کلرک کو کہا کہ یہ دیکھو تمہارے ہی آفس کی اس پر مہر لگی ہوئی ہے مگر کلرک نے اسے دیکھنے کے باوجود مجھے نوٹ واپس کر دیا۔ میں اسٹیشن ماسٹر کے پاس چلا گیا اور اسٹیشن ماسٹر سے کہا کہ دیکھو تمہارے کلرک نے کیسی حرکت کی ہے اس نے میری بات سن کر اسے بلایا اور خوب جھاڑا کہ دیکھو یہ تاجر لوگ ہیں اور روزانہ ریلوے کو دو تین ہزار روپے کا فائدہ پہنچاتے ہیں تمہیں انہوں نے کیا ۱۰ روپے کا نوٹ جعلی دینا تھا۔ جب انہوں نے تمہیں لکھنؤ کی مہر بھی دکھاوی تو تم نے پھر بھی انکار کیا۔

وہاں زیادہ تر ہندو ملازم تھے ان میں سے ایک مسلمان مرتضیٰ نامی بھی تھا اللہ تعالیٰ اسے اگر وہ مر گیا ہے تو جنت عطا فرمائے۔ ہندوؤں نے ایک دفعہ میٹنگ کی کہ اسے ملازمت سے برخاست کروا دیا جائے مجھے اس بات کا کسی طرح پتہ چل گیا میں نے اس کی مدد کی اور جو اسے تنگ کرتا تھا اسی کی چھٹی ہو گئی چنانچہ اس طرح اس سے میری واقفیت ہو چکی تھی وہ مجھے وہاں ملا اور اس نے کہا تم کہاں تھے کیا لاہور گئے ہوئے تھے میں نے کہا نہیں میں تو یہیں تھا اس نے کہا کہ ڈیڑھ ماہ میں تمہارا صرف دو دن مال آیا ہے میں نے کہا نہیں آدھا مال میرا اور آدھا مال دینا ناتھ کا ہوتا ہے خیر میں نے سارے کھاتے چیک کر کے حساب لگایا تو پتہ چلا کہ ۱۸۰۰ سو روپے دینا ناتھ کی طرف

نکلتے ہی یہ کوئی ۴۰-۱۹۳۹ء کی بات ہے میں بڑا حیران و پریشان ہوا کہ اب میں کیا کروں بڑی دعائیں کیں وہاں بنارس میں ایک مزار تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ فروری میں جب ہندو مسلم فسادات ہوئے تھے تو اس خانقاہ سے ایک گھوڑے پر سوار بزرگ نکلا تھا اور اس نے بہت سے ہندو قتل کئے تھے میں اکثر وہاں چلا جاتا تھا کیونکہ وہاں کے کنویں کا پانی بہت ٹھنڈا ہوتا تھا چنانچہ میں رات کو وہاں سے خوب نہا دھو کر واپس آتا اور آکر سو جاتا۔

وہیں چوک کے درمیان ایک اور خانقاہ بھی تھی جہاں سونے کا سٹہ بھی ہوتا تھا میں اس مزار پر بھی فاتحہ پڑھنے کبھی کبھار چلا جاتا تھا چنانچہ دونوں بزرگوں کی خدمت میں میں نے اس کا استفسار پیش کیا کہ اس کا حل مجھے سمجھا دیں کہ اس ہندو سے پیسے کیسے واپس لئے جائیں۔

خیر دس پندرہ دن اور ٹھہر کر میں نے اسے کہا کہ لالہ جی آئیں حساب کریں وہ ٹال مٹول کرنے لگا لاہور واپسی پر جب انبالہ پہنچے تو اس نے کہا کہ میں تو شملہ جا رہا ہوں۔ میں نے حساب کا کہا تو کہنے لگا کہ لاہور آکر کر لیں گے میں نے کہا چلو ٹھیک ہے لاہور آکر میں آڑھیوں سے پیسے وصول کرنے گیا تو انہوں نے کہا کہ مال تو تمہارے بھائی وال (شراکت دار) کے نام سے آتا رہا ہے ہم تمہیں کیسے پیسے دے دیں۔ میں نے کہا کہ آپ کھاتے پر میرے دستخط کروائیں اور اگر وہ پوچھے تو میں یہیں منڈی میں ہوتا ہوں آمنے سامنے بات ہو جائے گی خیر انہوں نے میرے دستخط کروائے اور پیسے مجھے دے دیئے۔ دس پندرہ دن بعد جب دینا ناتھ شملہ سے لاہور آیا اور آڑھیوں سے پیسے لینے گیا تو انہوں نے کہا کہ پیسے تو تمہارا بھائی وال لے گیا ہے انہوں نے مجھے بلا بھیجا میں وہاں گیا اور اسے کہا کہ ہاں پیسے میرے پاس ہیں۔ اس نے کہا ٹھیک ہے چنانچہ ہم دونوں وہاں سے اٹھے اور منڈی میں ایک جگہ پر آ بیٹھے۔ میں نے کہا کہ آؤ حساب کر لیتے ہیں اور جتنے پیسے تمہارے بنتے ہیں میں دے دیتا ہوں چنانچہ صبح ہم بیٹھے اور عصر تک کوئی فیصلہ نہ ہوا وہ میری طرف پانچ سو ساٹھ روپے نکالے جبکہ میں نے اسے کہا کہ میرے حساب سے تمہارے ۸۸ روپے میری طرف ہیں۔ اپنے کھاتے نکالو اور حساب کر لو۔ مجھے یاد آیا

جن دونوں میں بنارس میں تھا تو ایک دن قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے میں نے وہ آیات پڑھیں جس میں قسم کھانے کا طریقہ بتایا گیا تھا۔ چنانچہ میں نے اسے کہا کہ تم ایسا کرو کہ قرآن کی قسم کھا لو کہ میں نے تمہارے اتنے پیسے دینے ہیں اس نے کہا کہ میں قرآن کی قسم نہیں کھا سکتا تم مجھے گنگا جلی یا گرنتھ کی قسم دلوا لو میں نے قرآن کی قسم نہیں کھائی۔ میں پڑھا لکھا آدمی ہوں اور آریہ ہوں میں سمجھتا ہوں کہ گرنتھ اور گنگا اٹھانے سے کچھ نہیں ہو گا مگر قرآن کی قسم میں نے نہیں کھائی کیونکہ میں نے تباہ نہیں ہونا چنانچہ اس نے قسم نہیں کھائی۔

اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں ہوں آپ پر آپ نے ارشاد فرمایا غور کریں ایک ہندو آریہ اور ہر قسم کی بدمعاشی کرنے والے کا قرآن کے متعلق یہ عقیدہ کہ میں اگر قرآن کی قسم اٹھاؤں گا تو تباہ ہو جاؤں گا جبکہ ہمارے ہاں عدالتوں میں قرآن کے ساتھ کیا کیا نہیں ہوتا۔ ہم نے قرآن کے ساتھ جو مذاق روا رکھا ہے اگر اس سے رجوع نہ کیا تو یہ ہماری معاشرتی اور تمدنی تباہی کا باعث بنے گا یہ چشم پوشی اچھی نہیں۔

نوائے وقت میں دیت اور قصاص کے متعلق ایک مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولف نے یہی لکھا ہے کہ لوگوں کو اس کی پہلے افادیت بتائیں تاکہ وہ قانون دیت و قصاص سے کماحقہ' فائدہ اٹھائیں۔ مجھے مضمون پڑھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ ہمارے ہاں اسلامی قوانین کے متعلق ایک تبدیلی آ رہی ہے میں امید کرتا ہوں کہ چند سالوں میں بہت نمایاں تبدیلیاں رونما ہوں گی۔ آپ نے رخ تاباں میری جانب پھیرا اور ارشاد فرمایا برخوردار انشاء اللہ جب آپ کی اولاد جوان ہو گی تو ایسا نیکی کا دور ہو گا کہ برائی ڈھونڈنے سے نہیں ملے گی۔ جو حالات میرے سامنے آ رہے ہیں اس سے میں یہ نتیجہ نکالتا ہوں کہ یہ تبدیلی بہت جلد آنے والی ہے دیر اس بات کی ہے کہ ہم کب زار ہوشیار ہوتے ہیں۔

آپ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے میرے محبوب میں تیرے دین کو تمام ادیان پر غالب کروں گا اور ہمیں سینکڑوں سال دنیا میں ذلیل ہوتے ہوئے ہو گئے۔ آخر اس نے اپنا وعدہ بھی تو پورا کرنا ہے مجھے پوری امید ہے کہ یہ تبدیلی آ

کر رہے گی مگر پہلے پاکستان کے حالات کافی دگرگوں ہوں گے۔ پھر جب اچھے حالات آئیں گے تو لوگ کہا کریں گے کہ یہاں ایک برا آدمی رہتا تھا اور اس دور کے لوگ حیران ہوں گے مسلمان پہلے اتنے زیادہ تھے مگر کیسے کفار سے مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔

جادہ ۔ ۴۴

آپ پر اللہ تعالیٰ جل و علا شانہ' اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ مکتوبات شریف حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ' السامی کے درس سے فارغ ہوئے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ سالک کے احوال پر دوسرے سلاسل کے بزرگ بھی اپنی نگاہ لطف و عنایت ڈالتے رہتے ہیں چار سلاسل میں کسی طرح کی دوری مجھے تو معلوم نہیں ہوئی۔ یہ سلاسل مختلف طبائع اور رجحان کی وجہ سے وجود میں آئے ہیں باقی سب ایک ہی گلدستے کے پھول ہیں۔

میں ایک بار طبیعت کی اداسی کی وجہ سے صاحب جود و کرم حضرت محمد طاہر بندگی قادری نقشبندی قدس سرہ' کے روضہ اقدس واقعہ قبرستان میانی صاحب چلا گیا وہاں مجھے سجادہ نشین شریف شاہ کے بھائی بشیر شاہ سہروردی جو قطب العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ' کے مرید تھے ملے میں کچھ دیر ان کے پاس بیٹھ گیا اور ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا۔ ان سے ملنے کے بعد میں حضرت قبلہؒ کے روضہ پر حاضر ہوا۔ تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا اسے کہو کہ باہر نکل جائے اور پردہ کرے۔ میں نے ادھر ادھر دیکھا تو پتہ چلا کہ میرے پیچھے ایک بے پردہ عورت بیٹھی تھی میں نے اسے کہا بی بی تم صاحب مزار کو مردہ سمجھ کر آئی ہو یا زندہ اس نے کہا زندہ۔ میں نے کہا پھر ان سے پردہ کرو آپ فرماتے ہیں کہ اسے کہو کہ پردہ کیا کرے اور باہر جا کر بیٹھے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا سراج العارفین حضرت شیخ الشیوخ قدس سرہ' نے عوارف المعارف میں فرمایا ہے کہ "ملامتی درویش بہت آگے کے بندے ہوتے ہیں صاحب ارشاد درویش ان کے قریب سے بھی نہیں گزرتے" اب دیکھیں مکتوب شریف میں جو فرمایا ہے کہ صاحب ارشاد کو چاہیے

کہ ملامتی طرز اختیار نہ کرے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عوام برگشتہ نہ ہوں کیونکہ صاحب ارشاد نے ہر آنے والے کی طبیعت اور میلان کے مطابق بات کرنی ہوتی ہے اور ملامتی نے اپنی مرضی کے مطابق۔ عوام صاحب ارشاد کو دیکھ کر آگے بڑھتے ہیں جبکہ ملامتی کو دیکھ کر مخصوص سنجیدہ طبقہ ترقی کر سکتا ہے۔

ملامتی عبادات اور تقوی میں بہت بلند ہوتے ہیں یہ جو ہمارے دور میں لنگوٹ پوش اور زلف دار ملامتی پیدا ہو گئے ہیں یہ تصوف و عرفان پر ایک دھبہ ہیں۔ متقدمین و متاخرین صوفیائے کے یہ گرد پا کے برابر بھی نہیں۔ آپ نے ایک آہ سرد بھری اور بڑے افسوس سے فرمایا شاہ جی کس قدر دور انحطاط دیکھنے کو مل رہا ہے یہ لوگ تو وضو کرنے سے بھاگے ہوئے ہیں اس دور میں شاید ہی کوئی صحیح ملامتی درویش ہو۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا عارفین کی ریا عام ولی کی عبادت سے بھی افضل ہوتی ہے غریب نواز حضرت مجدد صاحب قدس سرہ' اللہ تعالیٰ آپ کی قبر نور سے منور فرمائے نے بہت خوبصورتی سے اس ریا کی تعریف فرمائی ہے اس ریا کا اثر سالکین پر ہوتا ہے وہ دیکھتے ہیں کہ حضرت شیخ کس قدر انہماک سے ذکر و فکر کرتے ہیں کسی تنگی وقت کا ان پر اثر نہیں ہوتا اس لئے ان میں آگے بڑھنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے اور یاد رکھیں سالک کو سب سے پہلے یہ جذبہ ہی عطا ہوتا ہے اور وہ اسی کے سہارے قوت قلب حاصل کرتا ہے۔ اور رہا عارف کا تعلق تو وہ ان سب باتوں سے بہت افضل ہوتا ہے۔

جادہ - ۴۵

اپنے مربی و سردار قبلہ گاہی قدس سرہ' کی قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا بیٹا کیسے حال میں ہو میں نے عرض کی حضور کی کرم گستری سے اچھے دن گزر رہے ہیں۔ فرمایا بیٹا اس دنیا میں سالک کو اس طرح رہنا چاہیے جیسے مرغابی ہر وقت پانی میں رہتی ہے مگر جب اڑتی ہے تو اس کے پر خشک ہوتے ہیں۔ علامہ اقبال نے اسی مضمون کو اس طرح شعر میں نقل کیا ہے کہ۔

برنگ بحر ساحل آشنا رہ
کف دریا سے دامن کھینچتا جا

میں چونکہ ان دنوں بیمار تھا اس لئے میری بیماری کے متعلق ارشاد فرمایا کہ بیٹا بیماریاں' دکھ تکلیف کوچہ جاناں کا تحفہ ہیں درویش کو اگر یہ نہ ہوں تو درویش آپے سے باہر ہو جائے دیکھو فرعون کو ساری زندگی کبھی سر درد بھی نہیں ہوئی تھی انجام کار ان میں ایسی انا پیدا ہوئی کہ خدا بن بیٹھا۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں شفا عطا فرمائے۔ جب شفا آئے گی تو اس چیز سے آئے گی جو چیز آج تمہارے لئے ضرر رساں ہے اپنے لئے یہ دعا کیا کرو کہ اے میرے مالک مجھے جس راستے کے لئے پیدا فرمایا ہے اس راستے کو مجھ پر آسان فرما دے تاکہ اسی میں خلاصی ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا بیٹا فرائض کی پابندی کیا کرو کوشش کیا کرو کہ سنتیں بھی قضا نہ ہوں کیونکہ سنتیں حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا قلادہ ہیں غلام کو اپنی غلامی کا اظہار کرتے رہنا چاہیے۔ نماز فجر کے بعد تلاوت کلام پاک کیا کرو کیونکہ اس وقت تلاوت کا حکم خود قرآن نے دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ "ان قرآن الفجر کان مشھودا"
(صبح کو تلاوت کرو کہ اس وقت فرشتوں کا نزول ہوتا ہے۔

ہمارے سلسلہ سہروردیہ کی تعلیمات میں مرکزی حیثیت تلاوت قرآن کریم اور درود شریف کو ہے۔ ایک دفعہ میں حضرت قطب العالم قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر تھا آپ کے پاس ایک آدمی فراخی رزق کے لئے حاضر ہوا آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبح کو درود شریف وظیفہ کے طور پر نہ پڑھا کرو بلکہ رات کو عشاء کے بعد پڑھا کرو تمہارا رزق کا مسئلہ حل ہو جائے گا اس آدمی کے سامنے ہی آپ نے ارشاد فرمایا کہ صبح کو درود شریف "سقا" پڑھنے سے رزق کی تنگی ہوتی ہے دوسرا درود شریف روشنی ہے اور روشنی کی ضرورت رات کو زیادہ ہوتی ہے۔

جادہ - ۴۶

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ نے شفقت فرماتے ہوئے دوست احباب اور اہل و عیال کے حال و احوال دریافت فرمائے میرے عرض کرنے پر آپ دعا گو ہوئے۔ بعد ازاں سگ درگاہ سے دریافت فرمایا کہ ہم کس طرح کافر و مشرک کو خدا کی وحدانیت کی تبلیغ کریں گے یا اگر کوئی کیمونسٹ آپ سے سوال کرے کہ آپ خدا کو کیوں مانتے ہیں تو اس کا آپ کیا جواب دیں گے؟

میرے علاوہ اس محفل میں عزیزان محترم محمد سبحان' ملک بشیر احمد اور میاں عزیز تشریف فرما تھے۔ ہماری خاموشی دیکھتے ہوئے آپ نے خود ہی ارشاد فرمایا کہ دنیا میں کفار کے کئی ایک مذاہب ہیں کوئی ۳۶۰ خداؤں کو مانتے ہیں کوئی پچاس کو کوئی کم کو کوئی زیادہ کو مگر مسلمان صرف ایک خدا کو مانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس کی صفات عالیہ میں سے کسی بھی صفت کی انتہا نہیں۔ وہ دس ہزار سال پہلے بھی رزق عطا کر رہا تھا آج بھی دے رہا ہے اور آئندہ بھی دیتا رہے گا۔ علی ھذا القیاس رزق کے بارے ارشاد فرمایا کہ رزق میں کھانے کے علاوہ باعزت' کپڑا اور رہائش بھی شامل ہے باقی سامان تعیش اس میں شامل نہیں۔ ہاں ایک سوال یہاں یہ ابھر سکتا ہے کہ خداوند ذوالجلال کے ہاں تو کسی چیز کی کمی نہیں اور وہ ہر ایک ذی روح کے رزق کا کفیل بھی ہے مگر پھر بھی لوگ بھوکے مر رہے ہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ انسانوں کی انتظامی نا اہلی ہے کیونکہ کئی جگہ اتنا وافر رزق ہوتا ہے کہ اسے ختم کرنا وبال جان بن گیا ہے۔

بلتستان سے میرے ایک دوست تشریف لاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ وہاں اتنا وافر پھل ہوتا ہے کہ منوں کے حساب سے ہر سال ضائع کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح کئی ممالک میں بہت وافر کھانے کی اشیاء ہیں جو ضائع ہو جاتی ہیں۔ تو پتہ یہ چلا کہ وہ تو رزاق متین ہے وہ ہر دابتہ الارض کے رزق کا کفیل ہے مگر ہماری انتظامی کمزوریوں کی وجہ سے رزق کی تنگی واقع ہو جاتی ہے۔

بارشوں کے نہ ہونے کی وجہ سے یا جنگ و جدال کی وجہ سے بعض علاقوں میں قحط سالی کا دور آ جاتا ہے حالانکہ وہ علاقے زرخیز علاقے ہوتے ہیں یا وہاں وسائل کی قلت

نہیں ہوتی۔ اس کی دو وجوہات جو میری ناقص عقل میں آئیں ہیں وہ یہ ہیں۔ اول جنگ کی بات' تو لبنان کی مثال آپ لے لیں وہاں احکام الٰہی کی نافرمانی اسقدر تھی کہ اللہ کی پناہ۔ نائٹ کلب' شراب خانے عام تھے میرے ایک دوست جو پی آئی اے میں ملازم ہیں انہوں نے وہاں کے جو حالات مجھے بتائے ہیں وہ سن کر میں کئی سال پیشتر سے یہ اندازہ لگائے بیٹھا تھا کہ وہاں کوئی آفت ضرور نازل ہو گی اور بصورت دیگر خانہ جنگی نازل ہو گئی۔ دوسرا بارشوں کا نہ ہونا تو اسے بھی اسی پر قیاس کر لیں۔ در اصل یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تازیانے ہیں جو بصورت قحط و جدال ہمیں گرفت میں لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھیں۔

بات کو آگے بڑھاتے ہوئے سگ درگاہ نے اس موقع پر خدمت اقدس میں عرض کیا کہ سرکار حضرت عمرؓ کے زمانے میں جو قحط آیا تھا اس کے بارے آپ کی رائے کیا ہے اور دوسرا اس بارے آپ کی کیا رائے ہے کہ تابعدار کو بھی تکلیف آتی ہے اور مخالف کو بھی پھر دونوں کے بارے میں ہم کیا کہیں گے۔

اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم آپ پر دراز فرمائے آپ نے اپنا رخ انور میری جانب پھیرا اور متبسم ہو کر فرمایا کہ نافرمان پر جب تکلیف آتی ہے تو وہ مادی ذریع ڈھونڈتا ہے اس طرح اس کی تکلیف لمبی ہو جاتی ہے جبکہ تابعدار کا رجوع اپنے مالک کی طرف مزید ہو جاتا ہے اور اس کے لئے وہ تکلیف راحت اور ترقی کا باعث بنتی ہے۔

جہاں تک حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں قحط کا معاملہ ہے اس پر بھی غور کریں تو ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ایسے حالات میں کیسے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنی ہے اور کیسے انتظام کرنا ہے۔ اسی طرح اللہ کے ایک نبی حضرت یوسف علیہ الاسلام کے زمانے میں بھی قحط پڑا تھا۔ اس وقت جو حسن تدبیر آپ نے اختیار کیا وہ ہمارے لئے مشعل راہ ہے آپ نے بالیوں میں ہی گندم کے دانے رہنے دیئے اس طرح کئی سال تک گندم محفوظ رہی جبکہ آج کے زمانے میں کثیر رقم صرف گندم کو محفوظ کرنے پر خرچ ہو جاتی ہے کئی طرح کے کیمیکل اس کو لگائے جاتے ہیں جس سے وہ انسانی صحت کے لئے زر رساں ہو جاتی ہے مگر جو طریقہ اللہ تعالیٰ کے نبی علیہ الاسلام

نے استعمال کیا اگر ہم وہ اپنا لیں تو اس میں ہمارے لئے کتنے فائدے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ قرآن ترجمے کے ساتھ پڑھیں اور ساتھ تفسیر کا مطالعہ بھی کریں ہمیں زندگی کے ہر پہلو کے بارے قرآن کریم میں ہدایات مل جاتی ہیں مگر افسوس کہ ہم نے قرآن کو چھوڑ کر اپنے ساتھ بہت بڑی زیادتی کی ہے۔ عوام تو کجا آج صوفی حلقوں میں بھی قرآنی مسائل بہت کم توجہ پاتے ہیں اگر ذکر ہے تو کشف و کرامات کے دہرانے کا تاکہ مریدوں پر دھاک بیٹھے عصر حاضر کے مسائل کیا ہیں اور ان کے تقاضے کیا ہیں قرآن میں اس کے کیا احکامات ہیں' کیا حل ہیں ان کے بارے ہم بہت کم سوچتے ہیں اور بہت کم تبادلہ خیال کرتے ہیں۔

حضرت قبلہ گاہیؒ امت رسول اللہ ﷺ کی ان باتوں پر اظہار تاسف فرماتے ہوئے آب دیدہ ہو گئے اور آپ نے رندی ہوئی آواز میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت شیخ الاسلامؒ کی قبر نور سے بھرے۔ آپ کی محفل میں اکثر عصری مسائل پر قرآن و حدیث کی روشنی میں گفتگو جاری رہتی۔ ایک دفعہ درمیان گفتگو میں نے کسی بات کا سہارا لے کر اپنے کسی مسئلہ کا حل دریافت کیا تو آپ نے مجھے ٹوکا اور ارشاد فرمایا! میرے پاس جتنی دیر بیٹھو میری باتیں غور سے سنو اپنے بارے کسی مسئلہ پر گفتگو کرنا چاہو تو گھر پر کیا کرو یعنی میرے لئے ایک کشفی در بھی کھول دیا اور توجہ اس امر کی طرف دلائی کے ذاتی مسائل سے نکل کر اجتماعی مسائل کی فکر کرو۔

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ' نے دوبارہ روئے سخن میری عرض داشت کی جانب پھیرا اور فرمایا کہ بیٹا یاد رکھیں ہر تکلیف کا حل اسی ذات باری تعالیٰ کے پاس ہے جو ہمارا خالق و مالک ہے عام آدمی کو جب تکلیف آتی ہے تو اس کا رجحان مادی وسائل کی طرف ہوتا ہے جبکہ تابعدار کو تکلیف آتی ہے تو اس کا رجوع اپنے مالک کی طرف اور زیادہ ہو جاتا ہے۔ آپ کو یاد ہو گا چند ماہ بیشتر جب مجھے بخار چڑھا تھا تو بخار ۱۰۴ درجے تک چلا جاتا تھا مگر اترتا تھا تو میں دوکان پر آجاتا تھا یا آپ کو لے کر حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے مزار اقدس پر چلا جاتا تھا حالانکہ مجھ جیسے بوڑھے آدمی کو اتنا بخار چڑھے اور اسے کمزوری نہ ہو یہ کیسے ممکن ہے۔ شیطان ہر اس آدمی کی راہ میں روڑے اٹکاتا

روڑے اٹکاتا ہے جو اپنے مالک کی تابع داری اختیار کرے مگر مالک اس کی رکھوالی کرتا ہے اسی کشمکش سے جب وہ سرخرو ہو کر نکلتا ہے تو پھر وہ اس عقاب کی مانند ہو جاتا ہے جسے بھوکا پیاسا رکھ کر ایسی ٹریننگ دی جاتی ہے کہ وہ بادشاہ کے ہاتھ پر بیٹھنے کے قابل بن جائے۔

کرب و ابتلا بندے کے جواہر کو نکھار دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کسی بندے کی وسعت سے زیادہ اسے تکلیف نہیں دیتے۔ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعها لها ما کسبت و علیها ما اکتسبت (ہم کسی پر اس کی وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے اور ہاں جس پر مصیبت ڈالتے ہیں وہ اس کے افعال کی وجہ سے ہی ہوتی ہے) یعنی وہ انسان یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسے تکلیف دی جائے جیسے چور چوری کرتا ہے تو اپنے اس عمل سے مصیبت میں پڑتا ہے جبکہ تابعدار اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت کا دعویدار ہوتا ہے تو اس کا یہ عمل اس امر کا متقاضی ہوتا ہے کہ اسے پختہ کرنے کے لئے کرب و ابتلا سے گزارا جائے تاکہ وہ ہر حال میں اپنے دعوی کے مطابق عمل کی کھٹالی میں گھلتا رہے اور عمل ایک ایسا فعل ہے جس کی بنیاد اگر اخلاص پر قائم ہو تو قرب کا باعث ہے ورنہ ایسی نمازیں بھی تو ہیں جو پڑھی جاتی ہیں مگر فرمان شارع علیہ الاسلام کے مطابق وہ نمازی کے منہ پر واپس ماری جائیں گی۔

اس موقع پر حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ' نے تمام شرکا مجلس کو مخاطب فرماتے ہوئے فرمایا کہ یاد رکھیں کہ شیطان ہر ایک کو نہیں ڈگمگاتا بلکہ کسی مخلص اور نیک کے درپے ہوتا ہے اور اگر وہ ثابت قدم رہے تو مالک کائنات کا ارشاد ہے۔ "ثم ننجی رسلنا والذین امنوا کذلک حقا علینا ننج المومنین" ہم پر آشوب دور میں اپنے رسولوں کو بچاتے ہیں اور ہم پر فرض ہو جاتا ہے کہ ان کو بھی بچائیں جو ان کے سچے تابعدار ہیں) ادھر شیطان زور لگاتا ہے ادھر اللہ کی رحمت اسے پر آشوب حالات سے نکال لے جاتی ہے اگر ایسا نہ ہو تو کسے پڑی ہے کہ وہ تابعداری اختیار کرے۔

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ' نے اپنی بات بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ میں آپ کو

بتاتا ہوں کہ چند ماہ پیشتر مجھے جو مہینہ بھر سخت بخار چڑھا اس کی وجہ کیا تھی۔ ۱۹۴۰ء
کے قریب میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کے ساتھ دھرم سالہ (بھارت) گیا ہوا تھا
مجھے یاد ہے اس زمانے میں وہاں اٹلی کے قیدی پول کیمپ میں آئے ہوئے تھے۔ وہاں
میں نے ایک خواب دیکھا جس میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم مجھے چار طرح کے
مکھن کھلا رہے ہیں صبح حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں عرض کیا تو آپ
نے فرمایا کہ تمہیں چاروں سلاسل سے فیض حاصل ہو گا اور دوسرا تم اپنے (روحانی)
خاندان کے سربراہ ہو گے۔ وقت گزرتا گیا چند ماہ پیشتر میں خیال کیا کرتا تھا کہ قادری
سلسلہ کا فیض تو مجھے بچپن میں حضرت چن پیر قادریؒ (سیالکوٹ) کے توسل سے مل گیا
تھا۔ نقشبندی سلسلے کا فیض بواسطہ حضرت باقی باللہ قدس سرہ' مل گیا ہے۔ سہروردی
نسبت مجھے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' سے حاصل ہے اب چشتی سلسلہ رہ گیا۔ میں
بڑھاپے میں پہنچ گیا ہوں نہ جانے یہ کب حاصل ہو گا یہ بات ابھی میں نے چند ایک بار
ہی سوچی کہ میرے ایک دوست ظہور احمد قریشی زاد لطفہ نے ایک ملاقات میں اپنے
مرشد سید فیض احمدؒ صاحب کے اسباق کے بارے میں بتایا تو مجھے خیال آیا کہ یہی سبق
حضرت قطب الاقطاب بختیار الدین کاکی اوشی قدس سرہ' کا ہے اور میں بھی یہی پڑھتا
ہوں جبکہ ہم تینوں میں سائیں فیض صاحب ؒ شریعت کی مطابعت میں سخت کوش
نہیں اور ان کے متعلق ظہور احمد قریشی زاد لطفہ' بھی ایسی ہی باتیں بتاتے ہیں۔ اسی
سوچ بچار کا نتیجہ یہ نکلا کہ میں نے ایک دن یہی بات حضور داتا صاحب قدس سرہ' کی
بارگاہ میں عرض کی بس پھر کیا تھا ایک بہانہ بنا اور مجھے سخت بخار نے آگھیرا چند دن بعد
برادرم ظہور قریشی میری عیادت کے لئے آپ کے (راقم السطور) ساتھ آئے تو انہوں
نے کہا کہ سائیں فیض صاحب نے کہا ہے کہ بھائی نذیر ایک کٹھالی میں پڑ گیا ہے اب
کندن ہو کر نکلے گا انہیں میرا سلام کہنا۔

چند ہفتے بخار چڑھنے کی جو تکلیف میں نے اٹھائی اللہ کی پناہ ۱۰۴ سے ۱۰۶ درجے
بخار اوپر سے گرمیوں کے دن اور ساتھ ہی میرے معالج نے دیسی انڈے کھلانے شروع
کر دیئے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کئی دن میں کچھ کھا پی نہ سکا۔ ان تکالیف کا ذکر کرتے

ہوئے آپ نے فرمایا کہ یہ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہوتا ہے کہ آدمی ثابت قدم رہے
بندے کی کیا مجال ہے۔ خیر آخر کار جب یہ معاملہ حل ہوا تو میں نے دیکھا کہ قطب
الاقطاب بختیار الدین کاکی اوشی ؒ جس مقام پر ہیں اس کے قریب میں اپنے آپ کو
دیکھ رہا ہوں اور اپنے مقام کو بھی دیکھ رہا ہوں جبکہ حضرت سائیں فیض صاحب ؒ
تیسرے نمبر پر ہیں۔ یہ سب حضرت قطب صاحب قدس سرہ' کا فیض ہے کہ انہوں نے
اپنے فیض سے میرے ذہن کے سوال کو حل فرما دیا۔ تو برخوردار یہ سب معاملات اللہ
تعالیٰ کی طرف سے ہیں وہ جب چاہتا ہے جس کسی سے جس طرح کے معاملات دنیوی یا
روحانی ہوں حل فرما دیتا ہے۔

جادہ ۔ ۴۷

میں اپنے بڑے ہی عزیز دوست مولانا غلام حسن حسو سلمہ' تعالیٰ (جو عربی فارسی
زبان و ادب کے محقق ہونے کے علاوہ تاریخ نویس بھی ہیں اور ان کا تعلق بلتستان
کے ایک شہر خپلو سے ہے' کے ساتھ حضور والا قدس سرہ' کی خدمت اقدس میں حاضر
خدمت ہوا۔ برادر طریقت مولانا غلام حسن سلمہ' تعالیٰ پچھلے کئی سالوں سے اپنے علمی
مشاغل کی وجہ سے لاہور آتے ہیں تو میرے ہاں قیام پذیر ہوتے ہیں۔ جب بھی میں
حضرت قبلہ گاہی ؒ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہوں تو وہ بھی میرے ساتھ آپ کی
خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ گو برادرم غلام حسن سلمہ' کی عقیدت کبروی سلسلہ کے
مشہور شیخ حضرت میر سید محمد نور بخش قدس سرہ' کے سلسلہ نور بخشیہ سے ہے۔ پھر بھی
وہ دوسرے سلاسل تصوف سے بھی استفادہ کرنے کے قائل ہیں اگرچہ وہ آپ کی
بیعت کر کے حلقہ مریدی میں داخل تو نہیں ہوئے تاہم وہ حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کو
اپنے شیخ کی نظر سے دیکھتے ہیں گاہے بگاہے آپ سے سبق اسباق بھی لیتے رہتے اور
تصوف و عرفان سے متعلق اپنے اشکال دور کرنے کے لئے حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ'
کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ درج ذیل گفتگو سلسلے کی ایک کڑی ہے۔

برادرم غلام حسن سلمہ' تعالیٰ نے عرض کی کہ حضور جب سے آپ کے بتائے

ہوئے سبق پر عمل کر رہا ہوں طبیعت میں سوز و گداز ختم ہو گیا ہے بلکہ ایک بے کلی سی رہنے لگ گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائیں۔ آپ نے فرمایا بیٹا وہ ابتدائی سوز و گداز تھا جس سے آپ کو نکال دیا گیا ہے تاکہ آپ آگے بڑھیں۔ اگر اسی کیفیت کو ہی پختہ کر دیا جائے تو آپ کی روحانی ترقی رک جائے گی آپ نے آب دیدہ ہو کر فرمایا یاد رکھیں سالک کو جو سوز و گداز درکار ہوتا ہے وہ سرکار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے قرب کا ہوتا ہے اور اس منزل میں جو حلاوت و برودت ہے وہ دائمی ہوتی ہے۔ برخوردار اس کی تلاش و جستجو کرو۔ تمہاری منزل یہ ہونی چاہیے نہ کہ وہ جس کا ذکر تم کر رہے ہو۔

سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا بیٹا نماز عشاء کے بعد جس طرح آپ کو درود شریف پڑھنے کا کہا ہے آپ اس کو جاری رکھیں اور کثرت سے درود پاک پڑھیں۔ مسجد میں پڑھیں تو بہت بہتر ہے اس میں پاکیزگی زیادہ ہوتی ہے۔

برادرم غلام حسن سلمہ' نے مجاہدے اور مشاہدے کے بارے سوال کیا کہ اس کے بارے میں آپ کچھ ارشاد فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل وکرم دراز فرمائے' آپ نے ارشاد فرمایا کسی کام کو تسلسل سے قائم رکھنے کے دوران آنے والی مشکلات کو برداشت کرتے ہوئے جاری رکھنے کو مجاہدہ کہتے ہیں۔ جیسے آپ گھر سے مجھے ملنے کے لئے چلے' راستے میں تکلیف اٹھائی' پیٹرول ضائع کیا اور ایک وقت کے بعد یہاں پہنچے۔ اور اگر میں کہیں کام سے گیا ہوتا تو آپ دوبارہ تشریف لاتے اور دوبارہ تکلیف اٹھاتے اس سارے عمل کو مجاہدہ کہیں گے اور جب مجھ سے ملاقات ہو گئی اور اب آپ میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ مجھ سے سوال جواب کر رہے ہیں تو یہ مشاہدہ ہے۔ یعنی مشاہدے سے پہلے مجاہدہ ہے۔ مشاہدے کی کئی قسمیں ہیں ابتدائی مشاہدہ کچھ اور ہے اور آخری یا اگلے مقامات میں مشاہدہ کچھ اور ہے۔ میرے دادا پیر قطب العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی نور اللہ مرقدہ نے کئی دفعہ ہاتھ کا اشارہ کرتے ہوئے فرمایا "بھئی یہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ

ہے کہ یہ بہت آگے کے مقامات کا مشاہدہ ہے۔

میرے قبلہ گاہی نے بات بڑھاتے ہوئے ارشاد فرمایا اسی ذیل میں کشف بھی آتا ہے۔ کشف' الہام اور القا۔ یہ علم وحی کی تفصیل ہے جو ہر قوم اور رنگ و نسل میں کسی نہ کسی انداز میں موجود ہے اس میں پاکیزگی قلب' معاملے میں توجہ کو مرکوز کرنا اور نفس کشی کا عمل دخل زیادہ ہے۔ کشف بھی مقام کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ یعنی اطلاعات کی سچائی کا تعلق قلب کی پاکیزگی سے زیادہ ہے۔ اس میں اکثر سالک پھنس جاتے ہیں اور غلط ہو جاتے ہیں۔

برادر عزیز غلام حسن زاد اللہ شرفاہ نے یہ تمام باتیں بڑے غور سے سنیں اور مودبانہ عرض کیا کہ سرکار مجھے کوئی خصوصی وظیفہ یا سبق بتائیں۔ جسے میں روزمرہ کا معمول بناؤں۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے۔ آپ مسکرائے اور فرمایا درویشی میں ہر عمل ہی ضروری ہوتا ہے۔ ابھی آپ اس طرف توجہ نہ دیں کیونکہ اس کے لئے یکسوئی کی بہت ضرورت ہوتی ہے۔ جس سے آپ کے تمام علمی کام رک جائیں گے۔ فی زمانہ آپ تصور شیخ کی طرف زیادہ توجہ دیں یہ آپ کے لئے بہت ضروری ہے کیونکہ آپ کی جتنی توجہ میری جانب ہو گی اتنی ہی میری توجہ کام کرے گی۔ جس سے آپ کے باطنی معاملات تیزی سے سدھر جائیں گے۔ میری دانست میں آپ دونوں کام یعنی علمی اور روحانی آہستہ آہستہ کرتے رہیں تاکہ اس راستے میں جو تکالیف آتی ہیں وہ کم آئیں میں ایسے ہی طریقے سے آپ کو چلانا چاہتا ہوں بشرطیکہ آپ اس کے لئے کمر بستہ رہیں۔ بقول اقبال۔

برنگ بحر ساحل آشنا رہ
کف دریا سے دامن کھینچتا جا

اگر اس چیز پر کار بند رہیں گے تو بہت ترقی کریں گے۔ میں نے سنا ہے کہ آپ کے علاقے میں فرقہ وارانہ گندگی ہے آپ شیعہ' سنی جھگڑے میں نہ پڑیں بات دلیل سے اور احسن طریق سے کریں ورنہ بحکم قرآن قالوا سلاما کہہ دیں آپ اپنے آپ

کو سلوک کے راستے کا شناور بنائیں اور پختہ کار بنیں۔ کیونکہ جب آپ کی سچائی اور محبت بھرا عمل لوگ دیکھیں گے تو متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ اگر آپ مشاہدہ چاہتے ہیں تو مجاہدہ کریں اس میں آسانی نہ ڈھونڈیں کم از کم ۵۰۰ دفعہ درود پاک پڑھیں' صبح شجرہ شریف پڑھیں اور اپنے معاملات خط میں لکھ کر روانہ کرتے رہا کریں۔ اور ہاں کسی پر تکیہ نہ کریں اس راستے میں خود داری بہت ضروری ہے۔ اگر ان امور پر کار بند رہیں گے تو بہت ترقی کریں گے انشاء اللہ میری دعائیں ہر لحظہ آپ کے ساتھ ہیں اور رہیں گی۔

جادہ ۔ ۴۸

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا۔ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہو آپ پر' آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ میرا ایک بچہ بیمار ہو گیا۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر ہوا' بچے کی بیماری کا عرض کیا اور ساتھ ہی تعویذ کی درخواست کی آپ نے ارشاد فرمایا' کل آنا۔ دوسرے روز حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ قطب العالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گجرات چلے جاؤ۔ میں گجرات پہنچ گیا جب آپ قدس سرہ' کی خدمت میں تعویذ کے بارے میں استفسار کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا' ایسا کرو لاہور چلو میں بھی آ رہا ہوں وہیں تمہیں تعویذ بھی دے دوں گا میں اجازت لے کر رخصت ہوا اور لاہور آ گیا۔

ان تین چار دنوں میں میرے گھر کے سارے افراد بیمار ہو گئے۔ اگلے روز جب حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی خدمت میں حاضر ہوا تو قطب العالم قدس سرہ' بھی گجرات سے تشریف لا چکے تھے آپ کی خدمت میں میں نے پھر تعویذ دینے کے بارے میں عرض کی آپ نے ٹالتے ہوئے اگلے روز آنے کے لئے کہا میں نے جل بھن کر عرض کی' سرکار میرے ہاتھ میں یہ جو شیشی ہے یہ میری اپنی دوا ہے گھر میں سب بیمار ہیں ہو سکتا ہے کل میں بھی حاضر نہ ہو سکوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی قبر نور سے منور فرمائے' آپ نے ارشاد فرمایا تم نے یہ کیا تعویذ تعویذ کی رٹ لگا رکھی ہے تعویذوں

فرمائے' آپ نے ارشاد فرمایا تم نے یہ کیا تعویذ تعویذ کی رٹ لگا رکھی ہے تعویذوں
میں کیا پڑا ہے میں نے عرض کیا! سرکار تو پھر آپ سارا دن سائلین کو کیا دیتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا' یہ تعویذ جو میں لوگوں کو دیتا ہوں' دراصل ان کو اپنے سے دور رکھنے کی ترکیب کرتا ہوں اگر ایسا نہ کروں تو یہ مجھے اٹھا کر لے جائیں۔ چونکہ میں عوام کی اکثریت کو اپنے قریب لانا پسند نہیں کرتا اس لئے انہیں تعویذ دے کر دور کر دیتا ہوں۔ جاؤ تمہارے لئے کوئی تعویذ نہیں۔

اگلے دن قریباً" گیارہ بجے میں قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا کہ جب اس آیت پر پہنچا :

و قولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله و ما قتلوه و ما صلبوه ولكن شبه لهم و ان الذين اختلفوا فيه لفى شك منه ما لهم به من علم الا اتباع الظن و ما قتلوه يقينا

ترجمہ: اور کہا کہ ہم نے عیسیٰ مسیح ابن مریم' رسول اللہ کو قتل کر ڈالا۔ حالانکہ (واقعہ یہ ہے کہ) نہ تو انہوں نے ان کو قتل کیا اور نہ سولی ہی پر چڑھایا' بلکہ حقیقت ان پر مشتبہ ہو گئی اور جن لوگوں نے اس بارے میں اختلاف کیا تو بلاشبہ وہ بھی اسکی نسبت شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے پاس صحیح علم تو ہے نہیں محض گمان کی پیروی ہے۔ ان لوگوں نے عیسیٰ کو یقیناً قتل نہیں کیا۔ (النساء ۱۵۷)

تو میں نے دیکھا کہ حضرت مسیح علیہ الصلوۃ و السلام تشریف لائے ہیں۔ چونکہ میں ان آیات کی تلاوت کر رہا تھا جو آپ کے متعلق تھیں میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا حضور آپ کی قوم آپ کے قتل کے متعلق جو کہتی ہے قرآن اس کی تردید کر رہا ہے' آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن نے جو کہا ہے سچ کہا ہے۔ اصل حقیقت یہی ہے کہ میری تشبیہ کسی اور شخص پر اللہ جل و علا شانہ' نے ڈال دی اور اسے ہی مصلوب کر دیا گیا' جبکہ مجھے آسمان پر اٹھا لیا گیا۔

آپ کے تشریف لے جانے کے بعد میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ گھر میں تو مسیح آ گئے ہیں' پھر دوا کیوں لائی جائے۔ میں اٹھا اور قبلہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی

خدمت میں قلعہ گوجر سنگھ چلا گیا اور آپ کی خدمت میں تمام واقعہ عرض کیا آپ نے
ارشاد فرمایا' تو پھر تم اس سے کیا سمجھے ہو۔ میں نے عرض کی کہ حضور اس سے میں یہ
سمجھا ہوں کہ گھر میں خود حضرت مسیح علیہ السلام تشریف لے آئے ہیں تو اب دوا کی
کیا ضرورت باقی رہی۔ آپ نے فرمایا' شاباش تم صحیح سمجھے ہو۔ کچھ دیر بعد حضرت شیخ
الاسلام قدس سرہ نے ارشاد فرمایا' میرے ساتھ چلو۔ میں آپ کے ساتھ ہو لیا۔ آپ
مزنگ میں اپنے مرید با اخلاص حکیم مودود سہروردیؒ کے ہاں گئے انہوں نے بھی آپ کی
خدمت میں عرض کیا کہ میں نے آج حضرت مسیح علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔

واپسی پر میں جب اجازت لے کر گھر پہنچا تو دیکھا کہ میرے تمام گھر والے
تندرست ہو چکے تھے۔

اس کے بعد گفتگو قناعت اور صبر کے بارے میں ہونے لگی۔ اللہ تعالیٰ آپ پر
اپنا فضل و کرم دراز فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ قناعت کا مطلب یہ ہے کہ جو
تھوڑا بہت ملا اسی پر خوش رہے یعنی نہ ہوا تو بھی خوش اور اگر ہوا تو بھی خوش' مگر صبر
کا مطلب یہ ہے کہ سب کچھ حاصل ہو مگر استعمال نہ کیا جائے یعنی تصرف کی طاقت ہو
مگر سکوت اختیار کیا جائے اسی لئے قناعت کا کوئی اجر و ثواب نہیں مگر صبر کا بدلہ بلندی
درجات ہے۔

اسی ضمن میں آپ نے فرمایا کہ دو درویش آپس میں ملے تو ایک نے دوسرے
سے پوچھا' سناؤ کیا حال ہے اس نے جواب دیا کہ مل جائے تو استعمال کر لیتا ہوں' نہ
ملے تو قناعت۔ پہلے نے جواب دیا کہ یہ حال تو میرے شہر کے کتوں کا بھی ہے۔

جادہ ۔ ۴۹

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو حضرت ممدوح قدس سرہ' نے اپنے
ابتدائی حالات بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ابھی مجھے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' کی
خدمت میں آئے کچھ ہی عرصہ ہوا تھا کہ آپ نے مجھے حبس دم کا سبق دیا' جسے صبح
مسجد مولوی برکت علی صاحب (شاہ عالمی' نیا بازار لاہور) میں پڑھنا ہوتا اور شام کو نواحی

بستی فاروق گنج میں برلب ریلوے لائن حضرت مرتضیٰ احمد صاحبؒ جو نقشبندی بزرگ
تھے' ان کے مزار پر پڑھنا ہوتا۔ اس سبق پڑھنے سے میرے سر میں شدید درد ہونا
شروع ہو گیا ایک دن میں نے سر درد سے شفا کے لئے حضرت شاہ محمد غوث قادریؒ
کے مزار اقدس پر دعا مانگی کہ یا اللہ اس درد سے نجات عطا فرمایئے دوسرے دن میں
جب حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' العزیز کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد
فرمایا کہ کل کس مزار پر گئے تھے۔ میں کچھ گھبرا سا گیا کہ شاید کوئی غلطی سرزد ہو گئی
ہے میں نے عرض کیا کہ حضرت شاہ محمد غوثؒ کے مزار پر گیا تھا اور سر درد کے لئے دعا
بھی مانگی تھی۔

آپ نے فرمایا' جاؤ خوشی مناؤ انہوں نے تمہاری سفارش فرما کر حبس دم والا
سبق معاف فرما دیا ہے اور اس کے بدلے دوسرا وظیفہ پڑھنے کی اجازت دی ہے اس
کے ساتھ ہی حضرت قبلہ نے اپنی طرف سے اسمائے مہر نبوت پڑھنے کا حکم فرمایا جس
سے چند یوم کے بعد میرا سر درد جاتا رہا۔

انہی ایام میں ایک روز میں حضرت شیخ الاسلام قدس العزیز کی قدم بوسی کے لئے
قلعہ گوجر سنگھ حاضر ہوا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت قبلہ میاں صاحب جمال الحق
والدین گجرات سے تشریف لائے ہوئے ہیں' جاؤ پہلے ان کی دست بوسی کر آؤ۔ میں
وہاں سے نکلا اور سامنے والے مکان میں جہاں حضرت قطب العالمؒ تشریف فرما تھے حاضر
ہوا۔ دست بوسی کے بعد میں آپ ہی کی خدمت میں بیٹھ گیا آپ نے کمال شفقت
سے گھر کے احوال پوچھے' بیوی بچوں کی خیریت دریافت کی دوران گفتگو آپ نے
میرے متعلق کوئی بات کہی (جو مجھے اب یاد نہیں) جس کے جواب میں میں نے بڑی
عاجزی سے عرض کی' حضور آپ ہی نے اسے پورا کرنا ہے۔ میرے یہ الفاظ سن کر
آپ یک لخت جلال میں آ گئے اور فرمانے لگے نذیر کیا تم مجھے خدا سمجھتے ہو کہ میں نے
ہی اسے ٹھیک کرنا ہے یہاں سے نکل جاؤ ... میں غم و مایوسی کی حالت میں وہاں سے
اٹھا اور شیخ الاسلام (اللہ تعالیٰ آپ کی قبر کو نور سے منور فرمائے) کی خدمت میں حاضر
ہوا آپ نے جو مجھے یوں رنجیدہ حال دیکھا تو پوچھا کہ کیا بات ہوئی ہے میں نے تمام

واقعہ عرض خدمت کر دیا آپ اٹھے اور کہا' میرے ساتھ آؤ۔ میں آپ کے پیچھے ہو لیا آپ نے حضرت قطب العالم قدس سرہ کی خدمت میں مجھے پیش کیا اور کمال عاجزی سے عرض خدمت کی کہ حضور اس سے کیا قصور ہوا ہے آپ نے فرمایا قلندر علیؒ یہ مجھے خدا سمجھتا ہے۔ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے عرض کی کہ حضور کیا آپ نے اسے بتا دیا ہے کہ خدا کون ہے اگر اسے خدا کی پہچان کروا دی ہے اور یہ پھر بھی آپ کو ہی خدا سمجھتا ہے تو پھر آپ اسے ضرور باہر نکال دیں اور ساتھ اسے دوسرا ٹھکانہ بھی بتا دیں جہاں یہ چلا جائے حضرت قطب العالم ﷺ مسکرائے اور فرمایا' اسے یہاں چھوڑ جاؤ اور تم جاؤ۔

آپ ﷺ کے جانے کے بعد حضرت قطب العالم ﷺ نے مجھے فرمایا' میرا حقہ اٹھاؤ اور میرے ساتھ چلو۔ ہم قلعہ گوجر سنگھ سے نکل کر پیدل چلتے ہوئے اڈا کراؤن بس (برانڈرتھ روڈ) پہنچ گئے۔

مجھے نہیں پتہ آپ کس خیال میں تھے آپ خاموشی سے چل رہے تھے اور کسی گہری سوچ میں ڈوبے ہوئے تھے میں آپ کے پیچھے پیچھے اونٹنی کے بچے کی طرح چل رہا تھا اڈا کراؤن بس پر پہنچ کر آپ نے اچانک مجھے فرمایا کہ "تم سکھل گروں کی چھری ہو جو سان پر نہیں لگتی"۔ عنداللہ میں آپ کو سچ کہتا ہوں مجھے نہیں پتہ کہ میں کیا کہہ رہا ہوں میں نے جواب دیا۔ حضور یہ تو پھر کاریگر کی بدنامی ہو گی کہ اس سے چھری نہیں لگی آپ مسکرائے اور فرمانے لگے تم بڑے حاضر جواب ہو اچھا تانگہ لاؤ اور مجھے شہر کی سیر کراؤ۔ میں نے تانگے والے کو بلایا آپ نے اسے کہا کہ وہ سرکلر روڈ سے ہوتا ہوا کچہری کی طرف چلے اور پھر مال روڈ سے ہو کر واپس قلعہ گوجر سنگھ ہمیں اتار دے۔

مجھے اچھی طرح یاد ہے آپ اگلی سیٹ پر تشریف فرما تھے اور خاموشی سے نہ جانے کیا سوچ رہے تھے۔ ضلع کچہری کے قریب پہنچ کر آپ نے سکوت توڑا اور فرمایا "لو بھئی نذیر میں نے تمہاری جڑیں زمین کے نیچے تہہ میں گاڑھ دی ہیں اب مجھے بڑھ کر دکھاؤ"۔ اس عمر میں مجھے کیا پتہ کہ کیسے بڑھنا ہے بہرکیف اس دن کے بعد سے مجھے جتنے اسباق بھی ملے وہ حضرت قطب العالم میاں صاحب قدس سرہ' العزیز نے

خواب میں دیئے اور اتنی شفقت فرمائی کہ اور کوئی درویش شاید ہی آپ کی طرح کسی مرید کو روحانیت میں چلا سکے۔ آپ تین چار ماہ بعد لاہور تشریف لاتے تو پوچھتے بھئی وہ تمہیں سبق دیا تھا؟ میں عرض کرتا جی حضور۔ پھر پڑھتے ہو؟ نہیں سرکار۔ کیوں نہیں پڑھتے؟ سرکار وہ دن بھر کام کاج میں گزر جاتا ہے رات تھکا ہوا ہوتا ہوں اس لئے سستی ہو جاتی ہے۔ آپ فرماتے' اچھا تو ایسے کرنا سونے سے پہلے جتنی دفعہ پڑھ سکو پڑھ لینا اور یہ بھی نہیں کر سکتے تو چار پانچ دفعہ ہی پڑھ لینا۔ چنانچہ میں ایسا ہی کیا کرتا مگر جب حجابات اٹھتے گئے تو پھر پتہ چلا کہ درویشی میں اسباق کی کیا حیثیت ہے۔

جادہ ـ ۵۰

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو گفتگو اوراد و وظائف کے متعلق ہو رہی تھی۔ شیخ ممدوح نے ارشاد فرمایا کہ ۱۹۶۰ء کی بات ہے میں اپنے برادر روحانی حکیم مودود صاحب نور اللہ مرقدہ کے پاس ان کے مطب پر' جو ٹمپل روڈ پر واقع تھا' بیٹھا تھا کہ ایک آدمی جس کی عمر تقریباً" ساٹھ سال تھی' آیا اور حکیم صاحب سے باتیں کرنے لگا۔ دوران گفتگو وہ شخص کہنے لگا کہ حکیم صاحب یہ جو عبارت آپ کے پاس کتبہ پر لکھی ہے اسے پڑھنے کی مجھے اجازت دیں۔ میں نے (راقم السطور) عرض کی حضور وہاں کیا لکھا تھا آپ نے ارشاد فرمایا وہاں مہر نبوت "لا الہ الا اللّٰہ مالک حق المبین" لکھا ہوا تھا۔ حکیم مودود صاحب اللہ انہیں غریق رحمت فرمائے' کہنے لگے بھئی مجھے اس کی اجازت نہیں بلکہ یہ میرے پیر بھائی بیٹھے ہوئے ہیں انہیں اس کے پڑھنے کی اجازت ہے' ان سے اجازت لے لو۔ اس آدمی نے مجھ سے بھی مہر نبوت بہ صورت وظیفہ پڑھنے کی اجازت چاہی۔ میں نے کہا کہ جناب آپ اسے کس غرض کے لئے پڑھنا چاہتے ہیں اس نے کہا کہ اپنی نجات کے لئے میں نے کہا کہ نجات کے لئے آپ اسے نہ پڑھیں تو بہتر ہے کیونکہ آپ کی عمر زیادہ ہے اس لئے آپ اسے پڑھنے کی وجہ سے جلد تھک جایا کریں گے اسے تو نوجوان لڑکوں کو پڑھنا چاہیے کیونکہ وہ توانا اور تندرست ہوتے ہیں آپ نجات کے لئے درود شریف پڑھیں۔

درود پاک نجات کا بہترین وسیلہ ہے۔ درود شریف ہی کے ضمن میں فقیر نے
''الفقر فخری'' (مصنف شیخ الاسلام قدس سرہ') میں درج درود شریف' جو صرف دو الفاظ
پر مشتمل ہے کے بارے پوچھا کہ حضور کیا آپ نے یہ درود شریف بھی بطور وظیفہ
پڑھا ہے۔ اللہ تعالٰی کا فضل و کرم آپ پر دراز ہو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب حضرت
شیخ الاسلام قدس سرہ' نے مجھے اپنی کتاب ''الفقر فخری'' عطا فرمائی تو ساتھ ہی فرمایا کہ
اس کی تمہیں اجازت ہے اس طرح گو کہ ان تمام اسباق خصوصاً جو ''الفقر فخری'' میں
درج ہیں' مجھے ان کی اجازت مل چکی تھی مگر میں نے اس درود شریف کو اس لئے
نہیں پڑھا کہ آپ نے اس کی روحانی برکات کے متعلق جو کچھ بتایا تھا اس کی وجہ سے
میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ اسے پڑھوں۔ کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اس
درود شریف پڑھنے والے کے جسم سے ایک خاص طرح کی خوشبو آتی ہے اور دوسرا
عورتیں اس کے پیچھے لگ جاتی ہیں' چونکہ میں عورتوں سے ملنا پسند نہیں کرتا اس لئے
میں نے اسے نہیں پڑھا۔ اسی ضمن میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ میرے پیر بھائی حاجی
معراج دین صاحب جو خلیفہ مجاز بھی ہیں' نے اپنے چند مریدین کو اسے پڑھنے کی
اجازت دے دی۔ تھوڑے عرصہ بعد ان پر مشکلات جو پڑیں تو وہ پیر سے نہ صرف باغی
ہو گئے بلکہ الٹ پلٹ باتیں بھی کرنے لگے۔ ایک دن ہجروال سرکار حضرت شیخ
الاسلام قدس سرہ کے روضہ کے پہلے مجاور سائیں رحیم بخش سے باتوں باتوں میں حاجی
صاحب نے ذکر کیا اس نے کہا کہ بھائی نذیر کو اس درود شریف کے پڑھنے کی اجازت
ہے چنانچہ وہ دوکان پر تشریف لائے اور اسے پڑھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔ میں نے
اس کی اونچ نیچ جو بھی حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے مجھے سمجھائی تھیں بتا کر اجازت
دے دی اور ساتھ ہی کہہ دیا کہ اس کی صرف آپ کو اجازت ہے آگے کسی کو پڑھنے
کیلئے نہ بتایئے گا۔ میرے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے
فرمایا تھا کہ اسے پڑھنے والے پر ایک دفعہ تباہی ضرور آئے گی۔

حضرت ممدوح قدس سرہ' نے مزید فرمایا کہ بیٹا درود شریف کثرت سے نماز عشاء
کے بعد پڑھیں کیونکہ ہمارے سلسلے میں درود شریف نماز عشاء کے بعد ہی پڑھا جاتا

ہے آپ دیکھیں گے کہ آپ کی تمام شکایات جو آپ کرتے ہیں ختم ہو جائیں گی کیونکہ
آپ پہلے بغیر اجازت وظیفے وغیرہ پڑھتے رہے ہیں طبیعت کی خوراک بنے ہوئے تھے۔
اب آپ تمام وظیفے چھوڑ چکے ہیں اس لئے طبیعت میں ایک خلا محسوس کر رہے ہیں۔
صرف درود شریف ہی کو وظیفہ بنائیں اب جو بھی چیز آئے گی وہ حکماً" آئے گی اور اس
میں انشاء اللہ تکالیف بھی نہیں آئیں گی۔

اللہ تعالٰی آپ پر اپنا کرم فرمائے' آپ نے فرمایا جب میں نے ''الفقر فخری'' کا
مطالعہ کیا' تو میں حیران رہ گیا کہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' نے کس طرح باتوں
باتوں میں مجاہدات و ریاضات کروا دیئے ہیں میں سچ کہتا ہوں اگر مجھے پہلے حضرت
صاحب قبلہ رحمتہ اللہ بتا دیتے تو شاید میں بھی بھاگ جاتا۔ میرے ساتھ میرے چار
دوست اور بھی بیعت ہوئے تھے مگر ابتدائی تکلیفات میں ہی وہ حضرت شیخ الاسلام قدس
سرہ کے آگے ہاتھ جوڑ کر کھڑے ہو گئے کہ حضور ہم سے اتنے مشکل اسباق نہیں
پڑھے جاتے۔ خود میرے ساتھ یہ ہوا کہ میرے کولہوں سے نیچے کافی موٹے موٹے
آبلے نکل آئے میں پیروں پر سارا دن بیٹھا رہتا' کوئی پاؤ بھر تو مرہم ان پر لگتی۔ حیران و
پریشان کیا کروں مگر حضرت شیخ کی نگاہ کرم کی وجہ سے آہستہ آہستہ وہ ٹھیک ہونے
شروع ہو گئے حتیٰ کہ میں تندرست ہو گیا۔

درود شریف ہی کے متعلق آپ نے مزید کہا کہ جو بھی درود پاک پڑھو ایک ہی
پڑھو یعنی بدلو نہیں۔ دوسرا اس کی ایک مقررہ تعداد ضرور پڑھو اس سے زیادہ جتنا مرضی
پڑھ لو یعنی ایک یا دو تسبیح تو لازم کر لو مگر پڑھتے وقت دل چاہے تو دس تسبیح پڑھ لو۔
تیسرا یہ کہ جہاں درود شریف پڑھا جائے وہاں جگہ پاکیزہ ہونی چاہیے بلکہ میری طرح وہ
کمرہ ہی پاکیزہ اور علیحدہ رکھیں۔ چوتھا یہ کہ جب درود شریف پڑھو تو اپنی پوری توجہ
اسی جانب رکھو اور اس دوران اپنی تکالیف کے حل کے بارے بھی عرض خدمت کرتے
رہو یہ مشکلات سے نکلنے کا سب سے آسان طریقہ ہے۔

جادہ ۔ ۵۱

دست بوسی کے بعد حاضر خدمت تھا کہ دوران گفتگو سگ درگاہ نے عرض کی کہ حضور فی زمانہ یہودی قوم مادی ترقی میں بہت آگے ہے جتنی بھی سائنسی ایجادات ہیں زیادہ تر یہودی سائنس دان ہی کر رہے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟ کیا مسلمان ان کے ہم پلہ نہیں ہو سکتے؟

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں دراز فرمائے آپ میرا سوال سن کر خوش ہوئے اور فرمایا! شاہ جی انہوں نے رب سے مانگا ہی یہی تھا جیسا کہ میں سمجھا ہوں (آپ کی یہ عادت شریفہ ہے کہ آپ ہمیشہ بات سمجھاتے ہیں تو یہ فرماتے ہیں کہ جیسا کہ میں سمجھا ہوں یعنی اس سے مختلف اور بہتر رائے کی گنجائش موجود ہے' میں حرف آخر نہیں ہوں)

سورہ آل عمران میں آتا ہے کہ بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کھانے کے لئے من و سلویٰ بھیجتا تھا انہیں کچھ نہیں کرنا پڑتا تھا جب انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ ہمیں کھانے کے لئے دوسری اشیاء چاہئیں تو رب کریم نے ارشاد فرمایا جاؤ جا کر کھیتی باڑی کرو اور اپنا رزق تلاش کرو۔ یہ بظاہر چھوٹا سا حکم لگتا ہے مگر غور سے دیکھیں تو اس میں تمام مادی وسائل کو بروئے کار لانے کا حکم ہے۔ کھیتی باڑی میں تمام ایجادات آ جاتی ہیں آپ اس پر غور کرکے دیکھ لیں کہ کھانا پینا ہی انسان کے لئے مرکزی حیثیت رکھتا ہے باقی چیزیں بعد میں آتی ہیں۔ چنانچہ قدرتی طور پر اس وجہ سے یہودی قوم بالخصوص اور باقی اقوام بالعموم مادی ترقی میں اپنا اپنا کردار ادا کر رہی ہیں۔

دوسری طرف بنی اسماعیل کی طرف دیکھیں معرفت خداوندی اور تبلیغ دین میں یہ اتنی گہرائی میں چلے گئے ہیں کہ انہوں نے بال کی کھال ادھیڑ کر رکھ دی ہے مگر اس کا اعجاز یہ ہے کہ آپ کسی بڑی سے بڑی مادی ترقی کا ذکر کریں کہ یہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے اندر رہتے ہوئے اس کو بڑی ترقی یافتہ شکل میں انجام دیتے ہیں۔ قریب بیٹھے ہوئے برادر بزرگ مکرمی محمد لطیف سہروردی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا جیسا کہ انہوں نے ابھی کمپیوٹر یا جہاز کی مثال دی ہے۔ دیکھیں ہمارے بزرگوں کی صدہا ایسی مثالیں کتابوں میں بھری پڑی ہیں کہ ہوا میں اڑتے تھے یا دو قدم میں بیت المقدس سے

بغداد پہنچے۔ جہاز کتنا بھی تیز رفتاری سے سفر کرلے ایسی پرواز نہیں کر سکتا۔ یہ تو کچھ بھی نہیں ادھر ڈوبے ادھر نکلے والی مثالیں بھی اسی امت میں آپ کو مل جائیں گی۔ دوسری طرف کمپیوٹر کی بات لے لیں۔ ہمارے بزرگ پلک جھپکنے کی دیر توجہ فرمائیں تو ماضی و مستقبل کے حالات و واقعات من و عن بیان کر سکتے ہیں۔ دنیا کا کوئی تیز سے تیز رفتار کمپیوٹر ایسا نہیں کر سکتا۔ دراصل انہوں نے صحیح سمت سفر شروع کیا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی تابعداری ہے اور جو اللہ تعالیٰ کا تابع فرمان بن گیا ہر چیز اس کی تابع فرمان بن جاتی ہے۔

مجھے قبلہ العالم حضرت خواجہ میاں صاحب قدس سرہ کی خدمت عالیہ میں رہنے کا شرف حاصل ہوا ہے یقین کریں وہ گزری ہوئی خوابوں کا حال اس طرح بیان فرماتے تھے کہ دیکھنے والے کو یاد نہیں رہتا تھا مگر آپ کے یاد کروانے پر اسے یاد آتا تھا۔

اب آپ سوچیں یہ ترقی مادی ترقی سے کتنی افضل ہے مگر اس میں جو محنت درکار ہے اس سے فی زمانہ درویش گھبراتے ہیں۔ حالانکہ یہ کوئی ایسی مشقت آمیز بات نہیں کیونکہ جتنے عظیم کام اس دنیا میں ہوئے ہیں وہ انسان نے ہی تو کئے ہیں۔

درویشوں کی سخت کوشی کے ضمن میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جب ڈاکٹر خان' ولی خان وغیرہ کا باپ مغربی پاکستان کا گورنر بنا تو اس سے چند ماہ پہلے میں سرکار داتا صاحب ﷺ جمعہ پڑھنے گیا وہاں نماز کے بعد مراقبہ کیا تو سرکار بڑے غصہ میں تھے مجھے فرمانے لگے کہ پنجاب کے درویش بہت ست ہیں' یہ کچھ نہیں کرتے۔ مرکز کے درویش ان سے ناراض ہیں اور ساتھ ہی فرمایا کہ اگر یہ درست نہ ہوئے تو میں حکومت سکھوں کو دے دوں گا۔ وہاں سے فارغ ہو کر میں قلعہ گوجر سنگھ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضور داتا صاحب قدس سرہ کے ساتھ ہونے والی گفتگو عرض کی آپ مسکرائے اور فرمایا کہ بھائی عرض کرنا تھی مسلمان سکھوں سے پھر بھی بہتر ہوتے ہیں۔ خیر چند ماہ بعد ڈاکٹر خان گورنر مغربی پاکستان بنا دیا گیا اور وہ پنجاب کے دورے پر آیا میں اپنی دوکان پر بیٹھا تھا کہ سرکار داتا صاحب قدس سرہ' نے ڈاکٹر خان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ سکھ ہی تو ہیں۔

جادہ ۔ ۵۲

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ نے کمال شفقت سے اہل خانہ کے احوال سے خبر گیری حاصل کی۔ اطمینان ہونے پر آپ دعاگو ہوئے اور پھر فرمایا کہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کی کتاب "سیاح لامکاں" چھپائی کے کس مرحلہ پر ہے میرے عرض کرنے پر کہ چند ایک روز میں چھپنا شروع ہو جائے گی۔ آپ دعاگو ہوئے اور فرمایا کہ میرا ارادہ ہے کہ قبلہ شیخ محترم قدس سرہ کی تمام تصنیفات دوبارہ شائع ہو جائیں اور اگر وسائل میسر ہوں تو ان کا انگریزی زبان میں ترجمہ کروا کر دوسرے ملکوں میں بھیجا جائے۔

دوران گفتگو آپ نے ارشاد فرمایا کہ آج مجھے چند دوست ملنے آئے تو انہوں نے اس بات کا شکوہ کیا کہ میں ان کی طرف توجہ کم رکھتا ہوں وہ تو چلے گئے مگر میں اس سوچ میں رہا کہ میرا ارادہ ہرگز ایسا نہیں پھر انہوں نے ایسا کیوں محسوس کیا۔ معناً" مجھے اس معاملہ پر رہنمائی فرمائی گئی کہ دھوبی کی مثال لیں اس کے پاس ہر رنگ کے کپڑے آتے ہیں اور کئی ایک پر دھبے بھی لگے ہوتے ہیں اب دھوبی انہیں پہلے ہودئ میں بھگو رکھتا ہے پھر صابن لگا کر خوب ملتا ہے اور بعض اوقات خوب پٹختا بھی ہے پھر بھی اگر داغ نہ صاف ہوں تو بھٹی پر چڑھاتا ہے اور اگر انہیں دوسرا رنگ دینا ہو تو پہلا رنگ حتی المقدور صاف کرتا ہے اور پھر اگلے رنگ کی کڑھائی میں رنگنے کے لئے ڈال کر آگ پر چڑھاتا دیتا ہے پھر اس کے رنگ کی پختگی جانچنے کے لئے دوسرے عمل سے گزارتا ہے اور جب ان سب عوامل سے کپڑا گزرتا ہے تو پھر اسے سکھا کر استری کرتا ہے اور اچھی طرح طے کر کے منزل پر پہنچا دیتا ہے۔

یہی مثال پیر اور مرید پر بھی صادق آتی ہے۔ صفائی اور رنگائی کے تمام مراحل میں کپڑے کی طرح پیر اور مرید دونوں کو محنت کرنا پڑتی ہے۔ پیر دھوبی کی طرح ہر مرید پر یکساں محنت کرتا ہے مگر بعض سخت رنگوں اور دھبوں کی طرح مرید پر بھی ایسا رنگ چڑھا ہوتا ہے کہ وہ صفائی کا نام ہی نہیں لیتے۔ وہ تکلیف اٹھانا تو پسند نہیں کرتے ہیں

مگر خیال یہ رکھتے ہیں کہ ان کی صفائی ہو جائے۔ ایسے مرید درویش کو اپنی مرضی سے چلانا چاہتے ہیں مگر یہ ممکن نہیں ہوتا اگر درویش کو با اخلاص مرید مل جائے جس کی تلاش میں وہ ہمیشہ رہتا ہے تو ایسا رنگ چڑھا دیتا ہے کہ دنیا اس رنگ کی شوخی اور پختگی پر حیران ہوتی ہے۔

آج کل تو لوگ اس لئے کسی کی بیعت اختیار کرتے ہیں کہ بیعت کے بعد زندگی آسان ہو جائے گی کاروبار خوب چمکے گا یا دفتر میں ترقی ہو گی ایسے تعویذ ملیں گے جس سے افسران بالا خوش ہوں گے۔ حالانکہ درویش اس لئے نہیں کہ دنیا داری کے مسائل حل کرنے کے لئے دعائیں کرتا پھرے۔ درویش کے پاس اسے جانا چاہیے جو اس سودے کا طلب گار ہوں جو اس نے زندگی میں مجاہدات کر کے حاصل کیا ہے۔ پھر دیکھیں درویش کی توجہ کس قدر سرعت سے اثر کرتی ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ درویش عشق الٰہی میں جلا بیٹھا ہوتا ہے اور اس کے پاس سٹے باز اور دنیادار لوگ اکٹھے ہوتے ہیں جو اپنا بھی اور اس کا بھی راستہ خراب کرتے ہیں اس صورت حال میں یا تو اس میں بلند ہمتی ہو یا اس کے پیچھے جو رہنما ہے وہ بلند ہمت ہو تو اسے اس دلدل میں سے نکال لے جاتا ہے ورنہ شیطان کے چیلے اسے ورغلانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے۔ دوسرا درویش کا فیض ہر ایک کے لئے یکساں ہوتا ہے مرید کو بھی اپنے قول و فعل سے یہ ثابت کرنا چاہیے کہ وہ طالب دنیا ہے یا طالب مولیٰ؟

جادہ ۔ ۵۳

حضور قبلہ گاہی چونکہ داتا گنج بخش قدس سرہ یا حضرت میاں میر قدس سرہ کے روضہ اقدس سے ملحقہ مسجد میں نماز جمعہ ادا فرماتے تھے اس لئے فقیر بھی وہیں چلا جاتا ہے۔ آج بعد از نماز مغرب آپ کو وہاں نہ پایا تو آپ کی رہائش گاہ جو علاقہ شادباغ میں ہے، وہاں پہنچا۔ آپ مسجد حضرت میاں میر قادری قدس سرہ میں نماز جمعہ ادا کر کے واپس آ چکے تھے۔ آپ کے پاس اس وقت آپ کے ایک بااخلاص مرید ملک جاوید سہروردی سلمہ، تعالیٰ بیٹھے تھے۔ بعد از سلام دعا میں آپ کے قریب بیٹھ گیا آپ اس

وقت ملک جاوید سہروردی سے عورتوں کے پردہ کے احکامات بیان فرما رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے فرمایا! پردہ عورتوں پر فرض ہے اور اس کی تارک کو اس کی سزا ملے گی کیونکہ وہ فرض کی تارک ہے۔ ایک دفعہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابن مکتوم ؓ کو کسی کام کے سلسلہ میں گھر بھیجا یہ اپنے جلیل القدر صحابی تھے کہ سرکار دو عالم ﷺ جب بھی مدینہ منورہ سے باہر تشریف لے جاتے آپ کو اپنی جگہ امامت کے فرائض سونپ جاتے۔ بعد ازاں جب سرکار دوعالم ﷺ گھر تشریف لائے تو آپ نے امہات المومنین رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کہ ابن مکتوم آئے تھے؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے پوچھا تم نے پردہ کیا تھا؟ انہوں نے عرض کیا حضور وہ تو نابینا ہیں۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم تو نابینا نہیں ہو۔ غور فرمائیں! امت کی ماؤں کو اپنے اندھے بیٹے سے پردہ کا حکم دیا جا رہا ہے۔

جادہ ۔ ۵۴

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو اس وقت فقیر کے ساتھ ڈاکٹر محمد نعیم اقبال سہروردی اور ان کے دوست ساجد جاوید اکبر زاد اللہ شرفاہ' بھی تھے۔ آپ نے کمال شفقت سے حال و احوال سے آگاہی حاصل فرمائی۔ دوران گفتگو مرحوم ساجد جاوید صاحب نے ایک ایسے شخص کا واقعہ سنایا جو اوکاڑہ کا رہنے والا ہے اور بادامی باغ کا رہائشی ہے' وہ شخص بیماروں کا روحانی آپریشن کرتا ہے۔ آپریشن کے فوراً بعد خون اور زخم کے نشانات تو ہوتے ہیں مگر زخم بھرا ہوتا ہے۔ میرے ایک دوست کی بیوی نے اپنڈکس کا آپریشن کروایا ہے اور وہ اب بالکل تندرست ہے۔

اللہ تعالیٰ کی بیشمار رحمتیں آپ پر نازل ہوں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جنات کا فعل ایسا ہوتا ہے باقی اللہ بہتر جاننے والا ہے مگر انسان کے پاس جنات سے کہیں زیادہ بہتر علم ہے بشرطیکہ وہ تابعدار بن جائے۔ قرآن حکیم میں حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنے درباریوں سے فرمایا کہ تم میں سے کون ہے جو ملکہ سباء کا تخت جلد سے جلد یہاں لے

آئے تو جنات میں سے ایک بڑے جن "عفریت من الجن" نے عرض کی حضور آپ کے دربار برخاست کرنے سے پہلے لے آؤں گا۔ مگر آپ نے فرمایا نہیں' اس سے بھی جلدی؟ تو آپ کے وزیر حضرت آصف بن برخیا ؑ نے عرض کی حضور آنکھ جھپکنے سے پہلے' یہ کہنا تھا کہ وہ تخت سامنے پڑا تھا۔ قرآن نے اس کا تعارف اس طرح کروایا ہے کہ "ابھی ہم نے اسے علم کتاب میں سے بہت تھوڑا حصہ دیا تھا" تو یہ حال اس انسان کا ہے جو اپنے نبی کا سچا تابعدار تھا۔

آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا مجھے ایک شخص نے بتایا کہ ایک دفعہ اس کے کانوں میں شدید درد رہنے لگا حتیٰ کہ کان اس طرح بند ہو گئے کہ ریلوے انجن کا ہارن بھی سنائی نہیں دیتا تھا۔ ایک دن وہ نماز پڑھ کر سویا تو نبی اکرم ﷺ مع خلفاء راشدین ایک تخت پر تشریف لائے اس نے اپنے کان پا بوسی کرتے ہوئے آپ کے قدموں سے لگائے اور عرض کیا حضور میرے کانوں میں شدید تکلیف ہے۔ آپ نے اسے اوپر اٹھایا اور فرمایا کہ تمہارے کان ٹھیک ہیں۔ یہ فرما کر آپ واپس تشریف لے جاتے ہیں۔ وہ شخص کہتا ہے کہ میں سو کر اٹھا تو مجھے درد سے افاقہ تھا اور دو ایک روز میں میں تندرست ہو گیا۔

تو برخوردار یہ نبوت کے فیضان کی ادنیٰ سے مثال ہے۔ اس راستے پر چلنے والا کبھی تشنہ کام نہیں رہتا۔ دن بہ دن شب بہ شب ہر طرح کی ترقی اس کے قدموں پر نچھاور ہوتی ہے۔ شرط صرف اتباع کی ہے اور وہ بھی اخلاص کے ساتھ۔ ساجد صاحب اوپر نکلیں ایسی باتوں پر غور کرنا چھوڑ دیں اور جن باتوں کی طرف میں نے توجہ دلائی ہے اس پر غور و فکر کریں۔ رات کے "تقریباً" دو بج چکے تھے اس لئے آپ سے اجازت لے کر ہم رخصت ہوئے۔ راستے میں مکرمی ڈاکٹر نعیم اقبال سہروردی نے کہا کہ کانوں میں درد والا واقعہ جو کسی شخص کے حوالہ سے سرکار نے سنایا ہے یہ ان کا اپنا واقعہ ہے کیونکہ ایک دوسرے موقع پر میں یہ آپ سے سن چکا ہوں۔

جادہ ۔ ۵۵

اپنے قبلہ گاہی کی قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ شریک مجلس احباب کے ساتھ توبہ و استغفار کے متعلق گفتگو فرما رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ ایک بار کسی بزرگ کے پاس صبح سے شام تک جتنے بھی سائل آئے آپ نے انہیں استغفار پڑھنے کی تلقین کی۔ شام کو ان کے خادم نے عرض کی کہ سرکار مختلف اغراض لے کر آنے والے سب لوگوں کو آپ نے توبہ و استغفار پڑھنے کا حکم دیا ہے کیا سب کے مسائل کا حل یہی ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ نادانستہ طور پر بعض اوقات انسان ایسے الفاظ کہہ دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہوتے اور اس کے اثرات کی وجہ سے انسان مشکلات' بیماریوں اور تکالیفات میں گھر جاتا ہے اس لئے توبہ استغفار ان سب کا حل ہے۔ اس ضمن میں آپ نے مزید تشریح فرماتے ہوئے فرمایا! بوقت نکاح کلمے پڑھانے کا مطلب میں یہ سمجھا ہوں کہ اہل سنت والجماعت نے یہ مقرر کر دیا ہے کہ جب کسی کی شادی ہو لڑکا کلمے پڑھے کیونکہ نکاح کا حکم مسلمان کو ہے چونکہ بعض اوقات ایسے کلمات منہ سے نکل جاتے ہیں جس سے کفر لگ جاتا ہے۔ چنانچہ جب اس کا کسی بچی سے نکاح ہو تو اس وقت تو وہ مسلمان ہو۔ چار بھائیوں میں بیٹھ کر تو اس نے کلمہ پڑھ لیا اور تجدید ایمان ہو گیا حالانکہ کلمے پڑھنا نکاح میں ضروری نہیں۔

اس موقع پر برادر عزیز محمد انیس بٹ سہروردی سلمہ' تعالیٰ نے عرض کیا کہ سرکار استغفار کے الفاظ کیا ہونے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمتیں دراز فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے استغفار کے الفاظ جو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم فرمائے ہیں وہ تو یوں ہیں۔

ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخسرین (۲۳:۷) "اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمارے لئے بخشش نہ فرمائے اور نہ رحم فرمائے ہم پر تو یقیناً ہم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جائیں گے۔"

اس طرح قرآن کریم میں بے شمار جگہ استغفار کی عبارت لکھی ہوئی ہے۔ اس موقع پر سگ درگاہ نے عرض کی کہ سرکار میں نے ایک جگہ یہ الفاظ دیکھے ہیں۔

استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم واتوب الیہ

آپ نے یہ الفاظ سن کر فرمایا یہ درست ہیں اور حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے کیمیائے سعادت میں لکھے ہیں۔ میں خود یہی پڑھتا ہوں مگر واتوب الیہ نہیں پڑھتا کیونکہ احادیث میں آتا ہے کہ یہ الفاظ سرکار دوعالم ﷺ نے نہیں پڑھے۔ بہرحال کوئی استغفار پڑھیں' پڑھیں ضرور۔

اس راستے پر مجھے سب سے پہلے جس شخص نے لگایا تا اس نے بھی سب سے پہلے مجھے ایک خاص طرح کی استغفار پڑھنے کے لئے دی تھی اس سے میرا راستہ کھلا تھا۔ گجرات کے ایک سید گھرانے کے فرد کو میں نے ایک دفعہ یہ پڑھنے کا کہا تو اس نے اس کے اثرات کے بارے میں مجھے بتایا کہ تقسیم ہند کے وقت میں بھارت میں ہندوؤں کے درمیان گھر گیا۔ میں نے یہ استغفار پڑھنا شروع کر دی جوں جوں میں اسے پڑھتا گیا میرا راستہ کھلتا گیا۔ اور میں باحفاظت پاکستان پہنچ گیا۔

جادہ ۔ ۵۶

قدم بوسی کیلئے حاضر خدمت ہوا تو میرے ساتھ علم حدیث کے مشہور عالم علامہ ریاض الحسن نوری مدظلہ اور برادرم محمد سعید (المتوفی ۱۳ نومبر ۱۹۹۹ء) بھی تھے۔ سخت سردی تھی اور بارش بھی ہو رہی تھی۔ حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ نے آگے بڑھ کر حضرت علامہ کا استقبال کیا اور دوران معانقہ دونوں بزرگان آبدیدہ ہو گئے۔ حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ میں آپ کی تشریف آوری پر بہت شکرگزار ہوں کہ آپ نے اس موسم میں تکلیف فرمائی۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کا اجر دے۔ حضرت علامہ ریاض الحسن نوری زاد اللہ شرفہ نے آبدیدہ ہو کر عرض کیا کہ حضرت یہ میرے لئے سعادت کا باعث ہے کہ میں ایک صاحب تقویٰ سے مل رہا ہوں۔ اسی دوران حضرت قبلہ گاہی اٹھے اور جو گرم چادر خود اوڑھ رکھی تھی وہ حضرت علامہ ریاض

الحسن نوری مدظلہ کو اوڑھا دی۔ اس پر علامہ صاحب نے شکریہ ادا کرتے ہوئے بات
بڑھائی کہ حضور آج کے دور میں علم اور عمل دونوں زوال پذیر ہیں۔ دور حاضر میں
آپ جیسی ہستیوں کا وجود ہمارے لئے باعث رحمت ہے۔ اس پر حضرت قبلہ گاہی قدس
سرہ نے آبدیدہ ہو کر ارشاد فرمایا کہ فقیر پر یہ سب ذات حق کا کرم اور اس کے رسول
مکرم ﷺ کا فضل ہے۔ ہاں یہ بات آپ کی درست ہے کہ ہم آجکل علم اور عمل
دونوں میں بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ مگر میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمارے رہنماؤں کا
بڑا دخل ہے اور رہنماؤں میں دینی اور سیاسی دونوں شامل ہیں کبھی ہمارے اکثر رہنما
صاحب علم ہوتے تھے اور صاحب عمل بھی۔ ان کے اخلاص کی وجہ سے قوم میں
انتشار بھی بہت کم تھا اب اخلاص نام کی چیز نہ ہمارے رہنماؤں میں نظر آتی ہے نہ
معاشرے میں۔ بہت عرصہ پیشتر میں نے ہٹلر کی سوانح عمری پڑھی تھی اور میں بڑا حیران
ہوا تھا کہ اس نے کئی اقدامات عین اسلامی طرز کے اٹھائے تھے۔ جیسا اس نے حکم دیا
تھا کہ سرخی پاؤڈر لگا کر عورتیں باہر نہ نکلیں۔ دوسرا اس کتاب میں لکھا تھا کہ یہ جو
لوگ نبوت کا دعویٰ کرتے ہیں ان کی جگہ پاگل خانہ ہے اور جن کی اولاد خراب ہوتی
ہے اس کی ذمہ داری ان کے والدین پر عاید ہوتی ہے۔

اس پر حضرت علامہ ریاض الحسن نوری زاد اللہ شرفہ' نے عرض کی کہ سرکار آپ
نے درست فرمایا ہے ابھی حال ہی میں یورپ سے ایک کتاب شائع ہوئی ہے جس کا نام
Third Reach ہے اس میں یہی لکھا ہے جو آپ فرما رہے ہیں کہ جو کوئی عورت
سرخی پاؤڈر لگا کر باہر نکلتی تھی تو اسے دیکھ کر لوگ نعرے لگاتے تھے کہ غدار غدار۔ اسی
طرح اس نے ایک قانون یہ بھی نافذ کیا تھا کہ جو عورت گھنگریالے بال بنائے اس کے
سر پر استرا پھیر دیا جائے اور رہی یہ بات کہ آج کل علمی پستی بہت ہو گئی ہے تو
حضرات میں یہ سمجھتا ہوں کہ علم حاصل کرنا جتنا آج کل آسان ہے پہلے کبھی نہ تھا اور
یہی حال تبلیغ کا ہے۔ ہمارے علمائے دین کا حال کوئی زیادہ بہتر نہیں ہے اگر آپ میرے
ساتھ کسی چوٹی کے عالم کے پاس چلیں اور پوچھیں کہ حدیث کی فلاں فلاں کتاب پڑھنا
تو کجا آپ نے کبھی دیکھی بھی ہے تو جواب نفی میں ملے گا۔

ساہیوال میں ایک صاحب جن کا نام لینا میں مناسب نہیں سمجھتا انہوں نے مسند
امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا غلط حوالہ دیا اس پر میں نے انہیں پوچھا کہ آپ نے مسند امام
حنبل پڑھی ہے تو انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے مزید کریدا تو انہیں یہ بھی پتہ نہیں
تھا کہ کہاں سے چھپی ہے' کتنے ایڈیشن اور کس طرح سے شائع ہوئے ہیں۔ حالانکہ
مسند امام حنبلؒ ہماری حدیث کی کتابوں میں بہت اہم کتاب ہے۔ آپ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ
کے استاد تھے چھ جلدوں میں ان کی یہ کتاب ہے اور ہمارے علماء کا یہ حال ہے۔

شبلی نعمانی نے ایک مستشرق کے متعلق یہ لکھا ہے کہ اس کی یہ خوبی تھی کہ اس
نے مسند امام حنبلؒ کا ایک ایک لفظ پڑھا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ ہمارا کوئی عالم دین سینے پر
ہاتھ رکھ کر یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے مسند امام حنبل کا ایک ایک لفظ پڑھا ہے۔

حضرت والا اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفاظت میں رکھیں کتابوں کا یہ حال ہے کہ
حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے ایک شاگرد تھے ابو عاصم۔ ان کے پوتے نے علم حدیث پر
خصوصاً" دیت پر ایک کتاب لکھی اس کا نام "کتاب الدیت" ہے اس کے ۸۰ باب ہیں
اور ہر باب میں کم از کم چار پانچ احادیث ہیں۔ آپ اندازہ کر لیں حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ کی
یہ کتاب کس کے پاس ہو گی۔ لاہور میں صرف عطاء اللہ حنیف صاحب کے پاس یہ
کتاب ہے اور ایک صاحب ایبٹ آباد کے زبیری صاحب ہیں' ان کے پاس یہ کتاب
ہے اور میرے پاس اس کا عکسی نسخہ ہے۔ اور حضرت ستم یہ ہے کہ کسی بڑی لائبریری
یا کسی دینی مدرسے کی لائبریری میں بھی نہیں ہے۔ چونکہ آج کل دیت کے مسئلے پر
بحث چل رہی ہے اس لئے میں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

حضرت قبلہ میں بعض اوقات بہت حیران و پریشان ہو جاتا ہوں کہ اس کے باوجود
ہمیں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دعویٰ ہے۔ میں بڑے عجز سے یہ کہوں گا کہ
میں نے اتباع سنت میں بہت کم لوگوں کو آپ کی طرح تہبند پہنے دیکھا ہے۔

اس پر حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا نوری صاحب یہ سب
اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کے محبوب ﷺ کی عطا ہے کہ وہ مجھ جیسے کم علم بندے کو
عمل پر استقامت عطا فرما دیتے ہیں۔ ہاں آپ کی بات اپنی جگہ درست ہے کہ عشق

رسول ﷺ کا مقصد یہ ہے کہ ہم آپ کی سنت پر عمل کریں اور آپ کے اقوال کریمہ کی جمع و تدوین کریں۔

اس کے بعد علامہ نوری صاحب نے اجازت طلب کی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ آپ کی بہت نوازش کہ آپ تشریف لائے۔ یہ میرے لئے بہت اہم معاملہ ہے کہ ایک عالم دین مجھے ملنے کے لئے تشریف لائے ہیں۔ اس پر حضرت علامہ نوری صاحب نے عرض کی کہ حضرت میں اس لئے بھی حاضر ہوا تھا کہ آپ صاحب تقویٰ ہیں میرے لئے دعا فرمایا کریں کہ رب کریم میرا خاتمہ ایمان پر فرمائیں۔

جادہ ۔ ۵۷

دست بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ نے نماز تہجد کے بارے میں ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ نماز تہجد کا وقت بڑی قبولیت کا وقت ہے اس وقت جو دعا کی جائے قبول ہوتی ہے اور اگر کسی وجہ سے قبول نہ ہو تو یہ خیال رکھنا چاہیے کہ اس میں میرے لئے اللہ تعالیٰ بہتری کا سامان پیدا فرمائے گا۔

حضور نبی کریم ﷺ نے نماز تہجد فرض پڑھی ہے اور آپ کے صدقے امت پر اس کی فرضیت ختم ہو گئی ہے۔ جو روحانیت کی وادی میں سفر اختیار کرے اسے بھی تہجد فرض نماز کی طرح ادا کرنی چاہیے اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔ اس موقع پر برادرم عزیز احمد خان نے عرض کی حضور دوران نماز مختلف طرح کے خیالات آتے رہتے ہیں اور بعض اوقات اسی طرح کے خیالات گھیر لیتے ہیں کہ خود شرمندگی ہونے لگتی ہے اس بارے ارشاد فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ دوران نماز خیالات آنا شیطانی حملے ہیں۔ دراصل انسان اکیلا ہے اور اس کے دشمن بہت اور سب زبردست و توانا۔ یہی وہ نقطہ اتصال ہے جہاں سے ایک طرف زندیقیت ہے اور دوسری طرف فلاح دارین۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں ایمان کی تعریف یہی بنتی ہے کہ یہ ایک راستہ ہے کہ اگر ذرا دائیں بائیں ہٹے تو کفر کی گھاٹی میں گر گئے اس

لئے صراط مستقیم پر چلنا بڑا مشکل کام ہے۔ شیطان اور نفس امارہ طرح طرح سے کفر کی گھاٹی میں گرانے کے لئے حملہ کرتے ہیں اور اگر تابعداری اختیار کی تو فرشتوں سے افضل اور اگر ان کا کہا مانا تو اسفل السافلین بن گیا دراصل چور چوری وہیں کرتا ہے جہاں کچھ رقم ہو اس طرح شیطان اپنے حملے وہیں کرتا تیز کرتا ہے جہاں ایمان کی پونجی پڑی ہو۔ خیالات آنے دیں آپ نماز پڑھتے جائیں۔ آپ ارادتاً" خیالات کے پیچھے نہ لگیں۔

جادہ ۔ ۵۸

اپنے مرشد کریم حضرت والا گوہر کی مجلس ارشاد میں حاضر ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اسلاف میں بڑی جلیل القدر ہستیاں پیدا ہوئی ہیں۔ بہت عرصہ پیشتر میں نے مقدمہ ابن خلدون پڑھا تو مجھے ابن خلدون کے خیالات بہت پسند آئے۔ علامہ اقبال نے ایک جگہ کہا ہے۔

کرتی ہے ملوکیت آثار جنوں پیدا
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

ملوکیت کسی حکومت میں چلی جائے یا کسی خاندان میں اس کو تباہ کرکے چھوڑتی ہے کیونکہ وہ آسانیاں ڈھونڈنے لگ جاتے ہیں جس سے قوم تباہی کے کنارے پہنچ جاتی ہے۔ یہی بات ابن خلدون نے بھی لکھی ہے اس نے نہ صرف مختلف علاقوں کے حالات لکھے ہیں بلکہ وہاں کے رہنے والوں کے خدوخال اور عادات بھی لکھی ہیں کس چیز کی انسان کو مرتے تک ضرورت رہتی ہے حتیٰ کہ دایہ کے لئے کیا ضروری ہے اور اسے کیا کرنا چاہیے یہ بھی لکھا ہے میں مقدمہ پڑھ کر بڑا حیران ہوا کہ اللہ نے اسے کیسا زیرک دماغ دیا ہوا تھا۔ میں آپ کو سچ کہتا ہوں کہ اگر وہ میرے زمانے میں ہوتا تو میں اس کے ہاتھ چومتا۔ ابن خلدون نے ایک جگہ لکھا ہے کہ حکومتیں اسی وقت تباہ ہوتی ہیں جب وہ کاروبار اپنے ہاتھ میں لیتی ہیں اور حکومت میں رشتہ دار نہیں ہونے چاہئیں۔ کیونکہ انہیں خیال آتا ہے کہ ہم بھی محنت کرتے ہیں مگر عزت سربراہ مملکت

کی بن رہی ہے چنانچہ ان کے ذہن خراب ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ پھر اس نے مذہب کے بارے میں لکھا ہے۔ نبوت و خلافت کے بارے میں لکھا ہے میں تو کہتا ہوں کہ اگر میرے جیسا بے علم آدمی اس کو پڑھ کر پسند کرتا ہے تو جو صاحب علم اور باذوق آدمی ہو وہ اس کو پڑھ کر بہت فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

جادہ ۔ ۵۹

حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو میرے پہنچنے سے پہلے برادرم محمد سبحان سہروردی اور عزیز احمد سہروردی زاد سلمہ تشریف رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ میری بات غور سے سنیں۔ ہمیں چاہیے کہ جس کسی کو خواب آئے وہ آکر سب کے سامنے خواب نہ سنایا کرے دوسرا اگر کسی اور کو سنائے جس کے متعلق اسے علم ہو کہ وہ اس کا علم رکھتا ہے اسے اگر سمجھ نہیں آئی تو وہ یہ کہے کہ خواب اچھا ہے اللہ تعالیٰ بہتر کرے گا کیونکہ خواب کا علم سب سے علیحدہ ہے یہ کتابیں پڑھنے سے حاصل نہیں ہوتا۔ یہ قدرت کی نوازش ہوتی ہے کہ سمجھ آجاتی ہے۔ خواب آپ سے جو بھی پہلے سنے گا اور جو کہہ دے گا ویسے ہی واقع ہو جائے گا۔ اس لئے خواب سنانے اور سننے میں محتاط رہنا چاہیے بعض اوقات ایسا انکشاف ہوتا ہے کہ دیکھنے اور سننے والا سخت پریشان ہوتا ہے مگر اس میں حقیقت کچھ اور ہوتی ہے۔

"مدارج نبوت" میں میں نے پڑھا کہ ایک دفعہ ایک مائی صاحبہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور اپنا ایک خواب بیان کیا آپ نے جو بھی اس کا ترجمہ تھا وہ انہیں بتا دیا مائی صاحبہ یہ سن کر سخت پریشان ہو گئیں اور شدت غم سے ان کے چہرے کا رنگ زرد ہو گیا۔ اتنے میں نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آپ نے ان مائی صاحبہ کا حال دیکھا تو پریشان ہوئے دریافت کیا تو اس عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے میاں شہر سے دور گئے ہوئے میں نے ان کے متعلق خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر سن کر پریشان ہو گئی ہوں۔

آپ ﷺ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو فرمایا' اے عائشہ! لوگوں کو خوشخبری دیا کرو اور خود اس خواب کی تعبیر ایسی دی کہ مائی صاحبہ کا چہرہ خوشی سے دمک اٹھا اور وہ خوشی خوشی گھر چلی گئیں چنانچہ جیسا سرکار نے فرمایا تھا ویسے ہی ہوا اور وہ صحابی صحیح سلامت گھر واپس آگئے کیونکہ ہونا تو ویسے ہی تھا جیسا ختم المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرما دیا تھا۔

اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر کے قید خانے میں قید تھے تو آپ کو دو قیدیوں نے خواب سنائے جس کی تعبیر میں آپ نے پہلے کو فرمایا کہ تم اپنی پہلی حیثیت میں بحال ہو جاؤ گے اور دوسرے کو کہا کہ تمہیں سولی پر لٹکا دیا جائے گا اور پرندے تمہارے سر کو کھائیں گے۔ تفسیر میں آتا ہے کہ دوسرے نے کہا میں نے تو خواب گھڑ کر سنایا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ اب حکم لگ گیا ہے ایسا ہی ہو گا۔ چنانچہ خواب سنانے اور سننے میں احتیاط برتنی چاہیے۔

جادہ ۔ ۶۰

آج جب میں اپنے قبلہ گاہی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میرے ساتھ میرے بڑے ہی عزیز القدر دوست غلام حسن حسنو سلمہ' تعالیٰ بھی تھے۔ آپ نے کمال شفقت فرماتے ہوئے ہمارے اور ہمارے اہل و عیال کے احوال پوچھے بیان کرنے پر آپ دعا گو ہوئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کی دنیا اور آخرت دونوں حسن فرما دیں۔ بعد ازاں آپ نے عزیزم غلام حسن زاد سلمہ سے دریافت فرمایا کہ آپ "تقریباً" ایک سال کے بعد آئے ہیں سنائیں آپ کے علاقہ بلتستان کا کیا حال ہے؟ عزیزم غلام حسن زاد سلمہ' نے عرض کیا کہ حضور ہمارے علاقے کا ماحول بڑا پر امن ہے۔ ایک عرصہ سے کوئی قتل نہیں ہوا اور نہ ہی کہیں چوری چکاری ہوتی ہے کھلے گھر چھوڑ کر ہم کہیں بھی چلے جاتے ہیں۔ پھل کثرت سے ہوتے ہیں شہتوت اعلیٰ قسم کا بہت زیادہ اگتا ہے اور بہت سا ضائع ہو جاتا ہے ہمارا علاقہ جنت نظیر ہے آپ کسی وقت تشریف لائیں تو دیکھیں کتنا خوبصورت علاقہ ہے۔

یہ باتیں سن کر حضرت ممدوح قدس سرہ بہت خوش ہوئے اور پوچھا برخوردار اویس نے بتایا ہے کہ اس سال آپ حضرت شاہ ہمدان کانفرنس میں شرکت کرنے کے لئے آئے تھے۔ عزیز القدر غلام حسن سلمہ' تعالیٰ نے عرض کی جی حضور' یہ کانفرنس پانچ سال پیشتر ہوئی تھی مگر لوگوں نے کوئی خاص دلچسپی نہیں لی تھی مگر اس دفعہ تو بہت سے لوگوں نے شرکت کی ہے ترکستان اور تاجکستان سے بھی لوگ شریک ہوئے تھے آئندہ سال ۱۴۱۴ھ حضرت شاہ ہمدان کا سال مقرر ہوا ہے اس لئے سارا سال حضرت شاہ ہمدان پر جلسے وغیرہ ہوں گے۔ اس سال ہمیں آپ کی جائے وفات کی سیر بھی کروائی گئی ہے۔ جائے وفات کے بارے میں مشہور ہے کہ "پکھلی" جو ہزارہ کے قریب ایک قصبہ ہے وہاں آپ کی وفات ہوئی تھی یہ قصبہ کسی دور میں دارالحکومت ہوتا تھا مگر اب تحقیق سے پتہ چلا ہے کہ نوشہرہ کے قریب نوکوٹ میں آپ کا وصال ہوا تھا وہاں ایک قلعہ ہے جس کے درمیان ایک سنگ مرمر کا پتھر لگا ہوا ہے جس پر آپ کی تاریخ وفات بھی درج ہے۔ باقی سارا سال درود شریف پڑھنے کا معمول پابندی سے جاری رہا اقتصادی حالات بھی پہلے سے بہتر ہو گئے ہیں یہ سن کر آپ دعاگو ہوئے کہ اللہ تعالیٰ اور بہتر کرے گا۔

برادرم غلام حسن سلمہ' تعالیٰ نے عرض کیا کہ شیخ صاحب میرے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے اس کا نام تجویز فرمائیں آپ پر اللہ تعالیٰ اپنا فضل و کرم دراز فرمائیں آپ نے کہا کہ اس کا نام زہرہ خاتون رکھ دیں۔ اس پر برادرم غلام حسن نے عرض کیا حضور یہ میری والدہ کا نام تھا' آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں۔ اسی دوران قبلہ اماں جی دامت برکاتہا نے چائے وغیرہ بھیجی جسے آپ نے بسم اللہ پڑھتے ہوئے ہماری جانب بڑھا دیا اور فرمایا پہلے اسے پی لیں کوئی مچھر وغیرہ اس میں نہ پڑ جائے حالانکہ حضرت قبلہ گاہی چائے پینے کی اجازت مرحمت فرما چکے تھے مگر ہم دونوں اس وقت تک کیسے چائے پیتے جب تک آپ چائے پینا شروع نہ کرتے۔ حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ کی عادت شریفہ یہ تھی کہ آپ چائے ہو یا کوئی اور کھانے پینے کی چیز نہایت ٹھنڈا کر کے استعمال فرماتے تھے۔ چنانچہ آج بھی آپ چائے کے ٹھنڈا ہونے کا انتظار فرما رہے تھے کہ اسی دوران چند اور

باتیں بھی ہوئیں۔ برادرم حسو سلمہ' تعالیٰ نے کہا کہ پہلے نماز چھوٹ جایا کرتی تھی اب نہیں چھوٹتی الحمدللہ پچھلے سال آج کے دن تک میری کوئی نماز قضا نہیں ہوئی ہے۔ پچھلے سال میں نے اپنی زبان بلتی میں نعت لکھنے کا ارادہ کیا تھا کیونکہ ہماری زبان میں نعت شریف بہت کم لکھی گئی ہے دعا فرمائیں کہ میں اچھی نعت لکھ سکوں۔ حضرت قبلہ گاہی قدس سرہ نے فرمایا آپ ابھی نعت نہ لکھیں نعت میں آپ کو دوں گا۔ آپ اس کا ترجمہ بلتی زبان میں کر دیں۔ اسی اثناء میں چائے ختم ہو چکی تو آپ نے پھر حضرت شاہ ہمدان قدس سرہ کا ذکر شروع کر دیا آپ نے فرمایا میں کاروباری سلسلے میں سری نگر (کشمیر) وغیرہ جایا کرتا تھا شاہ جہانی مسجد کے ساتھ حضرت شاہ ہمدان کی خانقاہ آج بھی موجود ہے۔ میں مغرب کی نماز پڑھنے جاتا تھا وہاں آج بھی بہت روحانیت ہے۔ اس جگہ کا پتہ بھی مجھے حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے دیا تھا ایک دفعہ وہاں مجھے کاروباری نقصان ہونے لگا جس کا ذکر میں نے خط میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ سے کیا اس پر آپ نے اس جگہ کی نشاندہی فرمائی چنانچہ جب میں وہاں گیا تو وہاں مجھے اپنے کاروباری نقصانات کی وجہ کا انکشاف ہوا۔ واپس جب لاہور آیا تو قطب العالم حضرت میاں صاحب قدس سرہ لاہور ہی تشریف فرما تھے کہ میں نے سری نگر والے انکشاف کا ذکر آپ سے کیا آپ نے فوراً" کہا کہ نذیر تم صدقہ کے پیسے کھا گئے ہو۔ میں نے ذہن پر زور دیا مگر کچھ سمجھ نہ آئی اس پر آپ نے فرمایا کہ تم غلطی سے زکوۃ کے تین آنے کھا گئے ہو یہ سن کر اس کے حل کا ملتجی ہوا تو آپ نے فرمایا کہ وہ پیسے ادا کرو اور تین آنے کی ریوڑیاں حضرت پیرے شاہ غازی رحمۃ اللہ علیہ (المعروف دمڑی والی سرکار' جاتلیاں ضلع میرپور جسے کھڑی شریف بھی کہتے ہیں) کے نام کی خیرات کرو چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا جس سے میرے معاملات درست ہو گئے۔ بات بڑھاتے ہوئے حضرت ممدوح قدس سرہ نے فرمایا کہ حضرت شاہ ہمدان قدس سرہ کا طریقہ تبلیغ بہت کمال کا تھا یوں سمجھ لیں کہ ایسا عمدہ طریقہ تھا جس میں غلطی کی اور ناکامی کی پرچھائیں بھی نہیں تھیں۔ آپ ہر فن کے آدمی ایران سے کشمیر لائے تاکہ لوگ ان کے مرہون منت ہوں وہ مبلغ کسی کے مرہون منت نہ ہوں کیسی خود داری کی تعلیم آپ

نے دی ہے۔ آج کی مروج دینی تعلیم نے تو ہمیں اپاہج بنا دیا ہے۔

یہ باتیں سن کر برادرم غلام حسن نے عرض کی کہ حضور ہمارے علاقے میں آپ کی تبلیغ کا بہت اثر ہے ہمارے علاقہ میں خانقاہیں آج بھی کچی ہوتی ہیں وہاں کوئی مزار نہیں ہوتا بلکہ جامع مسجد ہوتی ہے ایک طرف محراب اور دوسری طرف دروازہ جب کہ دائیں اور بائیں چھ فٹ مربع کے کمرے ہوتے ہیں جن میں مرید اعتکاف کے لئے رہتے ہیں اور شیخ اس خانقاہ میں رہتا ہے اور مریدین پر توجہ کرتا ہے یہ سن کر حضرت قبلہ گاہی نے فرمایا انشاء اللہ جلد ہی اس کا پھر رواج ہو گا۔

دوران گفتگو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اوائل عمر میں جب میں نے اشعار کہنے شروع کئے تو اس سلسلہ میں اپنے محلہ میں رہنے والے بزرگ اور استاد شاعر محمد صادق نور اللہ مرقدہ' سے اصلاح لینا شروع کی آپ ہمارے محلّہ میں رہنے والے اور پیشہ کے اعتبار سے قصاب تھے بڑے درویش منش انسان تھے۔ میں آج تک روزانہ قرآن پڑھ کر جب اپنے مشائخ کو ایصال ثواب کرتا ہوں تو ان کو بھی ساتھ شامل رکھتا ہوں کیونکہ انہوں نے بڑی بر وقت میری رہنمائی کی۔ آپ نے کچھ مدت بعد اپنا ایک شاگرد میرے سپرد کیا کہ اس کی اصلاح کیا کرو بعد میں وہ میرا بڑا قریبی دوست بن گیا اس کا نام محمد عظیم اور تخلص بھی عظیم تھا۔ بڑا اچھا شاعر تھا اور لاہور کی بستی فاروق گنج کا رہنے والا تھا۔ اس کی ایک رباعی کچھ اس طرح سے ہے۔

غلط ہاں میں جے کوئی غلط آکھے' کرنا اوس تے میرا ملال غلط اے
میں بے علم نہ علم دی خبر مینوں' میری سب گویا قیل و قال غلط اے
میرا قافیہ غلط ردیف غلط مضموں غلط تے میرا خیال غلط اے
بے حد غلطیاں ہویاں عظیم میتھوں' ہے پر سراسر نامہ اعمال غلط اے

جادہ ۔ ۶۱

قدم بوسی کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر تھا کہ برادرم امتیاز احمد سلمہ' تعالیٰ نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور یہ جو نماز میں خیالات آتے ہیں ان سے نجات کیسے

حاصل کی جائے؟ بعض اوقات میرے ساتھ ایسا ہوتا ہے کہ میں کسی مسئلے میں الجھا ہوا ہوں اور اس کا خیال مجھے دوران نماز آ جائے تو دوران نماز اس کا حل میری سمجھ میں آ جاتا ہے اور میں نے اکثر یہ نوٹ کیا ہے کہ اگر میں اسی طرح عمل کروں تو وہ اقدام میرے لئے بہتر ہوتا ہے اور اگر اس کے الٹ عمل کروں تو وہ عمل میرے لئے ضرر رساں ثابت ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں آپ پر سایہ فگن رکھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا بھئی دوران نماز اگر خیالات آئیں تو ان سے بیزاری کا اظہار کرنا چاہیے۔ دراصل خیالات کا آنا ایمان کی نشانی بھی ہے۔ چور وہیں چوری کے لئے آتا ہے جہاں مال و اسباب ہو لیکن ایسے خیالات جن سے عبادت میں خلل واقع ہو ان سے بچنا افضل ہے ورنہ دوران نماز جب آپ تلاوت کر رہے ہوں گے اور آپ اس کا ترجمہ بھی جانتے ہوں گے تو وہ تمام واقعات آپ کے سامنے آتے جائیں گے۔

ایک دفعہ قدوۃ السالکین حضرت سید جماعت علی شاہ صاحب محدث علی پوری قدس سرہ العزیز بادشاہی مسجد لاہور میں وعظ کے لئے تشریف لائے میں بھی وہاں مدعو تھا وہاں آپ سے یہی سوال پوچھا گیا کہ حضرت ہمیں نماز میں خیالات آتے ہیں۔ کیا ہماری نماز ہو جاتی ہے؟ آپ کی قبر اللہ نور سے منور فرمائے۔ آپ نے ارشاد فرمایا جب تم نماز کی نیت سے گھر سے چل کر مسجد کی دہلیز پر آ جاتے ہو تو تمہاری نماز قبول ہو جاتی ہے۔

آپ نے مزید فرمایا جہاں تک آپ کا اپنے مسائل کے حل کے بارے میں دوران نماز کسی عمل کرنے کے فیصلے کا القا ہوتا ہے تو آپ اس پر قناعت نہ کریں۔ جہاں تک خود کسی خیال کو لانے اور کسی مسئلے پر سوچنے کا تعلق ہے تو اس پر قدغن لگ سکتی ہے مگر جہاں تک خود بخود خیالات آئیں انہیں آنے دیں اور اپنی نماز جاری رکھیں۔

اسی ضمن میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ بعض طبائع اس طرح کی بھی ہوتی ہیں کہ ان کو کشف جلد شروع ہو جاتا ہے اور بعض کو مرتے دم تک کشف نہیں ہوتا حالانکہ وہ ہوتے بھی مخلص بندے ہیں۔

قطب العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی حیات گڑھی قدس سرہ' العزیز اللہ تعالیٰ

اپ کی قبر کو نور سے منور فرمائے' کو بے پناہ کشف قلوب تھا مگر آپ اس کے سخت خلاف تھے۔ آپ اپنے مریدین کو ابتدائی کشف سے منع فرماتے تھے آپ فرمایا کرتے تھے یہ مداری کا تماشا ہے جو اس میں کھو گیا وہ منزل تجرید سے بھٹک گیا۔

دوران گفتگو امراض قلب کی شفا کے لئے میرے استفسار پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سورہ یٰسین صبح اور رات کو درود شریف پڑھتا ہو وہ دل کے امراض سے بچا رہتا ہے کیونکہ سورہ یٰسین قرآن کا دل ہے اس لئے اس کا پڑھنا دل کو طاقت دیتا ہے اور درود شریف دلوں کا نور ہے اس لئے اس کی برکت سے دل زندہ رہتا ہے۔

جادہ۔ ۶۲

قدم بوسی کے لئے حاضر خدمت ہوا تو آپ نماز مغرب سے فارغ ہو کر بیٹھے ہی تھے۔ کچھ دیر بعد برادران روحانی محمد عزیز خان سہروردی' محمد سبحان سہروردی اور ملک محمد بشیر سہروردی بھی حاضر خدمت ہو گئے حضرت قبلہ گاہی ؒ نے ملک محمد بشیر کو چائے بنوا کر لانے کے لئے روانہ کیا اور ہمارے ساتھ حالات پر تبادلہ خیال کرنا شروع کر دیا کچھ دیر بعد آپ اپنے مرشد کریم ؒ کی تصنیف "الفقر فخری" کا درس دینے لگے۔ دوران درس جب آپ ان فقرات پر پہنچے کہ "حضرت عبدالخالق دینوری ؒ فرماتے ہیں کہ پیر کو چاہیے کہ توفیق خدا کے ماتحت بڑوں سے ملے اور چھوٹوں کی ملاقات کا خواہشمند نہ ہو' یعنی عمر رسیدہ افراد سے موانست کرے اور امرد بچوں سے مجتنب رہے۔ بعض درویش جو اس کو علت مشائخی کہہ کر ایسا کرتے ہیں' یہ ان کی ذلت و حماقت اور کم عقلی کی دلیل ہے"۔

تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ بعض درویش جو نابالغ لڑکوں کو پیار کرتے ہیں اور بہانہ یہ بناتے ہیں کہ ہم اللہ کا نور ان میں دیکھتے ہیں' ان سے کوئی یہ پوچھے کہ کیا چھوٹے لڑکوں کے ہی منہ پر اللہ کا نور آ سکتا ہے بڑوں پر نہیں؟ آپ نے فرمایا! حضرت امام ابو حنیفہ قدس سرہ العزیز نے بھی نو عمر لڑکوں کو سامنے بٹھا کر سبق نہیں پڑھایا بلکہ پیچھے بٹھا کر سبق پڑھاتے تھے تاکہ خیالات میں انتشار پیدا نہ ہو۔

زنا کئی اقسام کا ہے یعنی ایک تو زنا کرنا ہوا۔ دوسرا دیکھنا' یہ بھی ایک قسم کا زنا ہے۔

اسی طرح گفتگو کرنا اور باہم آپس میں میل ملاپ رکھنا وغیرہ بھی زنا کی اقسام میں سے ہے تو جو درویش یہ طریقے اپناتے ہیں وہ کبھی درویش نہیں ہو سکتے۔ ایسے لوگوں نے ڈھونگ رچایا ہوا ہے وہ کبھی سبز پگڑی باندھ لیتے ہیں' کبھی ختم پڑھا دیتے ہیں اور اس بہانے اپنے نفس کی تسکین کرتے رہتے ہیں آپ خیال کریں کہ نو عمر لڑکوں سے اتنا پرہیز ہے چہ جائیکہ کوئی عورتوں کے قریب ہو۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ قبلہ گاہی ؒ عورتوں سے ملنا پسند نہیں کرتے تھے۔ اگر کبھی کسی مرید کی اہلیہ ساتھ ہوتی تو اس کو اپنے دائیں ہاتھ پیچھے کی طرف بٹھاتے اور جو بات اس سے کرنی ہوتی وہ کرتے وقت اپنا رخ اپنے غلام (مرید) کی طرف رکھتے۔ ایک دفعہ حضرت قطب العالم قدس سرہ' کے مزار اقدس (حیات گڑھ گجرات) تشریف لے گئے مریدوں کو حکم ہوا کہ اپنی اپنی بیویوں کو بھی ساتھ لے جانا ہے وہاں آپ نے مزار شریف پر بیٹھ کر جو احکامات صادر فرمائے اس میں ادائیگی فرائض کے بعد پردہ کرنے کی سختی سے تاکید فرمائی آپ نے فرمایا کہ پورے چہرے کا حجاب عورت پر فرض ہے کیونکہ شرارت چہرہ سے ہی شروع ہوتی ہے۔

میرے قبلہ گاہی ؒ کی یہ بھی عادت شریفہ تھی کہ اگر کبھی کسی مرید کے گھر تشریف لے جاتے اور وہ گھر نہ ملتا تو آپ اس کے گھر داخل نہیں ہوتے تھے چاہے اس کی اہلیہ اور بچے جتنی مرضی کوشش کر لیتے۔

جادہ۔ ۶۳

آج جب میں اپنے قبلہ گاہی قدس سرہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا میرے حضرت صاحب نور اللہ مرقدہ' اپنی کتابوں کا نام قرآن و حدیث سے رکھتے تھے جیسے یہی کتاب جس کا میں درس دے رہا ہوں یہ حدیث کے الفاظ ہیں "الفقر فخری"۔ آپ کی ایک کتاب فقہی مسائل کے بارے میں ہے اس کا نام موعظة للمتقين ہے جو قرآن کا لفظ ہے وغیرہ۔ جب آپ درس دیتے ہوئے کتاب کے ان فقرات پر پہنچے جو مرید کی صفات کے بارے میں تھیں کہ "زہد رکھتا ہو تاکہ دنیا و مافیہا سے کنارہ کشی کرتے ہوئے مطلب

کی طلب میں سرگرم ہو" تو آپ نے کچھ توقف فرمایا۔

آپ سے سگ درگاہ نے دریافت کیا کہ جب مرید دنیا و مافیہا سے کنارہ کش ہو گا تو طلب رزق حلال کس وقت کرے گا۔

اللہ تعالیٰ آپ پر اپنا فضل و کرم دراز فرمائے آپ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا و مافیہا سے کنارہ کشی سے مراد یہ ہے کہ رنگ رلیوں میں وقت نہ گنوائے رزق حلال کی طلب کے لئے شریعت نے اجازت دی ہے' یہ نہیں ہو سکتا کہ ٹی وی' وی سی آر' ناچ گانے وغیرہ بھی ہوں اور درویشی بھی ہو قرآن فرماتا ہے:

یاایھاالذین آمنوادخلوافی السلم کافتہ

"اے ایمان والو' اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔" (البقرۃ: ۲۰۸)

یعنی اپنے فرائض کی بجا آوری اور رزق حلال کمانے کے بعد جو وقت بچے اس میں انفس و آفاق کے رموز جاننے کے لئے مجاہدہ کرے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ جو دین پر چلنے میں من قل الوجو کوشش کرے گا اس کا ہر کام اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری میں ہی ہو گا۔

• • •

ملحقات

شجرہ طریقت عالیہ سہروردیہ

معلوم اطلاعات کے مطابق منظوم شجرہ طریقت سب سے پہلے ۱۹۳۱ء بمطابق ۱۳۶۱ھ کو مجدد سلسلہ سہروردیہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے بحکم اپنے مرشد و پیشوا قطب العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ تحریر فرمایا۔ یہ آٹھ صفحات پر محیط تھا اور اسلامیہ سٹیم پریس بکی دروازہ لاہور سے شائع ہوا۔ اسے ۸۳ اشعار میں مرتب کیا گیا تھا اور اس میں آپ کے شیخ حضرت قطب العالم قدس سرہ کو جن دو دوسرے واسطوں سے فیض حاصل ہوا' کا ذکر بھی تھا۔ یہ دو واسطے حضرت بابا رمضان شاہ نوری سہروردی (حیات گڑھ گجرات) قدس سرہ اور حضرت بابا جی محمد شاہ وڑائچ قدس سرہ (فتح پور گجرات) کے تھے۔ ان واسطوں کی قدرے تفصیل میں نے حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ کے مشائخ سلسلہ کے ذکر میں کر دی ہے جو اگلے ایڈیشن میں شائع کر دی جائے گی۔ شجرہ کے آخری صفحہ پر حضرت شیخ الاسلام قدس کے ایک برادر طریقت میاں عبداللطیف سہروردی (دوہرا ضلع گجرات) کی تحریر شدہ فارسی منقبت در شان قطب العالم قدس سرہ بھی شامل تھی۔ (دیکھئے اسی کتاب کے آخر میں)

۱۹۵۲ء میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے اپنے مرشد کریم حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ (حیات گڑھ گجرات) کے ذکر خیر کے لئے ایک کتابچہ بنام "تعارف سہروردیہ" شائع کیا اور اس میں آپ نے منظوم شجرہ طریقت کے کئی اشعار میں تبدیلی فرمائی اور جدید صورت میں ترتیب دے کر شامل تصنیف کیا۔ اس اشاعت میں آپ نے متذکرہ بالا دو دوسری نسبتوں کو الگ عنوان سے ظاہر کر دیا اس طرح منظوم شجرہ کے تین حصے بن گئے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

واسطہ اول

اس حصہ میں ۴۹ اشعار ہیں جن میں نبی اکرم ﷺ کی مدحت میں تین سلسلۃ الذاھب یعنی حضرات امامین کریمین علیہ السلام کی صفات عالی قدر کے بیان میں آٹھ اور اڑتیس اشعار سلسلۃ المشائخ کے ذکر میں ہیں۔

واسطہ اول میں پہلے تین اشعار جیسا کہ ذکر کیا گیا ہے سرور دوعالم ﷺ کی مدحت میں تحریر کئے گئے بعد میں سلسلہ الذہب کے ضمن میں حضرات امام کریمین علیہم السلام اجمعین کا ذکر اس ترتیب سے ہے۔

۱۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ
۲۔ حضرت سیدنا امام حسین شہید کربلا علیہ السلام
۳۔ حضرت سیدنا امام زین العابدین علیہ و علی آباۂ السلام
۴۔ حضرت سیدنا امام محمد باقر علیہ السلام
۵۔ حضرت سیدنا امام جعفر صادق علیہ السلام
۶۔ حضرت سیدنا امام موسیٰ کاظم علیہ السلام
۷۔ حضرت سیدنا امام موسیٰ رضا علیہ السلام
۸۔ حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ

نوٹ: اکثر شجرہ ہائے طریقت میں حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو سلسلہ الذہب میں شمار کیا جاتا ہے حالانکہ آپ حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر تھے اس کی وجہ حضرت شیخ علی الہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے اس بیان سے متشرح ہو جاتی ہے جو آپ نے کشف المحجوب میں آپ کے ذکر میں بیان فرمائی ہے۔ آپ لکھتے ہیں کہ "آپ حضرت سیدنا امام موسیٰ رضا علیہ السلام کی خدمت میں نہایت محبوب بن کر رہے آپ کے اوصاف حمیدہ بہت ہیں حتیٰ کہ آپ فنون و علوم میں سید القوم کہلائے۔ اسی طرح کے اور بیان بھی آپ کی مداح میں مختلف کتب سیرت میں ہمیں ملتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ کے بلند خصائل اور سیدنا موسیٰ رضا علیہ السلام کے قرب کی وجہ سے آپ کو سلسلہ الذاھب شمار کیا جاتا ہے۔ (اردو ترجمہ "کشف المحجوب" صفحہ/۲۵۶)

سلسلہ المشائخ

حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے سلسلہ مشائخ کے ضمن میں ۳۴ مشائخ رحمۃ اللہ علیہم کے اوصاف حمیدہ کا ۳۷ اشعار میں ذکر فرمایا ہے۔ اشعار کی بندش اور القابات کا چناؤ ایسے انداز میں ہے کہ اس میں غلو کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا بلکہ ہر شیخ سلسلہ کی شخصیت اشعار میں نکھر کر سامنے آ جاتی ہے۔

واسطہ دوم

جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے واسطہ دوم میں حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کریم حضرت قطب العالم قدس سرہ کو حضرت رمضان شاہ نوری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملنے والے فیض کا ذکر کیا ہے۔ حضرت بابا رمضان شاہ نوری رحمۃ اللہ علیہ بھی سلسلہ سہروردیہ کے مشائخ میں سے تھے اور حضرت جملہ شاہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و خلیفہ تھے۔ حضرت رمضان شاہ نوری رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ چھ (۶) واسطوں سے حضرت برہان الدین ثانی سہروردی قدس سرہ سے جا ملتا ہے جن کا واسطہ اول میں ۳۵ نمبر پر ذکر ہے۔

واسطہ سوم

اس سلسلہ فیض کا ذکر میں نے مشائخ سلسلہ حضرت قبلہ گاہی رحمۃ اللہ علیہ میں تفصیلاً کر دیا ہے۔ انشاء اللہ اسے کتاب کے اگلے ایڈیشن میں آپ ملاحظہ فرمائیں گے۔ یہاں اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ اس حصہ میں حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے اس فیض کا منظوم تذکرہ فرمایا ہے جو آپ کے مرشد و پیشوا حضرت قطب العالم قدس سرہ کو حضرت شاہ محمد وڑائچ قدس سرہ سے پہنچا تھا یہ ایک سلسلہ اسباق ہے جو حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت حامد شاہ قدس سرہ کو جو بہ واسطہ سید محمد شاہؒ ملا جسے آپ نے قطب العالم حضرت میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ کے دادا محترم حضرت میاں شیخ مسعود رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچایا تاکہ وہ قطب العالم قدس سرہ کو پہنچ سکے۔ چنانچہ وہ سبق بہ واسطہ حضرت شاہ محمد وڑائچ قدس سرہ حضرت قطب العالم میاں غلام محمد سہروردی قدس سرہ کو پہنچا۔

یہی سبق میرے قبلہ گاہی قدس سرہ' نے پڑھا ہے آپ نے ایک موقع پر فقیر کو فرمایا کہ سبق سریانی زبان کا ہے جب مجھے بہ وسیلہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ' ملا تو آپ نے فرمایا قبلہ حضرت میاں صاحب قدس سرہ' پڑھتے تھے۔ جب میں نے اس کے بارے مزید دریافت کیا تو حضرت شیخ قدس سرہ' نے فرمایا بس یہ سمجھ لو تباہی ہی تباہی ہے۔ واقعی جب میں نے اسے پڑھنا شروع کیا تو ہر طرف سے تباہی کا سامنا ہوا پھر ایک عرصہ بعد معاملات درست ہونا شروع ہوئے۔

شجرہ میں جدید اشعار کا اضافہ

جیسا کہ عرض کیا گیا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ نے اشعار کی بندش اور الفاظ کا چناؤ ایسا فرمایا ہے جس میں غلو کا شائبہ بھی نظر نہیں آتا بلکہ ہر شیخ سلسلہ کی شخصیت نکھر کر سامنے آ جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کے بعد آپ کے خلفاء کرام یا صاحبان اجازت کے مریدین کو بھی اپنے مرشدین کے وسیلہ کے لئے اشعار کا اضافہ کرتے ہوئے اسی معیار کو پیش نظر رکھنا چاہیے۔ بہتر یہ ہو گا کہ وہ ایک شعر کا اضافہ کریں تاکہ آنے والے متوسلین کے لئے شجرہ پڑھنا آسان رہے۔

ہم نے بعض شجروں میں اپنے مشائخ کی صفات عالی قدر میں بہت زیادہ اشعار کا اضافہ دیکھا ہے اس صورت میں بہتر ہو گا کہ انہیں الگ منقبت کی صورت میں شائع کر دیا جائے۔ شجرہ میں اشعار کی تعداد میں اسی اضافہ کی وجہ سے موجود کئی شجروں میں واسطہ دوم اور واسطہ سوم کو نہ تو شامل کیا جاتا ہے اور نہ ہی پڑھا جاتا ہے جو ناپسندیدہ امر ہے۔ کیونکہ ایک طرف تو ہم حضرت شیخ الاسلام قدس سرہ کو مجدد سلسلہ سہروردیہ لکھتے ہیں اور کہتے ہیں مگر آپ کا ترتیب دیا ہوا شجرہ پورا نہیں پڑھتے۔ اگر واسطہ دوم اور سوم ناگزیر نہ ہوتا تو آپ نہ تو اسے نظم فرماتے اور نہ ہی شامل شجرہ کرتے۔ (دیکھئے اگلے صفحہ پر اولین شائع شدہ شجرہ) بلکہ ایک الگ نظم کی صورت میں کسی کتاب میں شامل فرما دیتے۔

دعا ہے کہ رب کریم ہمیں شیخ الشیوخ طریقت سہروردیہ' مرکز نگاہ جویان حق حضرت سید ابو الفیض قلندر علی سہروردی قدس سرہ کے فرمودات اور طریقہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

• • •

۱۹۳۱ء بمطابق ۱۳۶۱ھ کا شائع شدہ اولین شجرہ

سلسلہ عالیہ سہروردیہ رحمہم اللہ

اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ

شجرہ شریف خاندان عالیہ سہروردیہ

بحکم

عالیجناب شمس شریعت ماہ طریقت فخر الاولیاء حضرت خواجہ میاں غلام محمد صاحب سجادہ نشین حیات گڑھ متصل جلالپور جٹاں ضلع گجرات پنجاب

من تصنیف

خادم الفقراء قاضی قلندر علی سہروردی کوٹلوی سیالکوٹی

مطبوعہ اسلامیہ سٹیم پریس بیکی دروازہ لاہور باہتمام منشی محمد یوسف خان پرنٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللّٰھم صلِّ علیٰ سیدنا محمدٍ وعلیٰ آلِ سیدنا محمدٍ بعددِ کلِّ ذرۃٍ مائۃ الفِ مرّۃٍ

یاخدا اس گنجِ وحدت پُرضیا کیواسطے
باعثِ تخلیقِ آدم مصطفےٰ کے واسطے

سید الکونین ختم المرسلین وشاہِ دین
رحمۃ للعالمین و مجتبےٰ کے واسطے

مکی و مدنی و قرشی الطحی عالی نسب
ساقیِ کوثر شہِ ہر دوسرا کے واسطے

ہیں مزمل والضحیٰ یٰسین طٰہٰ جسکے وصف
رحم کر اس شافعِ روزِ جزا کے واسطے

صاحبِ عز و شرف جانِ عطا کانِ سخا
زیبِ عالم زینتِ ارض و سما کے واسطے

باعثِ دنیا کی دولت سجان والنجم تم
لیک کہ عشقِ نبی مجھ رُوسیاہ کیواسطے

افتخارِ انبیاء و محرمِ اسرارِ حق
احمدِ مختارِ کل ارض و سما کے واسطے

مخزنِ علمِ تصوف چشمۂ جود و سخا
صاحبِ شانِ نزولِ ھل اتیٰ کیواسطے

وجہِ نزولِ انما و مداحِ لافتیٰ
ہادیٔ جن و بشر مشکلکشا کیواسطے

بارِ عصیاں میں کہیں کشتی میری نہ غرق ہو
ناخدائی ناخدا کر ناخدا کے واسطے

کر عنایت زورِ بازو نفسِ سرکش پہ مجھے
اسدِ غالب حضرتِ شیرِ خدا کیواسطے

راستہ پُرخوف منزل دور میں زار و نحیف
مشکلیں آسان کر مشکلکشا کیواسطے

نامۂ اعمال دستِ راست میں کیجو عطا
مرتضیٰ زیبائشِ دینِ خدا کیواسطے

چشمۂ صبر و رضا و نقطۂ مہر و وفا
سوختہ از عشقِ ربِ کبریا کیواسطے

غرقِ بحرِ معرفت غواصِ دریائے طریق
بابِ آں شمس الضحیٰ مدینۃ العلم کیواسطے

سید الشہدا شہیدِ کربلا یعنی حسینؓ
رہنمائے اولیاء و اصفیا کے واسطے

آفتابِ دینِ نبوی گوہرِ علم و عمل
اور کانِ لولوئے صدق و صفا کیواسطے

کلبۂ ویراں میرا آباد کر دے عشق سے
شاہ زین العابدین آلِ عبا کیواسطے

دین و دنیا کی مرادیں ہوں میری مولا حصول
دافعِ رنج و بلا صاحب سخا کے واسطے

اُس محمد باقرِ والا حسب عالی نسب
اژدر فگن روحِ روانِ مصطفےٰ کیواسطے

جعفرِ صادق کے صدقے عشق کر اپنا عطا
چشمۂ فیضِ نبی ماہِ لقا کے واسطے

مظہرِ انوارِ احمد موسیٰ کاظم کی طفیل
سینہ کر روشن میرا اپنی رضا کے واسطے

کر امام المتقین کے نام سے یارب قبول
ہر دعا میری علی موسیٰ رضا کیواسطے

حبِ دنیا کا نشاں دل سے میرے تو محو کر
حضرتِ معروف کرخی باخدا کیواسطے

افتخارِ اولیاء و واقفِ رازِ خفی
حسن بصری عاشقِ ذاتِ الٰہ کیواسطے

کر عطا وہ جام جس سے مست میں ہر دم رہوں
شاہ حبیب عجمی حبیبِ مصطفےٰ کیواسطے

عشقِ نبوی اور دردِ دل عنایت ہو مجھے
حضرتِ داؤد طائی باسخا کیواسطے

معدنِ سرِ حقیقت تو میرے دل کو بنا
خواجہ سریؒ و سقطی خوش ادا کیواسطے

اور رہے واسطہ کرخی کا دیگر اے خدا
اس توسل سے اجابت ہے دعا کیواسطے

اپنے عارف کا مجھے درجہ عطا کر اے کریم
حضرتِ جنید مردِ باسخا کے واسطے

خاتمہ کیجو الٰہی تو میرا ایمان پر
خواجہ ممشاد علوی مہ لقا کیواسطے

کبھی نہ رہوں محروم میں نورِ نبیؐ کی دید سے
ہو حضوری اُس رحیم عقدہ کشا کیواسطے

ہو میرا حشر و نشر آلِ نبیؐ کے ساتھ ساتھ
شاہ علی ودباری رہنما کے واسطے

قبر ہو نورِ نبیؐ کے نور سے روشن میری
حضرتِ احمد علی ہودنما کے واسطے

عشقِ احمد کا مجھے سودا عطا کر اے قدیر
شیخ اخی فرخ زنجانی بصفا کیواسطے

تا ہوئے منجدھار میں بادِ مخالف سے بچا
کورگانی پیر بو القاسم ہما کے واسطے

حُبِ یارانِ نبی سے ہو مجھے جنت عطا
بو بکر نساج فو الفضل و علا کیواسطے

خرمنِ ہستی کو برقِ عشق سے کر دے فنا
دِل کو زندہ کر محمد عمویہ کے واسطے

فقر کر فکرِ غنا اور کر عطا صبر و رضا
شاہ وجیہ الدین صاحب بے ریا کیواسطے

سینۂ تاریک ہو جائے منور نور سے
اُس ضیاء الدین پیرِ پُرضیا کیواسطے

حجت الفقر فخری کعبۂ علم و عمل
شمس فلکِ سہروردی پارسا کیواسطے

حاملِ علمِ رسالت عاشقِ نورِ خدا
شاہ شہاب الدین کامل ہما کیواسطے

دم بدم چلتا ہے دل پر یہ اثر عشق کا
شاہ بہاؤ الدین جیا زکریا کیواسطے

صفحۂ دل سے مٹا دے نقش حب غیر سب
شیخ صدر الدین صدر اولیا کیواسطے

نفس اور شیطاں پہ غالب مجھے رکھنا سدا
شاہ رکن الدین ابو الفتاح کیواسطے

نورِ عرفاں سے منور کر میرے باطن کو تو
شاہ جلال الدین احمد باد پا کیواسطے

ہر مصیبت میں الٰہی تو میری امداد کر
شیخ ناصر دینِ احمد باوفا کیواسطے

رکھ مجھے ثابت قدم توحید اپنی پر سدا
سید برہانِ دین قطبِ ورا کیواسطے

کبر و نخوت اور ریا سے صاف رکھیو دل میرا
غوث رکن الدین نوری پرضیا کیواسطے

عشقِ شاہِ ولایت عالمِ رازِ نہاں
شاہ حسام الدین فخر اولیا کیواسطے

گوشۂ تاریک میں سیرِ جہاں بیٹھا کروں
حضرت بہلول پیرِ پارسا کے واسطے

علمِ حق خلقِ نبی صبر و توکل اور رضا
کر عطا خواجہ حسین باصفا کیواسطے

عالمِ علمِ لدنی کاشفِ بابِ عمل
ثانی برہانِ دین دین خدا کیواسطے

عشقِ احمدی میں میرا خاتمہ ہو یا خدا
یوسف ثانی جہاں کے مقتدا کیواسطے

ہر طرف تیری محبت میں میری تشہیر ہو
وارثِ دینِ نبیؐ شمس اللہ کیواسطے

غیر ہوں اپنا بنا لے اے خدائے بے نیاز
شاہ کبیر احمدؒ کی ذاتِ بخطا کیواسطے

لعل و یاقوت زبرجد کی مجھے پرواہ نہ ہو
دامنِ مونگا کو پکڑوں گا خدا کیواسطے

سید سرمست کے صدقے میں ذکر کرتے رہوں
دل میں ستغنا ہو بے برگ و نوا کے واسطے

دولتِ عرفاں ملے گر شاہ دولا کی طفیل
اور پھر کیا چاہیے تیرے گدا کیواسطے

شہر صحرا کرامت اور نہنگ بحرِ کشف
پیر جنگو شاہ قلندر باصفا کیواسطے

سن میری فریاد اے کشتی میری کے ناخدا
دستگیری کیجیے اُس آشنا کیواسطے

مجھ مریضِ عشق کا یارب نہیں کوئی طبیب
تجھ سوا جاؤں کہاں اپنی دوا کیواسطے

وارثِ علمِ نبوت کامل و دانائے راز
شیرِ صحرائے طریقِ انبیا کیواسطے

واقفِ رازِ حقیقت کاشفِ اسرارِ عشق
رہنمائے گمرہان و اشقیا کیواسطے

قطبِ المدار مصطفٰے خواجہ غلام محمد فقیر
پاؤں میں مقصود مقبولِ خدا کیواسطے

واسطہ ہے ان بزرگانِ طریقت کا تجھے
جن سے پایا فیض خواجہ نے رضا کیواسطے

اپنی رحمت سے بنا دے میری بگڑی اے کریم
شہ برہان دین ظل اللہ کے واسطے

مرشد کامل کے قدموں میں پڑی جا م قضا
حضرت مخدوم طیب باپ سا کیواسطے

غرق ہوں بحر گناہ میں لطف کی کر دے نظر
خواجہ عبد اللہ ہیم با صفا کیواسطے

عشق تیرا ہو میرا دم و ساز مونس ہر گھڑی
حضرت عبد الخلیل اولیا ر کیواسطے

خواہش دنیا و ما فیہا سے یہ دل پاک ہو
شاہ علی احمد معین اصفیا کیواسطے

شمع دانش زینت علم و فضل فاضل بیل
شاہ محمد فاضل علم خدا کیواسطے

میرا مرنا یا الٰہی ہو فقط تیرے لئے
ہو میرا جینا تیری حمد و ثنا کیواسطے

اپنی رحمت سے الٰہی نامۂ اعمال میں
لاکھ نیکی لکھ تو میرے ہر گناہ کیواسطے

ہے تیری رحمت وسیع گو ہیں گناہ میرے بہت
بخشدے سارے گناہ اُس حلیمہ شاہ کیواسطے

ہو منور قلب میرا شیخ کامل کی طفیل
صابر و شاکر فدائے کبریا کیواسطے

فیض نور سہروردی حشر تک جاری رہے
خواجہ رمضان شاہ نوری لقا کیواسطے

راندہ درگاہ حق ہوں اور غریق معصیت
ہیں گناہ میرے لئے اور ہیں گناہ کیواسطے

خشک کھیتی کو مری باران رحمت سے ہری
غلام احمد دستگیر ہر گدا کے واسطے

دولت دنیا و دین سے ہو قلندر مالدار
تجھ سوا باقی نہ ہو کچھ التجا کیواسطے

سر میں میرے بھرا سودائے عشق مصطفےٰ
دل تڑپتا ہو حبیب کبریا کیواسطے

آج گر خالی گیا یا رب تیرے دربار سے
کون در باقی رہا مجھ رو سیاہ کیواسطے

واسطے سب ہو چکے اب تو یہی ہے آرزو
مجھے مانگوں تجھ کو تیری رضا کیواسطے

مثنوی من تصنیف میاں عبد اللطیف صاحب سکنہ دوہرا ضلع گجرات در شان پیر روشن ضمیر حضرت میاں صاحب مدظلہ العالی

جلوۂ نور محمد کے جنیں باشد اتم
الصلوٰۃ والسلام بر نبی ما دو ام

حاوئے علم جلی اور حامئے دین نبی
نہ ثنا ہم کر سکے فرما گئے شاہ امم

راز دار سر احمد برگزیدہ اولیا
بعد ازیں من صفت گویم پیر خود والا حکم

غیر اللہ کچھ نہیں والا وجود اہل جود
خلوہ اسرار خفی مصدر حلم و کرم

اہل دین معنوی و مبدا اسرار حق
تارک الدنیا مشیر والئے لوح و قلم

من رآنی لبس حرف آں قدوہ ذوالاقتدار
لائق و فائق سزاوار عز و جاہ و حشم

مالک ملک فنا فی اللہ فنا فی الشیخ نت
مظہر نور ضیا رائے مرکز والا کرم

صاحبا بر مانگریں ہوں غریب ناتواں
حاذق علم لدنی موجب فیض امم

حامی بر دو جہاں اے خاوند اعلےٰ مکاں
داغ تو بر جگر خوردم اے حبیب محتشم

آوردہ ام عجز و خطائے صاحب حلم و شمم
ما دل مخزوں لبس و دیدار تو خوش قدم

عر

اے سر ہر مصرعہ چوں حرف گیری عاقلا
تا بیابی اسم والا پیر من اعلےٰ ہمم

ض

تذکرہ سہروردیہ

یہ ایک صوفیانہ رنگ میں عجیب وغریب کتاب ہے جس میں اعلحضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت خواجہ میاں غلام محمد صاحب سجادہ نشین حیات گڑھی کے خاندانی حالات اور کشف وکرامات کا رجو وقتاً فوقتاً ظہور میں آئے) مفصل درج ہے یہ کتاب صوفیوں کیلئے بالعموم اور خاندانِ سہروردیہ عالیہ سے تعلق رکھنے والوں کے لئے بالخصوص ازبس ضروری ہے عاشقانِ تصوف اس کو خریدیں پڑہیں اور حرزِ جان بنائیں عنقریب حضور ممدوح مدظلہ العالی کی شان میں مجموعہ سی حرفی ہائے بھی چھپکر ہدیۂ قارئین ہوگا۔ فقط

الملتمس

قاضی قلندر علی سہروردی امام وخطیب مسجد جامع کوٹلی لوہاران شرقی تحصیل وضلع سیالکوٹ

ختم خواجگانِ سلسلہ عالیہ سہروردیہ رحمہم اللہ

ختم شریف کے ہر حصہ کی ایک معین تعداد پڑھیں کم سے کم تین بار

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ [illegible] مرتبہ

صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ ○ ۱۱۵ مرتبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۙ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○ اٰمِيْن ۱۱۱ مرتبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ ○ الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ○ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۗ فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۙ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ ○ ۱۱۱ مرتبہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

قُلۡ ہُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ ○ اَللّٰہُ الصَّمَدُ ○ لَمۡ یَلِدۡ ۙ وَ لَمۡ یُوۡلَدۡ ○ وَ لَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ ○ ۱۱۱ مرتبہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ اَصْحَابِ سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَّ بَارِکْ وَسَلِّمْ ط ۱۱۱ مرتبہ

- یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ • یَا کَافِیَ الْمُھِمَّاتِ
- یَا شَافِیَ الْاَمْرَاضِ • یَا حَلَّ الْمُشْکِلَاتِ
- یَا رَافِعَ الدَّرَجَاتِ • یَا دَافِعَ الْبَلِیَّاتِ
- یَا سَامِعَ الْمُنَاجَاتِ • یَا مُجِیْبَ الدَّعْوَاتِ
- یَا مُسَبِّبَ الْاَسْبَابِ • یَا مُفَتِّحَ الْاَبْوَابِ
- یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ • وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ ۱۱۱ مرتبہ
- یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ

حال ما خستہ دلاں للہ نگر — المدد یا شیخ شہاب الدین عمرؒ لاتعداد مرتبہ

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ

وَ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

شجرہ شریف سِلسلہ عالیہ سُہروردیہ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ کُلِّ ذَرَّۃٍ مِّائَۃَ اَلْفِ اَلْفِ مَرَّۃٍ وَ بَارِکْ وَسَلِّمْ

یَا خُدا اُس گنجِ وحدت پُر ضیا کے واسطے
باعثِ تخلیقِ آدم مصطفٰی کے واسطے

ہیں مزمل والضحیٰ یٰسین و طٰہٰ جس کے وصف
رحمتہ اللعالمین و مجتبیٰ کے واسطے

افتخارِ انبیاء و محرمِ اسرارِ حق
ساقیٔ کوثر شہِ ہر دوسرا کے واسطے

وجہِ نزولِ اِنَّمَا ممدوحِ مدحِ لَافَتٰی
صاحبِ شانِ نزولِ ھَلْ اَتٰی کے واسطے

چشمۂ صبر و رضا و نقطۂ مہر و وفا
مُرتضیٰ زیبائشِ دینِ ھُدیٰ کے واسطے

سیّدُ الشہداء شہیدِ کربلا یعنی حُسین
رہنمائے اولیاء و اصفیاء کے واسطے

آفتابِ دینِ نبوی گوہرِ علم و عمل
شاہ زین العابدین آلِ عباؑ کے واسطے

اِس محمد باقر والا حسب عالی نسب
دافعِ رنج و بلا صاحب سخا کے واسطے
جعفر صادق کے صدقے عشق کر اپنا عطا
چشمۂ فیضِ نبی ماہِ لقاء کے واسطے
مظہرِ انوارِ احمد موسیٰ کاظم کے طفیل
سینہ کر روشن مرا اپنی رضا کے واسطے
کر امام المتقین کے نام سے یارب قبول
ہر دعا میری علی موسیٰ رضا کے واسطے
حُبِ دنیا کا نشاں دل سے تو میرے محو کر
حضرت معروف کرخی باحیا کے واسطے
افتخار اولیاء و واقفِ رازِ خفی
حسن بصری عاشقِ ذاتِ الٰہ کے واسطے
کر عطا وہ جام جس سے مست میں ہر دم رہوں
شاہ حبیب عجمی حبیبِ مصطفیٰ کے واسطے
معدنِ سرِّ حقیقت تو مرے دل کو بنا
خواجہ سری و سقطی خوش ادا کے واسطے
عشقِ احمد اور دردِ دل عنایت ہو مجھے
حضرت داؤد طائی با سخا کے واسطے
اپنے عارف کا مجھے درجہ عطا کر اے کریم
عارفِ باللہ جنیدِ با خدا کے واسطے
خاتمہ کیجو الٰہی تو میرا ایمان پر
خواجۂ ممشاد علوی ماہِ لقا کے واسطے
ہو میرا حشر و نشر آلِ نبی کے ساتھ ساتھ
شاہ علی رودباری رہنما کے واسطے

قبر ہو نُورِ نبی کے نور سے روشن میری
حضرتِ احمد علی اسود نما کے واسطے
بخش دے سودائے عشقِ سرورِ عالم مجھے
شیخ زنجاری فرّخ با صفا کے واسطے
ناؤ ہے منجدھار میں بادِ مخالف سے بچا
گورگانی پیر بوالقاسم ہما کے واسطے
حب یاران نبی سے ہو مجھے جنت عطا
بوبکر نساج ذوالفضل و عُلا کے واسطے
خرمن ہستی کو برق عشق سے کر دے فنا
دل کو زندہ کر محمد عمویا کے واسطے
دور کر فکر غنا اور کر عطا صبر و رضا
شاہ وجیہہ الدین صاحب بے ریا کے واسطے
سینۂ تاریک ہو جائے منور نور سے
اس ضیاء الدین پیر پر ضیا کے واسطے
حجت الفقر فخری کعبہ علم و عمل
شمس چرخ سہروردی پارسا کے واسطے
حاملِ علمِ رسالت، عاشقِ نُورِ خدا
شاہ شہاب الدین کامل رہنما کے واسطے
دم بدم چلتا رہے دل پر یہ آرا عشق کا
شاہ بہاء الدین صاحب ذکریا کے واسطے
صفحۂ دل سے مٹا دے نقش حب غیر سب
شیخ صدر الدین صدرِ اولیاء کے واسطے
نفس و شیطاں پر ہمیشہ کر عطا غلبہ مجھے
شاہ رکن الدین اکمل با صفاء کے واسطے

نورِ عرفاں سے منور کر مرے باطن کو تُو
شاہ جلال الدین احمد بادِ پا کے واسطے

ہر مصیبت میں الٰہی تو امداد کر
شیخ ناصر دین احمد با وفا کے واسطے

رکھ مجھے ثابت قدم توحید پر اپنی سدا
سیّدِ برہانِ دیں قطبِ ورِئی کے واسطے

کبر و نخوت اور ریا سے صاف رکھ دل کو میرے
غوث رکنُ الدّین نوُری پر ضیا کے واسطے

متقی شاہِ ولایت عالِم راز نہاں
شاہ حسّامُ الدّین فخرِ اولیاء کے واسطے

گوشۂ تاریک میں سیرِ جہاں بیٹھا کروں
حضرتِ بہلول پیرِ پارسا کے واسطے

علمِ حق، خُلق نبیؐ صبر و توکل اور رضا
کر عطا خواجہ حسینِ با صفا کے واسطے

عالِم علمِ لدنی، کاشفِ بابِ عمل
حضرتِ بُرہانِ دیں ثانی ہما کے واسطے

خاتمہ عشقِ محمد پر ہو میرا اے خدا
یوسفِ ثانی جہاں کے مقتداء کے واسطے

ہر طرف تیری محبت میں مری تشہیر ہو
حضرت شہرُ اللہ اِس کان ہُدا کے واسطے

غیر ہوں اپنا بنا لے اے خدائے بے نیاز
شاہ کبیر احمد کی ذاتِ بے خطا کے واسطے

لعل و یاقوت و زبر جد کی مجھے پرواہ نہ ہو
دامنِ مونگا کو پکڑوں بس خدا کے واسطے

سیّد سرمست کے صدقے نہ میں در در پھروں
دل میں استغنا ہو بے برگ و نوا کے واسطے

دولتِ عرفاں ملے گر شاہِ دولا کی طفیل
اور پھر کیا چاہیے تیرے گدا کے واسطے

شیر صحرائے کرامت اور نہنگِ بحر کشف
پیر جنگو شاہ قلندر با صفا کے واسطے

وارث علم نبوت کامل و دانائے راز
شیر صحرائے طریق انبیاء کے واسطے

واقفِ رازِ حقیقت کاشفِ اسرارِ عشق
رہنمائے گمرہاں و اشقیا کے واسطے

یا الٰہی سب مصائب و نوائب دور کر
اس محمدؐ کے غلام با صفا کے واسطے

حامل علم لدنی کاشفِ اسرار حق
سیّد قلندر علی کامل رہنما کے واسطے

فرد جس کی فردیت سے ہے زمانہ فیض یاب
حضرت نذیر غوری فخرِ اولیاء کے واسطے

خستہ دل ہیں خستہ جگر اور خستہ حال
مشکلیں سب حل ہوں میرے پیشوا کے واسطے

اپنی پناہ میں رکھ ہمیں تو اے خدائے بے نیاز
اپنے ان پیاروں و صدرِ مُرسلاں کے واسطے

واسطہ دوم

واسطہ ہے اُن بزرگان طریقت کا تجھے
جن سے پایا فیض خواجہ نے رضا کے واسطے

اپنی رحمت سے بنا دے میری بگڑی اے کریم
سیّد بُرہانِ دیں ظلِ خدا کے واسطے

مُرشد کامل کے قدموں میں پیوں جامِ وفا
حضرت مخدوم طیب پارسا کے واسطے

غرق ہوں بحرِ گناہ میں لطف کی فرما نظر
خواجہ عبدالکریم با صفا کے واسطے

عشق تیرا ہو میرا دمساز و مونس ہر گھڑی
حضرت عبدالخلیل اولیاء کے واسطے

خواہشِ دنیا و مافیہا سے یہ دل پاک ہو
شاہ علی احمد معینِ اصفیا کے واسطے

شمع دانش، زینت علم و عمل، فاضل نبیل
شاہ محمد فاضلِ علمِ خدا کے واسطے

ہے تری رحمت وسیع گو ہیں گناہ میرے بہت
بخش دے اس جملہ شاہ صاحب سخا کے واسطے

فَیضِ نور سُہروردیؒ حشر تک جاری رہے
خواجہ رمضان شاہ نوری خوش لقا کے واسطے

خشک کھیتی کر میری باران رحمت سے ہری
اِس محمد کے غلام خوش لقا کے واسطے

واسطہ سوم

ہو گیا اک سال دریا میں جو طغیانی کا زور
امتحاں بندوں کا تھا بیم و رجا کے واسطے

تھے محمد شاہ اک درویش بھیرہ میں مقیم
پاس اُن کے آئے دیہاتی دُعا کے واسطے

آپ نے فرمایا ایسا ہے کوئی مردِ خدا
جاں کرے قرباں جو خلقِ خُدا کے واسطے

ایک صاحب نے کہ حامد نام تھا بولے حضور
کرتا ہوں میں جاں فدا اپنی خدا کے واسطے

دے کے اک تعویذ شاہ نے حکم حامد کو کیا
کود جا دریا میں اب تو کبریا کے واسطے

کود کر دریا میں وہ پہنچے مقامِ خاص پر
جو کہ تھا مخصوص خضرِ رہنما کے واسطے

خضر نے اُن کو سبق دے کر کہا اب جاؤ تم
جانب مشرق تلاش مدعا کے واسطے

پہنچے رانیوال میں مسعود کی خدمت میں وہ
پایا جن سے فیض حامد نے خدا کے واسطے

خضر سے حامد نے پایا جو سبق وہ دراصل
تھا محمد کے غلام بے ریا کے واسطے

وہ امانت اس نے رکھا بابا قطب الدین کے پاس
میرے خواجہ دستگیر ہر اک گدا کے واسطے

دولت دنیا و دیں سے ہو قلندر بے نیاز
سن دعا میری الٰہی مصطفیٰ کے واسطے

آج گر خالی گیا یارب تیرے دربار سے
کون در باقی رہا مجھ پُر خطا کے واسطے

واسطے سب ہو چکے اب تو یہی ہے آرزو
تجھ سے مانگوں تجھ کو میں تیری رضا کے واسطے

سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ عَمَّا یَصِفُوْنَ وَ سَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ وَ
الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط

الحمد اللہ کہ یہ مبارک تصنیف مسمی

"جویائے حق"

اللہ تعالٰی کے فضل و کرم سے

بخیر و خوبی اختتام کو پہنچی۔

مولف

ناچیز و نیاز مند بارگاہ شیخ العالم سلطان سہرورد ﷜

سید اویس علی سہروردی عفی عنہ

شب معراج ۲۶ رجب المرجب ۱۴۲۰ھ

۵ نومبر ۱۹۹۹ء بروز جمعتہ المبارک

• • •